

مشمولات سواد اعظم

نمبر شمار	کالمز	فلم کار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	اداریہ	غلام مصطفیٰ نعیمی	مرحبا! اے ماہ مبارک، مرحبا!	۳
۲	فہم دین	ریاضت حسین ازہری	انسان کو دین کی ضرورت	۵
۳	امول باتیں	الشاہ صدر الافاضل قدس سرہ	مدارس اسلامیہ اور اصلاح معاشرہ	۱۰
۴	روزہ کی حکمتیں	پیش کش: محمد منظم ازہری	روزہ کیوں رکھا جاتا ہے	۱۳
۵	ماہ رواں	مولانا توفیق احسن برکاتی	ماہ رمضان کا پیغام مسلم نوجوانوں کے نام	۱۶
۶	خیابان تحقیق	کمال احمد علمی	رکعات تراویح کی تعداد۔ ایک تحقیقی مطالعہ	۲۰
۷	حقوق العباد	توحید احمد خان رضوی	اسلام میں باہمی حقوق	۲۶
۸	قارئین کے خطوط	مفتی محمد اطہر نعیمی، مولانا محبوب عالم	مکتوبات	۲۹
۹	یاد رفتگاں	غلام مصطفیٰ نعیمی	ایک چراغ جو بجھ کر بھی روشن ہے	۳۱
۱۰	تقابل ادیان	محمد ثاقب رضا قادری	نیٹ پر اہل سنت کی چند ویب سائٹس کا تعارف	۳۴
۱۱	عالمی منظر نامہ	حسن کمال	یورپ آہستہ آہستہ مر رہا ہے	۳۸
۱۲	اظہار حقیقت	محمد میاں مالیک (لندن)	میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو	۴۱
۱۳	گوشہ تصوف	مفتی گلزار احمد نعیمی	تعلیمات صوفیاء	۴۷
۱۴	قانونی باریکیاں	ایڈووکیٹ مشتاق احمد	مسئلہ فراڈ و احد کا نہیں تمام مسلمانوں کا ہے	۴۹
۱۵	نقوش تاریخ	محمد عکاش علی نعیمی	تاریخ نجدیٹ۔ اظہار حقیقت	۵۳
۱۶	منظومات	سیما اکبر آبادی، مولانا بدر القادری	نعت، استقبال رمضان	۵۶
۱۷	ازالہ الزام	مفتی محمد ناظم علی رضوی مصباحی	اسلام اور تعلیم نسواں	۵۷
۱۸	مذہبیات	غلام مصطفیٰ رضوی	اسلام ایک آفاقی دین	۶۲

مرحبا! اے ماہ مبارک، مرحبا

غلام مصطفیٰ نعیمی

مسلمانوں کی خاطر خواہ آبادی ہوتی ہے وہاں تو اس طرح کی تقریب منعقد کرنے میں کوئی دقت نہیں آتی مگر جہاں مسلم آبادی کم ہوتی ہے وہاں غیر مسلم شدت پسند یا تو سرے سے نماز تراویح ہونے ہی نہیں دیتے یا پھر عین نماز کے وقت گانے باجے کے ذریعے خلل ڈالتے ہیں اگر مسلمان کچھ کہیں تو ہنگامہ شروع پولس آتی ہے اور سب کچھ بند کر دیتی ہے مسلمان احتجاج کریں تو پولس کا سیدھا سا جواب ہوتا ”کوئی نئی پر مپرا نہیں ڈالنے دی جائیگی“ اور بس مسلمان بے بسی کی تصویر بنے رہ جاتے ہیں۔

اسی طرح سحری میں لوگوں کو بیدار کرنے کیلئے اکثر مقامات پر لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیا جاتا ہے اور نعت خوانی وغیرہ بھی ہوتی ہے۔ جن بستیوں میں مسلمان کم تعداد میں ہوتے ہیں شدت پسندوں کو یہ بھی پسند نہیں آتا کہ مسلمان مانک پر اعلان یا نعت خوانی بھی کر سکیں۔ اور بس اسی مسئلے پر جھگڑا شروع کر دیا جاتا ہے مانک اکھاڑ کر پھینک دینا، گاؤں سے نکالنے کی دھمکی دینا توڑ پھوڑ کرنا اگر جواب میں کھڑے ہو جاؤ تو فساد تیار، کرفیو تیار اور پولس کا رٹا رٹایا سا جواب ”کوئی نئی پر مپرا نہیں ڈالنے دی جائیگی“ حالانکہ غیر مسلم کتنی نئی پر مپرائیں ڈالیں کبھی پولس روکنے نہیں جاتی اور نہ ہی اس کو کوئی مطلب ہوتا ہے اگر مطلب ہوتا ہے تو صرف مسلمانوں اور ان کی مذہبی تقریبات سے ہوتا ہے۔

اس طرح کے معاملات کا سب سے خراب پہلو دیوبندی جماعت کے ذریعے اٹھایا گیا وہ قدم ہے جس سے شر پسندوں کے حوصلے مزید بلند ہو جاتے ہیں۔ دیوبندی جماعت کی جانب سے ہر سال سحری میں مانک پر نعت خوانی کو حرام کہنے کا فتویٰ تقسیم کرنا

۸ شعبان المعظم بروز جمعہ اپنے رفیق جانی مولانا محمد منظم ازہری کے ہمراہ جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت میں شامل ہونے کیلئے دہلی سے مراد آباد روانہ ہوا قریب تین گھنٹے کے سفر میں مختلف موضوعات پر باتیں ہوتی رہیں باتوں باتوں میں کب مراد آباد آ گیا پتا ہی نہیں لگا خیر! اسٹیشن پر اتر کر مولانا ازہری کو جامعہ روانہ کیا اور میں خود ایک قریبی قصبہ پینپل ساناہ میں منعقد ”فیضان علم کانفرنس“ میں شامل ہونے کیلئے روانہ ہوا رات کو قریب ۲ بجے تقریر سے فارغ ہو کر فوراً ہی مراد آباد واپس آ گیا صبح کو اساتذہ کرام سے شرف لقاء حاصل کیا سواد اعظم کے اگلے شمارے کے متعلق استفسار پر میں نے عرض کیا انشاء اللہ رمضان المبارک کی بہاروں کے جلو میں سواد اعظم بھی آپکی خوشیوں میں شامل ہوگا۔

رمضان اور ہماری آزمائش: رمضان المبارک

یوں تو تمام عالم اسلام میں خوشیوں، رحمتوں، برکتوں اور سعادتوں کا پیغام بن کر آتا ہے مگر ہندوستان میں رمضان کی آمد کے ساتھ ہی شروع ہوتا ہے ہماری آزمائش کا ایک اور دور، یوں تو روز بروز نہ جانے کتنے مسائل سے جو جھنپڑتا ہی ہے مگر رمضان کی آمد کے ساتھ کچھ ایسے معاملات سامنے آتے ہیں جو رمضان کی خوشیوں میں درد کا زہر گھول کر پوری ملت اسلامیہ کو بے چین و بے قرار کر دیتے ہیں۔

رمضان میں عوام ہوں یا خواص عبادت کا سرور سب پر چڑھا ہوتا ہے خصوصاً نماز تراویح کو لیکر نو جوانوں میں زیادہ شوق پایا جاتا ہے اسی لئے اکثر چند لوگ مل کر اپنے گھروں، مکانوں، دکانوں اور فلیٹس وغیرہ میں نماز تراویح کا اہتمام کرتے ہیں اور پورے ماہ اپنے ذوق عبادت کی تسکین کا سامان کرتے ہیں۔ جن مقامات پر

میں حرج نہیں بلکہ باعث اجر و ثواب ہے مگر زیادہ نہ ہو وقفہ وقفہ سے ہو مزید جو بھی احتیاطی تدابیر کارگر اور مفید ثابت ہوں ان پر عمل کیا جائے کیوں کہ فساد کہیں بھی کیسا بھی ہو نقصان ہمیشہ مسلمانوں کا ہی ہوتا ہے اور رمضان میں مسلمان رحمتوں سے فیضیاب ہونے کی آرزو رکھتا ہے کہ فیو اور قتل و غارت گری سے جو جھنے کی نہیں۔

فاریین سواد اعظم سے دو باتیں : آج جبکہ یہ رسالہ آپ کے ہاتھوں کی زینت بنا ہوا ہے یہ لکھتے ہوئے خوشی کا احساس دوبالا ہو رہا ہے کہ سواد اعظم نے نشاۃ ثالثہ کے طور پر اپنی زندگی کا ایک سال مکمل کر لیا۔ ایک سال کے اپنے سفر پر نظر ڈالتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ کس طرح اتنا لمبا سفر بحسن و خوبی مکمل ہو گیا حالانکہ راستے میں نشیب و فراز بھی آئے، کچھ مخلص لوگوں کے چہرے سے نقاب خلوص بھی اترتے دیکھا، کتنی جگہ ہمیں باتوں کی میٹھی گولیاں دے کر ٹکایا بھی گیا، آگے بڑھانے کے نام پر روکنے کی کوشش بھی ہوئی مگر اللہ تعالیٰ کے کرم اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سیدی صدر الافاضل کا فیضان نے ہر مشکل سے نکالا قدم قدم پر رہنمائی ملی اور کچھ مخلص افراد کے سہارے یہ ایک سال کا سفر پورا کر لیا۔ اب قارئین سے گزارش ہے کہ جتنا مشکل یہ سفر تھا اس سے کہیں مشکل اگلا پڑاؤ ہے حالانکہ ابھی تک ہماری سرکولیشن زیادہ نہیں ہے مگر جتنی بھی ہے ان سبھی ممبران سے گزارش ہے کہ وہ اپنی ممبر شپ کی تجدید کرا لیں ہو سکے تو اپنے عزیزوں میں سواد اعظم کو متعارف کرائیں اس کی ایجنسی حاصل کریں تاکہ یہ کارواں دور اور دیر تک چلتا رہے۔ اخیر آئیں اپنے تمام اساتذہ جامعہ نعیمیہ کا مشکورو ممنون ہوں کہ ان کی دعاؤں کے طفیل یہاں تک پہنچ سکا اور اپنے ان تمام دوستوں کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے کسی نہ کسی جہت سے سواد اعظم کا ساتھ دے کر اس ناچیز کو مضبوط کیا اللہ ان سب کو بہتر صلہ عطا فرمائے۔ ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد۔

☆☆☆

شروع کر دیا جاتا ہے، اپنے مدارس کے پوسٹروں میں نمایاں طور پر اس کو لکھا جاتا ہے حرام ہونے کی وجوہات کو گناتے ہوئے بطور خاص یہ وجہ بیان کی جاتی ہے ”کہ اس سے برادران وطن (غیر مسلموں) کو تکلیف ہوتی ہے اور ان کی نیند میں خلل پڑتا ہے“ کیا خوب جواب ہے! کہ نیند خراب ہوتی ہے ان ناعاقبت اندیش مفتیوں سے کوئی پوچھے کہ جب مہینے مہینے بھر رام لیلا ہوتی ہے تو کیا کسی کی نیند خراب نہیں ہوتی؟ جب کانوڑ کا دور آتا ہے تو ڈی، جے (D.J) کی تھاپ پردنوں دن اور راتوں رات جب کانوڑیے ہلا چاتے ہیں، گانے اور بھجن بجاتے ہیں تو کیا کسی کو تکلیف نہیں ہوتی؟؟

اس طرح کی بودی اور لچر باتوں سے ہمیشہ دیوبندی جماعت نے مسلمانوں کو دبانے کا کام کیا ہے۔ پچھلے سال ایک گاؤں میں مانک چلانے پر جھگڑا ہوا تو پولس کے روبرو شدت پسندوں نے اسی دیوبندی فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ”کہ مسلمان جان بوجھ کر فساد کرانا چاہتے ہیں کیوں کہ ان کے علماء نے سحری میں مانک چلانے کو حرام قرار دیا ہے۔“

اے کاش! اس جماعت کے سادہ لوح عوام ان کے مکرو فریب کو سمجھیں اور حقیقت کی روشنی میں اپنی زندگی گزاریں۔

اہل اسلام سے ایک ضروری اپیل: جہاں کہیں مسلمان کم تعداد میں ہوں وہاں مانک وغیرہ چلانے کیلئے مقامی انتظامیہ و عوامی نمائندگان سے رابطہ کریں اور قانونی ضابطوں کو عمل میں لاتے ہوئے اس کی تحریری اجازت حاصل کریں تاکہ کسی شر پسند کو کوئی موقع نہ مل سکے اور ہو سکے تو قرب و جوار میں رہنے والے ان صلح پسند غیر مسلموں کو بھروسے میں لیا جائے جو اپنی قوم میں با اثر ہوں تاکہ ان کے ذریعے کسی بھی طرح کی غلط فہمی کو دور کرنے میں آسانی ہو۔ ساؤنڈ زیادہ تیز استعمال نہ کریں بلکہ ضرورت کے مطابق ہی استعمال کریں کہ تیز ساؤنڈ سے پاس پڑوں میں کوئی بیمار ہو تو پریشانی ہوتی ہے۔ ماحول کو نورانی بنائے رکھنے کیلئے نعت خوانی

انسان کو دین کی ضرورت

ریاضت حسین ازہری۔ رسول پور، اڑیسہ

ہے قرآن کریم میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ۔ (سورة الفتح، الآية: ۴)

”وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اتارا تاکہ انہیں یقین پر یقین بڑھے (اور باوجود عقیدہ راسخہ کے اطمینان نفس حاصل ہو)“ (کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان)

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ۔ (سورة الرعد، الآية: ۲۸)

”وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے (اس کے رحمت و فضل اور اس کے احسان و کرم کو یاد کر کے بے قرار دلوں کو قرار و اطمینان حاصل ہوتا ہے اگرچہ اس کے عدل و عتاب کی یاد دلوں کو خائف کر دیتی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ) (سورة الأنفال، الآية: ۲) ”ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کو یاد کیا جائے (تو اس کے عظمت و جلال سے) ان کے دل ڈر جائیں“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: کہ مسلمان جب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قسم کھاتا ہے دوسرے مسلمان اس کا اعتبار کر لیتے ہیں اور ان کے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے“ (کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان)

۲۔ تاریخی کتابوں میں (مؤرخ خواہ مسلمان ہو یا غیر) ہم یہ پڑھتے ہیں کہ ”محمد بن عبد اللہ“ نامی ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ وہ اس جہاں کے خالق و مالک کی جانب سے بھیجا ہوا رسول ہے، اور رب تعالیٰ نے اس کی تصدیق کے لئے اسے معجزات بھی عنایت فرمائے ہیں۔

اگر انسان جہاں بھر کی بھلائوں کو اپنے دامن میں لینے کا خواہشمند ہے، اور تمام تر شقاوتوں سے دور ہونا چاہتا ہے تو چاہیے کہ اس

۱۔ کائنات: کون ہے جو اس کائنات کے بارے میں نہیں سوچتا جس نے ہمیں اپنی آغوش میں لے رکھا ہے؟ کیا آپ بھی یہ سوچتے ہیں؟ کہ کائنات کیسے بنی؟ کیسے چلتی ہے؟ کون چلاتا ہے؟ اور اس کے وجود کا کیا مقصد ہے؟ کیا یہ خود بخود پیدا ہو گئی یا اس کا کوئی خالق ہے؟ اچانک اس کا وجود ہوا یا کسی قادر مطلق نے اسے پیدا فرمایا؟ اور وہ قادر مطلق کون ہے؟ اس کی کیا صفات ہیں؟ اور اس عالم سے اس کا کیا تعلق ہے؟

انسان: کیا یہ جسم و روح دونوں سے مرکب کسی شے کا نام ہے؟ اور اگر ایسا ہے: تو روح کیا ہے؟ کیا روح باقی رہے گی یا فنا ہو جائے گی؟ اور اگر باقی رہے گی، تو دوبارہ انسان کی بعثت کیسے ہوگی؟ اس کا محاسبہ کیسے ہوگا؟ اس کا انجام کیا ہے؟ اور وہ کب ہوگا؟ دنیا! کیا اس کی کوئی انتہاء بھی ہے جہاں یہ رک جائے؟ یا غیر نہائی طور پر چلتی رہے گی؟

زندگی: کیا زندگی اچھی اور بری بھی ہوتی ہے؟ اچھائی و برائی، حق و باطل اور سچ و جھوٹ کی جانچ کا پیمانہ کیا ہے؟

معبود: (اگر اس کے وجود کو مانا جائے) تو کیا معبود کا مخلوق سے کوئی ربط ہے؟ کیا وہ مخلوق میں کسی کو اپنا پیغمبر منتخب کر لیتا ہے؟ اور یہ کیسے ہوتا ہے؟ اور ہم اسے پہچانیں کیسے؟

ہر داناں شخص کے ذہن و دماغ میں اس قسم کے سوالات اٹھتے رہتے ہیں، اور وہ یہ چاہتا ہے کہ ان کے اطمینان بخش جوابات اسے حاصل ہوں تاکہ اس بارے میں وہ اپنا کوئی درست موقف متعین کر کے اپنی کشمکش سے چھٹکارا پا کر زندگی استقرار نفسی کے ساتھ گزر بسر کرے۔

بلاشبہ دین ہی ان جیسے ہزاروں پریشان کن سوالات کے ایسے جوابات دیتا ہے جس سے دل و جان کو اطمینان و سکون میسر آتا

رب ﷻ اور اس میں اس کے اوپر سے لنگر ڈالے اور اس میں برکت رکھی اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں یہ سب ملا کر چار دن میں ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو ﷻ پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر نہیں ہوتے پھر ﷻ نے آسمان کو دیا دودن میں اور ہر آسمان میں اسی کے کام کے احکام بھیجے اور ہم نے نیچے کے آسمان کو چرائوں سے آراستہ کیا اور نگہبانی کے لئے یہ اس عزت والے علم والے کا ٹھیرایا ہوا ہے ﷻ

”کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان“

اس طرح دین ہمیں کائنات کی تخلیق کی کیفیت اور خالق و مخلوق کے عظیم رشتے کے تقدس کو واضح بیان فرماتا ہے۔

۳- دین انسان کو اس کی زندگی کے مختلف شعبوں کو عبادات، جس کے ذریعہ وہ اپنے رب کا تقرب حاصل کرتا ہے، اور اس کے علاوہ اجتماعی، اقتصادی، سیاسی، اور اخلاقی منفرد نظام سے روشناس کراتا ہے جس کی مدد سے انسان زندگی کے مختلف گوشوں کو مزین کر کے رب قدیر کا تقرب پا کر معاشرہ میں پر لطف اور باوقار زندگی گزارتا ہے۔

کیوں کہ فطری طور پر ایک انسان دیگر انسانوں سے دور تھا زندگی نہیں گزار سکتا، بلکہ اگر اس کے ہوش و حواس سالم ہیں تو وہ کسی مجمع میں زندگی گزارنا چاہے گا، جس کے نتیجے میں اس کا لوگوں کے ساتھ تعامل بھی ہوگا، اس لئے کہ روزمرہ کے معاملات میں ایک انسان دوسرے انسان کا محتاج ہوتا ہے، ہر معاملہ وہ از خود انجام نہیں دے سکتا، خواہ وہ کھانے پینے سے متعلق ہو، یا پھر رہن سہن سے متعلق ہوں بہر حال اسے لین دین رکھنے ہی پڑتے ہیں۔

اور تعامل قوانین و ضوابط کا محتاج ہوتا ہے، تاکہ عدل و انصاف کا تحقق ہو، جو رولم سے بچا جاسکے، ورنہ بڑا چھوٹے پر زیادتی کریگا، طاقتور کمزور کا مال کھائے گا، اس طرح سے زندگی افراتفری، انتہا پسندی اور تشدد و خود سری کا شکار ہو جائے گی۔ اور دین مجمع میں عدل و مساوات کے تحقق کے لئے نظام پیش کرتا ہے۔

۵- اور یہ صحیح ہے کہ انسان فطرت پر پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ

مسئلہ پر غور و خوض کرے، بحث و تفتیش کرے، تاکہ اس بارے میں کسی درست نتیجے تک پہنچ کر ایک صحیح موقف کی تعیین کر سکے۔ خاص طور پر جبکہ تاریخ بتا رہی ہے کہ وہ جاں باز سعادت مند جنہوں نے اسی ذات بابرکت کے لائے ہوئے مبادیات کو قبول کیا، اور اصولوں کے پابند ہوئے تو انہوں نے دنیا کی قیادت سنبھالی اور سر بلند و سرفراز ہو گئے۔ بس اتنا ہی نہیں بلکہ تاریخ یہ بھی بتا رہی ہے کہ جو لوگ اس نبی معظم ﷺ کے انہیں پھیلنے والے احکامات کو قبول نہ کیا، ذلت و رسوائی، تباہی و بربادی اور قہر الہی نے انہیں صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا، اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے انہوں نے اپنا نام تاریخ کے سیاہ پنوں میں درج کر لیا۔

لہذا ایک صاحب ہوش و خرد کو چاہیے کہ وہ اس قائد اعظم کے بارے میں جاننے کی کوشش کرے، اس کے لائے ہوئے دستور زندگی کا مطالعہ کرے، اور ان جاں باز سعادت مندوں کی تاریخ پڑھے جنہوں نے اپنے خون کی چھینٹوں سے عدل و مساوات کا چراغ روشن فرما کر پوری دنیا کو روشن فرمادیا۔

۳- بیشک دین ہی ہمیں ان سوالات کے سکون بخش جوابات بتاتا ہے، کہ کائنات کا وجود کیسے عمل میں آیا؟ اور پیدا فرمانے والے نے کس طرح اسے پیدا فرمایا؟ اور بھی بہت سے حیران کن اسرار ہم پر واضح فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ أَتُنتَكُم لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَ تَجْعَلُونَ لَهُ أَنْدَادًا ذَلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ☆ وَ جَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بَرَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِلنَّاسِ لَيْنَهُمْ أَسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَ هِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ☆ فَفَضَّلَهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَ أَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا وَ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ ☆ وَ حَفِظْنَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (سورة حم السجدة، الاية: ۹-۱۲)

تم فرماؤ کیا تم لوگ اس کا انکار رکھتے ہو جس نے دودن میں زمین بنائی اور اس کے ہمسرے جہاں کا

ساتھ اسے خالق سبحانہ و تعالیٰ کی معرفت اور اس کی پناہ سے کوسوں دور کر دیتا ہے۔ اور اس کے گمراہ کن اثرات گھر کی نئی نسل پر بھی مرتب ہوتے ہیں، جس کے نتیجے میں بچے مستقبل قریب میں اپنی انہیں غلط اعتقادات کے حق میں متعصب ہو جاتے ہیں، اور فاسد مبادیات پر اپنا یقین جما لیتے ہیں جن کو انہوں نے بچپن ہی سے والدین سے سیکھا اور انہیں ان پر عمل پیرا دیکھا!!! پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے یہی فرمایا کہ: ”كُلُّ مَوْلُودٍ يُوَلَّدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ“ (بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب اذا أسلم الصبی - الفتح ۳/۲۱۹) ”ہر بچہ اسلامی فطرت پر ہی پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی، یا مجوسی بنا لیتے ہیں“، مصطفیٰ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: ”اویسلمانہ“ یعنی یا مسلمان بنا لیتے ہیں، کیوں کہ اسلام دین فطرت ہے۔

یہ وہ باتیں ہیں جو عالمی پیمانے پر بعض اہل علم کی دین سے دوری کا راز ہم پر فاش کرتی ہیں۔ کیوں کہ جب انہیں بچپن میں ان کے والدین نے اللہ تعالیٰ کے تعلق سے بے اصل باتوں کی تلقین کی جیسے تثلیث، بنوت اور صلب وغیرہ پھر جب وہ بڑا ہو کر صحیح علمی اور عقلی منہج پر اتر کر ان عقائد باطلہ پر غور و فکر کرتا ہے تو واضح طور پر اسے ایک تعارض نظر آتا ہے، بچپن میں حاصل شدہ عقائد اور صحیح علمی اور عقلی منہج کی مدد سے حاصل شدہ نتائج کے مابین۔ پھر وہ دن بدن ایک بڑے ذہنی کشمکش میں مبتلا ہونے لگتا ہے، آخر کار وہ لادینیت اور مذہب بیزاری کا موقف اپنا کر اس ذہنی کشمکش سے باہر آ جاتا ہے۔

اس سے یہ واضح ہو گیا کہ غلط تربیت، برا ماحول، اندھا تعصب، ذاتی مصلحت کی خواہش اور بیہودہ خواہشات کی تکمیل کی چاہت وغیرہ جیسے مہلک اسباب فطرت سے منحرف اور الحاد و لادینیت سے قریب کر دیتے ہیں۔

۶- ہمیں زیادہ تر ترقی یافتہ کہلانے والے ممالک میں نوجوانوں کی خودکشی اور ذہنی امراض کے انتشار کے حادثات کے بارے میں پڑھنے ملتا ہے، اس کی وجہ ان میں مادیت، دنیا طلبی کی کثرت اور روحانیت سے دوری ہے۔ ایسی خبریں ہم اسلامی ممالک

قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔ (سورة الروم، الآية: ۳۰)

تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لئے ایک اکیلے اسی کے ہو کر اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا یہی سیدھا دین ہے مگر بہت لوگ نہیں جانتے۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ ☆ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ☆ وَكَذَلِكَ نَفْصَلُ الْآيَاتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (سورة الاعراف، ۱۷۲-۱۷۴)

”اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے انکی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا، کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی ☆ یا کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کے بعد بچے ہوئے تو کیا تو ہمیں اس پر ہلاک فرمائے گا جو اہل باطل نے کیا ☆ اور ہم اسی طرح آیتیں رنگ رنگ سے بیان کرتے ہیں اور اس لئے کہ کہیں وہ پھر آئیں ☆“

جب تک ایک انسان فطرت پر قائم رہتا ہے تب تک وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کے تقرب کا ذریعہ ڈھونڈتا پھرتا ہے، مگر جیسے ہی وہ فطرت سے دور ہوتا ہے تو نتیجہ کے طور پر وہ مخلوق کی جیسے پیڑ، پتھر، درخت، چاند سورج اور دیگر مخلوقات کی عبادت شروع کر دیتا ہے جبکہ دین اسلامی اصلی فطرت کو انحراف سے بچانے، اور بگڑنے پر سے درست کرنے کے لئے ہے۔

گرد و پیش کے مفسد حالات انسانی فطرت پر ایک عظیم خطرہ ہے، کیوں کہ خراب ماحول انسانی فطرت کی شکل کو بگاڑنے کے ساتھ

ہے) اور کہاں سپرد ہوگا (سپردہ ہونے کی جگہ سے یا مدفن مراد ہے یا مکان یا موت یا قبر) سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں ہے، (کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان)

ایمان ہمیشہ انسان کو رب تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں سے پر امید بناتا ہے، ناامیدی و مایوسی اس کو چھو نہیں سکتی، اور نہ ہی دنیا کھودینے پر حسرت و یاس اس تک راہ پاتے ہیں، جس کے نتیجے میں وہ مایوس ہو کر تھک ہار کر بیٹھ جائے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ (سورة البقرة، ۲۱۶)

”اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (کہ تمہارے حق میں کیا بہتر ہے تو تم پر لازم ہے کہ حکم الہی کی اطاعت کرو اور اسی کو بہتر سمجھو چاہے وہ تمہارے نفس پر گراں ہو) (کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان)

۷۔ اگر انسان دنیا میں موجود اشیاء پر غور و فکر کرے تو اسے ان چیزوں پر اپنی حکمرانی اور بالادستی نظر آئیگی، اور ایسا لگے گا جیسے تمام چیزیں اس کی خدمت میں ہوں اور وہ ان کا مخدوم ہو، کیوں کہ تمام موجودہ اجناس ایسی حکمت سے مرتب ہیں کہ ان میں سے ادنیٰ تمام اجناس اعلیٰ کی خدمت میں ہے۔

مثال کے طور پر جمادات: جیسے چاند، سورج، پہاڑ اور دیگر عناصر زمین، یہ ساری چیزیں اپنے اوپر موجود اجناس کی خدمت انجام دیتی ہیں، یعنی جمادات نباتات کی خدمت میں ہیں اس لئے کہ جمادات نباتات کے پھلنے پھولنے میں پوری پوری مدد کرتے ہیں اور نباتات عناصر بقاء کی فراہمی کے ذریعہ حیوانات کی خدمت میں ہیں، اور حیوانات بھی انسان کی خدمت میں ہیں الغرض انسان ان تمام اجناس سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور ان کی خدمت لیتا ہے۔

اور جب ہم نباتات (یعنی پیڑ، پودے وغیرہ) کی طرف نظر کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اس کی خدمت صرف جمادات (یعنی

کے بارے میں نہیں سنتے جہاں مسلمان اپنے دین سے لگاؤ رکھتے ہیں اور رب تعالیٰ کی خوش نودی چاہتے ہیں۔

بلاشبہ ایمان انسان کو کسی بھی طرح کے دانستہ یا غیر دانستہ خوف سے آزاد کرتا ہے، ایمان انسان کو کسی بھی مخلوق کی عبودیت کے تصور سے آزاد کرتا ہے، ایمان انسان کو ذلت و رسوائی سے چھٹکارا عطا کرتا ہے، بزدلی اور غلامی کو پاس آنے نہیں دیتا، کیوں کہ ایک مومن یہ ایمان رکھتا ہے کہ جتنا نفع اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقدر فرما دیا ہے اگر پوری مخلوق جمع ہو کر بھی اس سے زیادہ نفع پہنچانا چاہے تو ہرگز نہیں پہنچا سکتی اور اسی طرح جتنا نقصان اللہ تعالیٰ نے اس کے نصیب میں لکھ رکھا ہے اگر پوری مخلوق جمع ہو کر بھی اس سے زیادہ نقصان پہنچانا چاہے تو ہرگز نہیں پہنچا سکتی۔

جہاں ایمان موجود ہوتا ہے بزدلی، نامرادی، جھوٹ اور نفاق وغیرہ جیسی چیزیں کوسوں دور ہو جاتی ہیں اور توکل، صبر، شجاعت وغیرہ جیسے طاقتور اسلحے ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور کیوں کہ بندہ مومن یہ جانتا ہے کہ موت و حیات کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے، اور عمریں اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (سورة آل عمران، الآية، ۱۴۵) ”اور کوئی جان بے حکم خدا مر نہیں سکتی“ (کوئی شخص بغیر حکم الہی کے مر نہیں سکتا چاہے وہ مہالک و معارک میں گھس جائے اور جب موت کا وقت آتا ہے تو کوئی تدبیر نہیں بچا سکتی) (کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان) اور بلاشبہ رزق کا حقیقی مالک بھی اللہ تعالیٰ ہے اور سب کچھ اسی کے دست قدرت میں ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا كُلُّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ۔ (سورة هود، الآية، ۶)

”اور زمین پر چلنے والا کوئی (جاندار ہو) ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو (یعنی وہ اپنے فضل سے ہر جاندار کے رزق کا کفیل ہے) اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا (یعنی اس کے جائے سکونت کو جانتا

انہیں اس کی خدمت میں مامور کیا؟ باوجود اس کے کہ وہ ان پر قدرت نہیں رکھتا۔

پھر جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ انسانوں پر رحم فرماتا ہے کہ انہیں غفلت سے نکالے، تو ان کی طرف پیغمبر بھیجتا ہے جو اس معے کو سلجھاتے ہیں: کہ کون ہے جس نے تمہارے لئے ان چیزوں کو مسخر فرمادیا جن پر تم طاقت نہیں رکھتے؟

لہذا انسان پر یہ ضروری ہے کہ وہ پیغمبروں پر ایمان لائے، بجائے اس کے کہ وہ اپنا کان بند رکھے یہ ایک دوسری بے وقوفی ہوگی، کیوں کہ پہلی بیوقوفی یہ کہ: دنیا میں اپنی تخلیق کے مقصد کو سمجھنے میں غور و فکر نہیں کیا دوسری بے وقوفی: انبیائے کرام سے روگردانی جو اس کے لئے معمور حیات کو حل کرنے اور اس کی ذمہ داریوں کو نبھانے آئے۔

اس حدیث قدسی پر غور و فکر کریں: ”یا ابن آدم خلقت الأشياء من أجلك، و خلقتك من اجلى“. ”خلقت الأشياء من أجلك“ یہ اس میں موہوبِ عنصر ہے۔ ”و خلقتك من اجلى“ یہ مطلوبِ عنصر ہے۔ اور یہ واضح ہے اللہ تعالیٰ کے قول میں: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ☆ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعَمُوا ☆ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ۔ (سورة الذاریات، الآیة، ۵۶۔ ۵۸)

(عقیدتنا، محمد ربیع محمد جوهری، جزء اول، ص ۱۲) ”اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں (اور میری معرفت ہو) میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا (کہ میرے بندوں کو روزی دیں یا سب کی نہیں تو اپنی ہی روزی خود پیدا کریں کیونکہ رزاق میں ہوں اور سب کی روزی کا میں ہی کفیل ہوں) اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں (میری خلق کے لئے) بیشک اللہ ہی بزرگ رزق دینے والا قوت والا قدرت والا ہے (سب کو وہی دیتا، وہی پالتا ہے)۔“ (کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان) و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔ واللہ تعالیٰ اعلیٰ و اعلم۔

☆☆☆

چاند، سورج، پہاڑ اور دیگر عناصر زمین) ہی کرتے ہیں، اور نباتات اپنے اعلیٰ اجناس یعنی حیوان و انسان کی خدمت میں ہیں۔

اور اسی طرح جب ہم تیسری جنس حیوان کی جانب ترقی کرتے ہیں تو یہ پاتے ہیں کہ وہ صرف اپنے اعلیٰ جنس انسان کی خدمت کرتا ہے۔

پھر خدمت کا دائرہ موقوف ہو جاتا ہے اور ہم کسی دوسری ایسی جنس کو نہیں پاتے جس کی خدمت میں انسان ہو۔ چنانچہ اس طرح کائنات کی خدمت انسان تک پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے، اب صرف یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ دنیا میں انسان کس کی خدمت میں ہے اور اس کی ذمہ داری کیا ہے؟ چاہئے کہ وہ اپنی ذمہ داری تلاش کرے۔

جماد اور نبات، حیوان و انسان کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ نبات اور حیوان انسان کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ اور حیوان انسان کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ پھر اس طرح خدمت کا دائرہ انتہاء کو پہنچ رہا ہے۔ لہذا انسان کی ڈیوٹی کیا ہے؟ اور وہ کس کی خدمت میں ہے؟

صاحب عقل و فکر پر ضروری ہے کہ وہ دنیا میں اپنی ذمہ داری تلاش کرے، ورنہ وہ جماد، نبات اور حیوان سے کم درجے کا اور لغو سمجھا جائے گا، لہذا حکمران، بالادست اور مخدوم خادم سے کم درجے کا اور لغو سمجھا جائے یہ کیسے ہوگا!!!

تو چاہئے کہ حکمران اور مخدوم کی بھی ذمہ داری ہو جو اس کی شان کے لائق ہو۔ ذرا سوچیں کہ اگر کبھی ایسا ہو کہ آپ گھر میں تنہا سو رہے ہیں، پھر جب آپ نیند سے بیدار ہوتے ہیں تو قسم قسم کے لذیذ کھانوں سے سجا ہوا ایک خوبصورت دسترخوان آپ موجود پاتے ہیں۔ تو کیا آپ یہ جاننا نہیں چاہیں گے کہ کس نے اس دسترخوان کو پیش کیا ہے؟ یا پھر بغیر جانے اس پر ٹوٹ پڑینگے؟ یقیناً آپ پتہ لگائیں گے کہ کس نے سجاایا؟ کیوں سجاایا؟ اور کس لئے سجاایا؟

اسی طرح انسان بھی کائنات میں بیشمار عجائبات کا مشاہدہ کرتا ہے جس کو وجود میں لانا تو کیا محض اس کی معرفت سے ہی وہ ہوش کھو بیٹھتا ہے، انسان پر ضروری ہے کہ وہ اس بارے میں غور و فکر کرے اور پتہ لگائے کہ کس صاحب قدرت نے ان شیاء کو وجود بخشا، اور

مدارس اسلامیہ اور اصلاح معاشرہ

الشہ صدر الافاضل قدس سرہ

تھے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ دنیا کی نگاہوں میں ان کی عزت تھی۔ جہاں ان سے تہذیب سیکھنے کے لئے سر نیاز جھکاتا تھا، وہ جس کام کے لئے قدم بڑھاتے تھے، کامیابی ان کا خیر مقدم کرتی تھی۔

آج بھی جو قوم با اقبال ہے اور جس جس کا موافق دیا رہے وہ ترقی علم میں مجو ہے اور اس نے ممالک چیدہ چیدہ میں درس گاہیں جاری کی ہیں اور روز بروز ان کی ترقی اور اضافہ کی کوششیں ہو رہی ہیں۔

مقصد: جو سعی کسی مقصد کے لئے کی جائے، اس سے وہی مقصد حاصل ہو سکتا ہے، جو بوکر گیہوں کاٹنے کی توقع فضول ہے۔ عمارت بے شک مفید اور کارآمد چیز ہے بازار کی عمارت جس مقصد کے لئے بنائی جاتی ہے، وہ تو اس سے حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ عمارت قلعہ کا کام نہیں دے سکتی۔ اسی طرح حفظان صحت کے لئے جو تعلیم دی جائے۔ وہ انجینئری میں کام نہیں آ سکتی۔ اگر آپ کو انجینئروں کی ضرورت ہے تو آپ کو اس مدعا کے لئے ایک جدا گانہ دارا تعلیم درکار ہے۔ میڈیکل کالج اس ضرورت کو پورا نہیں کر سکتا۔ انجینئری کی درس گاہ، وکیل اور بیرسٹر نہیں پیدا کر سکتی، کیوں کہ وہ اس مقصد کے لئے جاری نہیں کی گئی۔

انگریزی درس گاہیں ہمارے لئے کافی

نہیں: علی ہذا انگریزی درس گاہیں، خواہ وہ اعلیٰ ہوں، یا ادنیٰ کالج خواہ یونیورسٹیاں ہوں، یا تحصیل اور پرائمری مدارس و مکاتب، مشرقی زبان کی درس گاہیں ہوں، خواہ مغربی کی، وہ جس مقصد کے لئے جاری کی گئی ہیں، اس کے سوا اور دوسرا مقصد ان سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ مسلمانوں کو مسلمان بنانے، اسلامی زندگی کی حفاظت کرنے، اسلامی عادت و خصائل کا رواج دینے، دینداری

ہر قوم کی ترقی کا دار و مدار تعلیم پر ہے، جب انسان کے دماغ میں عمدہ خیالات، بلند حوصلے، نفیس معلومات ہوں گے، تو وہ اپنی عقل و تدبیر سے کوئی اچھا کام لے سکے گا۔ نوعمر مسلمانوں کی معلومات بالعموم نادلوں اور عشقی قصے کہانیوں میں منحصر ہیں اور اس کا جیسا تباہ کن اثر ہونا چاہیے ہو رہا ہے۔

مدارس کی کمی: مدارس اور درس گاہیں بہت کم ہیں اور چونکہ ہمارا علمی مذاق خراب ہو چکا ہے۔ اس لئے عام دماغوں میں مدارس کوئی ضروری اور کارآمد چیز بھی نہیں خیال کئے جاتے اور اسی وجہ سے مدرسوں کی نہایت قلیل تعداد، مسلمانوں کو بہت کافی بلکہ ضرورت سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ قاعدہ کی بات ہے، جس چیز سے انسان کی رغبت نہ ہو، وہ کم بھی ہو تو زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

بہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی مذہبی اور اسلامی حالت، روز بروز خراب ہوتی جاتی ہے۔ عمدہ خصائل اور اوصاف فاضلہ سے مسلمان محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ درندہ خصائل اور جنگجوی، سنجیدگی اور شائستگی کی جگہ لیتی جاتی ہے۔

ترقی کا دور: مسلمانوں کی ترقی کے عہد کو سامنے لائیے۔ تو آپ کو نظر آئے گا کہ ہمارے اسلاف شب و روز تعلیم کی ترقی میں مصروف تھے، اور ان کی نگاہوں میں تعلیم ہر چیز سے زیادہ ضروری و اوقابل قدر تھی۔ بے شمار درس گاہیں کھلی ہوئی تھیں۔ علماء کو پیش قرار تھا وہیں دی جاتی تھیں۔ طلبہ کے وظیفے مقرر تھے۔ مسلمانوں کی علمی قدر دانی، طلبہ میں شوق تحصیل پیدا کرتی تھی۔ ان کی راتیں مطالعہ میں سحر ہو جایا کرتی تھیں۔ اور وہ اپنے اعزہ و اقارب اور وطن تک کو مدت تحصیل تک فراموش کر دیتے

کر دی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کا رشتہ محبت گستا اور شیرازہ قومیت منتشر نہیں۔ مغربی تعلیم سکھوں کے سر سے بالوں کا بوجھ نہ اتار سکی۔ ان کی داڑھی تک ولایتی استرے نہ پہنچ سکے۔ انگریزیت ان کی وضع کو تبدیل کرنے سے عاجز رہی۔ لیکن مسلمان اپنے مذہبی شعائر سے دست بردار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ قرآن پاک کی تعلیم، انہیں غیر ضروری معلوم ہونے لگی ہے۔ اسلامی صورت سے نفرت ہو گئی۔ اسلامی وضع سے عار معلوم ہوئی۔ فرائض کی ادائیگی میں شرم آنے لگی۔ اسلامی اعمال و افعال سے وہ نا آشنا ہو گئے۔ اسلامی خصائل و خصائص سے ان کی لوح زندگی سادہ ہو گئی۔ کفار کی وضع اور ان کا طرز معاشرت پسند آیا۔ یورپ کے رنگ میں رنگ گئے اور بایں حیثیت مسلمانوں سے مغائر تامہ (مکمل جدائی) ہو گئی۔

اب جو مسلمان اسلامی وضع میں نظر آتا ہے۔ اس کی صورت سے ان کے قلب میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ علماء و صلحاء کے نام سے دل بیزار ہے۔ پابند مذہب مسلمانوں کا مضحکہ اڑایا جاتا ہے۔ نمازیوں پر آوازے کسے جاتے ہیں۔ اور ان کو ”ملا“ کہتے ہیں۔ گویا ان کی اصطلاح میں ملا ”حیوان لا یعقل“ (بے عقل جانور) کا نام ہے۔ ہر ایک مذہبی ادا سے ان کو تفر اور ہر اسلامی وضع رکھنے والا ان کی نظر میں حقیر و ذلیل ہے اس کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا۔ بے تکلف بات کرنا اور سلام کرنا تو کیا معنی؟ کشادہ پیشانی سے سلام کا جواب دینا، یہ سب باتیں آپ کی توہین ہیں۔ یہ حالت اسلامی اتحاد و اخوت کو کس قدر صدمہ پہنچانے والی ہے؟ جس پر کسی قوم کی فلاح و بہبود، عزت و حرمت کا دار و مدار ہے۔ ستم ہے ہزار حدیثیں سنا دیجئے اثر نہیں۔ ایک انگریز کا قول پیش کر دیجئے سر عقیدت خم ہو گیا! گردن اردات جھک گئی۔

کیا یہ دل مسلمان ہے یا غیر کی تعلیم نے اس کو اپنا کر لیا۔ اگر مذہبی علوم سے کچھ بہرہ ور ہوتا، یا علماء کی صحبت رہی ہوتی، مذہب کا

کے خوگر و عادی بنانے کے کام نہیں آسکتیں، ان کے پڑھے ہوئے طلبہ، اسلامی عقائد، اسلامی اخوت و اتحاد، اسلامی طرز، معاملات و معاشرت کا نمونہ نہیں ہو سکتے۔

غرض: اسلامی حیثیت سے یہ مسلمانوں کے لئے کوئی کار آمد چیز نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان درسگاہوں کے طلبہ بالعموم اسلامی اخلاق و اوضاع، اسلامی عادات و خصائل سے بالکل بے تعلق نظر آتے ہیں۔ صورت، عمل عقیدہ کوئی چیز اسلامی نہیں رکھتے، گویا اسلام ان کے لئے ایک اجنبی چیز ہوتا ہے اور وہ اسلام اور مسلمانوں سے بیگانہ ہو جاتے ہیں، اس کے شواہد بہت کثیر ہیں۔ سر دست تفصیل ضروری نہیں معلوم ہوتی۔ تعلیم جادو کی طرح اثر کرتی ہے۔ جنہیں ابتدائے عمر سے یورپی قسم کا پیدا کیا گیا ہوا مغربیت ان کی عادت ثانیہ ہو گئی ہو، اگر وہ اپنے امتیازات مٹا ڈالیں، تو کیا تعجب ہے۔ مسلمانوں کو تباہی کا یہ بہت بڑا سبب ہے کہ مذہبی علوم سے بے تعلق ہونے کی وجہ سے اپنی خصوصیات کو محفوظ نہیں رکھ سکتے اور اپنی قومی و ملی زندگی کو انہوں نے خود تباہ کر لیا۔ دنیا کی تمام ترقی یافتہ قومیں اپنے قومی خصائص کو محفوظ رکھتی ہیں اور اسی میں ان کی زندگی ہے۔

ہندوستان کی عام زبان: اردو ہندوستان کی عام زبان ہے۔ ہندو اور مسلمان اس میں برابر کے شریک اور حصہ دار ہیں۔ لیکن آج ہندو اپنی ترقی کے دور میں اس کو مٹا ڈالنے کے لئے کیسی جانکاح کوشش کر رہے ہیں اور ایک مردہ زبان کو جوان کی قومی مذہبی زبان ہے، رواج دینے اور زندہ کرنے کے لئے کیسی جدوجہد عمل میں لا رہے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ قومی خصوصیات کا تحفظ، ترقی کے لئے شرط اول ہے۔ ہندوؤں میں مسلمانوں سے زیادہ انگریزی داں اور گریجویٹ ہیں لیکن وہ وہ اپنے مذہبی شعائر و امتیازات کو کھو نہیں بیٹھے، فیصدی ایک کی نسبت بھی ہندو انگریزی دانوں میں ایسے لوگ نہیں ملیں گے، جنہوں نے اپنی قومی وضع ترک

کے نقلی اور جعلی پتھروں کی جھوٹی چمک دمک پرشیدا ہیں۔ جس وقت اپنے گھر آبدار سامنے آئیں گے وہ پتھر آپ کی نظر میں بے وقعت ہو جائیں گے۔ علوم دینیہ سے تعلق ہوگا، تو آپ ان مقاصد کی طرف چل پڑیں گے، جن کی طرف وہ رہنمائی کرتے ہیں، ان پھولوں کی خوشبو آپ میں بس جائے گی۔ تو آپ کے پسینہ کا ہر قطرہ ہزار چمن زاروں کو شرمائے گا۔ آپ کے افعال و اعمال میں، آپ کے اخلاق و عادات اور آداب میں، آپ کی خوبیوں میں آپ کے طرز عمل اور طریقہ زندگی میں اسلام کے جلوے نمودار ہوں گے۔ اسلامی معلومات سے دماغ روشن ہو، اور انگریزی کی بجائے وہ آپ کے رگ و ریشہ میں سرایت کر جائے۔ تو آپ کے افعال ضرور اس پیمانہ اور اس میزان پر واقع ہوں گے، جو شریعت اسلامیہ نے مقرر فرمائی ہے۔ پھر اپنے نفس سے لے کر دور دراز کے تعلقات تک درست ہو جائیں گے اور آپ اعلیٰ زندگی باسانی بسر کر سکیں گے، جب آپ کو ماں باپ، بہن، بی بی، بچے، چھوٹے، بڑے سب کے حقوق و مدارج معلوم ہوں گے، جو شریعت نے مقرر فرمائے ہیں اور آپ انہیں اپنا دستور العمل بنائیں گے۔ اسی کے مطابق اپنے گھر والوں کے ساتھ سلوک کریں گے، تو خانہ جنگی کا خاتمہ ہو جائے گا اور تدبیر منزل اور انتظام خانہ داری خود بخود اعلیٰ حیثیت پر آجائے گا۔ گھر کی چمچش، گھر والوں کے رنج و تعصب، باہمی کشاکش، سب دور ہو جائے گی۔ آپ شریعت طاہرہ کی روشنی میں اپنا اور اپنے گھروں والوں کا انتظام کیجئے۔ کسب معاش اور مصارف پر اس کے منشاء کے مطابق عمل کیجئے۔ پھر آپ کی مشکلات کا فور ہوئی جاتی ہیں، اور آپ کی باہمی محبت و ارتباط میں ایسا اخلاص حاصل ہوتا ہے، جس سے زندگی کا لطف آجائے عزیز و اقارب، دوست آشنا، ہمسایہ، محلہ دار، اہل شہر، بلکہ تمام مسلمانوں کے حقوق، جب آپ کو معلوم ہوں اور ہر ایک کے مراتب کا لحاظ رکھیں اور دینی تعلیم آپ کی عادت ہو جائے۔ (بقیہ صفحہ ۱۵ پر)

وقار دل میں ہوتا، یہ حالت کیوں ہوتی؟ دوسروں سے زیادہ اپنے مذہب و ملت کے تحفظ میں جانیں نثار کرتے، مذہب کے ساتھ سچی عقیدت و گرویدگی ہوتی، تو خدام مذہب اور حامیان دین کی عزت و توقیر بھی دل میں ہوتی۔ میری آنکھوں نے دیکھا ہے اور آپ معائنہ کر سکتے ہیں، کہ ہندو اپنے پنڈتوں اور پجاریوں کا کس قدر احترام کرتے ہیں۔ ایک والی ملک کا جلوس نکلتا ہے جب وہ ایک پانچھ شالہ کا افتتاح کرنے جاتا ہے۔ مگر اس شان سے، راجہ پاکی میں سوار ہے۔ اس کے آگے ہاتھی کا افتتاح کرنے جاتا ہے۔ اس کے آگے ہاتھی پر طلائی عماری میں پنڈت وید لئے سوار ہے، رئیس کی نشست سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے مذہب کی عزت کرتا ہے۔ عیسائی اپنے پادریوں کے ساتھ کس تکریم و احترام کا برتاؤ کرتے ہیں۔ خلاف اس کے، ہمارے نونہالوں اور سپوتوں کی زبانیں، علماء اہل مذہب کی توہین اور بدگوئی سے لذت حاصل کرتی ہیں۔ اگر کبھی قلم ہاتھ میں آگیا۔ تو علماء کی خوبیوں کو عیب بنا ڈالا۔ اور ان کی ہستی کو ناپید کر دینے کے لئے اپنے امکان تک سعی کی ہے۔ آپ کی زبان و قلم سے آپ کے اکابر کی ایسی توہین ہوتی ہے۔ کہ مخالف (غیر مذہب والا) بھی با وصف جوش تعصب اس کی ہمسری نہ کر سکے۔ ایسی حالت میں اسلامی اجتماع کیوں قائم رہ سکتا ہے؟ اخلاص و محبت کی بنیادیں۔ جنہیں آپ نے اپنی پوری طاقت سے کندہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیوں کر باقی رہ سکتی ہیں۔ آپ جس عمارت پر ہیں اس کا باعث یہی ہے۔ کہ انگریزی کے نشہ نے سرشار کر دیا ہے اور آپ کا زواں زواں اس کے کیف میں مست ہے۔

علوم اسلامیہ کے آب حیات سے آپ نا آشنا ہیں، اس کی لذتیں ابھی تک جناب کو غیر معلوم ہوتی ہیں، اگر یہ اجنبیت دور ہو جائے اور دینی معلومات کی روشنی آپ کے دماغوں میں جلوہ گر ہو تو نئے دور کے علوم آپ کو جہالت کی تاریکی معلوم ہونے لگیں۔ جب تک اپنے خزانوں کے جواہر نفیسہ پر آپ مطلع نہیں ہیں۔ دوسروں

روزہ کی حکمتیں

روزہ کیوں رکھا جاتا ہے

ترتیب و پیشکش: محمد منظم ازہری

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ

یہ مضمون حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ کی کتاب انوار القرآن المعروف بہ اسرار الاحکام سے لیا گیا جس میں آپ نے بصورت سوال و جواب روزے کی حکمتوں کو بڑے دلنشین انداز میں بیان کیا ہے جسے پڑھ کر ہر صاحب ایمان جہوم اٹھتا ہے رمضان المبارک کے موقع پر یہ تحریر قارئین سواد اعظم کے لئے نذر ہے امید ہے کہ حد درجہ محظوظ ہونگے۔

چھوڑنا اور رب کیلئے خواہشات چھوڑنا بڑی عبادت ہے، دوسرے یہ کہ تمام عبادات میں اطاعت کا غلبہ ہے اور روزے میں عشق کا کیوں کہ اس میں عشاق کے تمام نشان موجود ہیں مع عاشقان را شش نشان است اے پسر: آہ سرد رنگ زرد چشم تر: گرتا پر سندسہ دیگر کلام: کم خورد کم گفتن و خفتن حرام۔ ترجمہ اے عزیز عاشقوں کی چھ نشانیاں ہیں ٹھنڈی آہ پیلا رنگ اور آنکھ بھری ہوتی ہے اگر تجھ سے کوئی کہے کہ باقی تین نشانیاں کیا ہیں تو وہ کم کھانا کم بولنا اور سونے کو حرام جاننا ہے۔

تیسرے یہ کہ دیگر عبادات خاص حالات میں رہتی ہیں مگر روزہ ہر حالت میں مومن کے ساتھ ہے کیوں کہ جاگتے سوتے کھیتے کودتے کاروبار کرتے ہر حال میں روزہ ہے، چوتھے یہ کہ روزہ شکم سیری کی زکوٰۃ ہے، پانچویں یہ کہ عبادات شکر ہیں اور روزہ صبر اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

س: حدیث قدسی میں الصوم لی وانا اجزی بہ روزہ میرا ہے میں اس کی جزا دوں گا۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ ساری عبادات رب کی ہیں اور وہ ہی جزا دینے والا ہے پھر روزے کو خاص کر کیوں کہا گیا؟

ج: دو وجہ سے ایک یہ کہ دیگر عبادات میں ریا ہو سکتی ہے کیوں کہ وہ ظاہر ہیں مگر روزے میں ریا کا احتمال نہیں کیوں کہ یہ خفیہ چیز

س: روزے میں کیا حکمت ہے، اسلام میں یہ کیوں رکھا گیا؟ کہ ہم اپنی چیز ایک وقت خود ہی نہ کھاپی سکیں۔

ج: (۱) پیٹ بھرنے سے نفس قوی ہوتا ہے اور خالی رہنے سے روح میں قوت آتی ہے روح اور نفس گویا دونوں ہمارے بازو ہیں یا انسانی زندگی کے دو پہیے لہذا کچھ دن نفس کو غذا دو اور کچھ دن روح کو۔ (۲) نیز روزہ پیٹ کی تمام بیماریوں کا علاج ہے اگر کوئی ہر ماہ تین روزے رکھ لیا کرے تو وہ پیٹ کے امراض سے محفوظ رہیگا (۳) روزے سے فقر و فاقہ کی قدر معلوم ہوتی ہے اور فقراء کی امداد کو دل چاہتا ہے (۴) روزے میں اپنی بندگی اور رب کی ملکیت کا اظہار ہوتا ہے کہ ہم اپنی کسی چیز کے مستقل مالک نہیں۔ گھر میں سب کچھ ہے مگر رب نے روک دیا تو کچھ استعمال نہیں کر سکتے (۵) روزے سے بھوک برداشت کرنے کی عادت رہتی ہے کہ اگر کبھی فاقہ درپیش آجائے تو روزہ دار صبر کر سکے گا، روح جسم میں آکر غذا کی حاجت مند ہوئی لہذا گناہ بھی کرنے لگی اب کچھ وقت اسے بھوکا رکھو تا کہ اسے پہلی حالت یاد رہے اور گناہ سے باز رہے۔

س: روزے میں کیا خصوصیات ہیں جو دوسری عبادات میں نہیں ہیں۔

ج: روزے میں چند خصوصیات ہیں اولاً یہ کہ تمام عبادات میں کچھ کرنا ہے اور روزے میں چھوڑنا ہے یعنی کھانا پینا اور جماع

دو خصوصی عبادات کی جاتی ہیں مگر رمضان میں بے شمار روزہ، افطار، سحری، تراویح، اعتکاف، شب قدر اور ادائے زکوٰۃ کی عبادات۔ عام مسلمانوں کو دوسرے مہینوں کی تاریخیں معلوم نہیں ہوتیں مگر رمضان کا دن گن گن کر گزارا جاتا ہے۔

س: روزوں کے لئے ماہ رمضان کیوں منتخب ہوا؟

ج: اس لئے کہ ماہ رمضان میں قرآن شریف لوح محفوظ سے منتقل ہو کر پہلے آسمان پر آیا پھر وہاں سے ۲۳ سال میں آہستہ آہستہ حضور علیہ السلام پر نازل ہوا قرآن رب کی بڑی نعمت ہے نعمت ملنے پر بطور شکر یہ روزے رکھوائے گئے نیز رمضان میں ہر نیکی کا ثواب ۷۰ درجہ ملتا ہے اس لئے اس مہینے میں روزہ واعتکاف وغیرہ رکھے گئے تاکہ ثواب زیادہ ہو۔

س: رمضان میں تراویح ہیں رکعت کیوں پڑھتے ہیں اور

تراویح میں قرآن کیوں پڑھا جاتا ہے؟

ج: اس لئے کہ ہر رمضان میں جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا قرآن شریف سنایا کرتے تھے، اور اچھوں کی نقل بھی اچھی ہوتی ہے۔ انسان ہر دن رات میں ۲۰ رکعت فرض واجب پڑھتا ہے ۷ فرض ۳ وتر، رمضان میں ان ۲۰ کی تکمیل کیلئے ۲۰ رکعتیں اور پڑھوائیں تاکہ اس مبارک مہینے میں اگر وہ رکعتیں ناقص رہی ہوں تو ان سے مکمل ہو جائیں اس مہینے میں عبادت کامل تر چاہئے۔

س: جب ماہ رمضان ایسا مبارک مہینہ ہے تو اس کے جانے پر

عید کیوں منائی جاتی ہے مبارک چیز جانے پر غم منانا چاہئے نہ کہ خوشی؟

ج: یہ خوشی دو وجہ سے ہے ایک تو ماہ مبارک میں عبادت کی توفیق ملنے کا شکر یہ۔ خدا یا تیرا شکر ہے کہ تو نے خیر سے روزے، تراویح اعتکاف وغیرہ ادا کر دئے۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو رمضان جانے کا بہت صدمہ ہوتا ہے جمعۃ الوداع کو لوگ زار زار روتے ہیں اس غم کو ہلکا کرنے کیلئے یہ خوشی رکھ دی تاکہ رنج کا احساس کم ہو۔

ہے اگر کوئی گھر میں کچھ کھالے اور لوگوں میں روزہ ظاہر کرے تو کوئی کیا جانے؟ لہذا روزہ دار یقیناً رب کیلئے ہی روزہ رکھ سکتا ہے دوسرے یہ کہ قیامت میں ظالم کی دیگر عبادات مظلوم چھین لیں گے مگر روزہ کسی کو نہ دیا جائیگا حکم ہوگا کہ یہ تو میری چیز ہے کسی کو نہ ملے گی۔

س: پھر اس کا کیا مطلب ہے کہ میں اس کی جزا دوں گا؟

ج: اس حدیث کی دو قراتیں ہیں **أَجْزَى** بہ یعنی میں روزے کی جزا ہوں۔ تمام عبادات کی جزا جنت اور روزے کی جزا خود خالق جنت ہے۔ دوسری **أَنَا أَجْزَى** بہ ہے یعنی میں خود روزے کا بدلہ دوں گا۔ دیگر عبادات کے ثواب مقرر ہیں مگر روزے کی جزا کچھ مقرر نہیں فرمائی۔ رب دینے والا بندہ لینے والا جس قدر چاہیگا دیگا کیوں کہ روزہ دار عاشق ہے اور عشق کا ثواب لقاء محبوب ہے لقاء محبوب کے ساتھ تمام نعمتیں غیر محدود ہیں۔

س: ماہ رمضان میں کیا خصوصیات ہیں جو دوسرے مہینوں میں نہیں ہیں؟

ج: چند خصوصیات یہ ہیں: (۱) قرآن شریف میں صرف رمضان ہی کا نام آیا کسی اور مہینے کا نہیں آیا جیسے جماعت صحابہ میں صرف حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نام آیا (۲) رمضان، رحمن، غفران، قرآن اور شیطان ہم وزن ہیں یعنی رحمن نے رمضان میں قرآن بھیجا تاکہ مومنوں کو غفران ملے اور شیطان کو قید۔ (۳) دیگر مہینوں میں خاص دن یا خاص ساعتیں عبادت کی ہیں مثلاً بقرعید میں چار دن نویں سے بارہویں تک، محرم میں دسویں، شوال میں پہلی، شعبان میں چودھویں، رجب میں ستائسویں تاریخیں وغیرہ مگر رمضان میں ہر ساعت عبادت کی ہے کہ صبح سے شام تک روزہ پھر افطار پھر تراویح پھر سحری، تلاوت قرآن غرضیکہ عجیب مبارک ہے ماہ رمضان۔ گلشن اسلام کیلئے موسم بہار ہے کہ اس کے آتے ہی مساجد، قرآن، ذکر تلاوت وغیرہ سب ہی میں رونق آ جاتی ہے حتیٰ کہ اس مہینے میں جنت بھی آراستہ ہوتی ہے دیگر مہینوں میں ایک یا

سارے مسلمان کریں اور روزے میں دوسری عبادات و دیگر کاروبار بند نہ ہوں اور یہ عبادت بھی ادا ہو جائے۔ یہ مقصد اس طریقے کے سوا حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسلام عملی مذہب ہے دیگر مذاہب کے احکام طاق میں رکھنے کیلئے ہیں۔

س: روزے میں بھول چوک معاف ہے بھول سے کھاپی لیا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مگر نماز میں معاف نہیں اگر کوئی بھول کر نماز میں بول پڑے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے دونوں میں فرق کیا ہے؟ روزے میں بھول چوک زیادہ ہوتی ہے کیوں کہ اس میں یاد دلانے والی کوئی چیز موجود نہیں اس لئے یہاں معافی ہے۔ مگر نماز کی ہر حالت قیام رکوع وغیرہ نماز کو بتا رہی ہے اس لئے اس میں بھول کم واقع ہوگی اس لئے اس میں یہ رعایت نہ کی گئی۔

☆☆☆

روزہ دن میں کیوں رکھا جاتا ہے رات کو چاہئے تھا؟ ج: اس لئے کہ بدنی عبادت میں محنت مشقت اور نفس کی مخالفت چاہئے اسی پر اجر ملتا ہے۔ رات میں انسان ویسے بھی نہیں کھاتا پیتا اس وقت کھانا چھوڑنا محنت نہیں نیز رات سونے میں عبادت کا احساس نہ ہوتا۔

س: اگر روزے میں تکلیف ضروری ہے تو چاہئے کہ ہندو مہاتما جوگیوں کی طرح دس پندرہ دن کا روزہ رکھا جاوے کہ اتنے روز تک افطار نہ ہوا کرے۔ روز شام افطار کر لیا رات بھر کھایا یا دن کو روزہ رکھ لیا۔

ج: جوگیوں کا برت عام انسانوں کی طاقت سے باہر ہے اور جو سادھو وغیرہ ایسا کرتا ہے وہ دین و دنیا کا کوئی کام نہیں کر سکتا جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ اسلام کا مقصد یہ ہے کہ یہ عبادت

(بقیہ صفحہ ۱۶) تو آپ کا تمدن درست ہو جائے گا۔ یگانگت اور اتحاد دوستی و یکدلی کے نقشے، جا بجا نظر آنے لگیں گے۔ دشمنی اور عداوت نیست و نابود ہو جائے گی، اور اس کی وجہ سے جو ناگوار صدمے برداشت کرنا پڑتے ہیں، ان سے امن رہے گا۔ بدخواہوں اور بدگویوں کی وجہ سے جوازیت اور تکلیف شاقہ اٹھانی پڑتی ہیں۔ ان سے نجات ہوگی۔ لڑائی جھگڑوں میں، عزت و مال، وقت صرف ہونے سے بچے گا۔ اخوت و محبت، مودت و ہمدردی اور غمخواری کی موجیں عجب لطف پیدا کریں گی۔ اور مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے پیش آنے والی رکاوٹیں، مرتفع (دور) ہو جائیں گے۔ آپس کی یکدلی و بے چہتی سے، سبھی آسانیاں بہم پہنچیں گی۔ مسلمان جب اپنی ایسی عادت مسلمان جب اپنی ایسی عادت بنالیں تو ان کا اجتماع اتم اور اتحاد مکمل ہو جائے گا۔ دنیا کی قومیں اس کی عزت کرنے لگیں۔ جب ہر مسلمان ایک دوسرے کا مددگار اور خیر خواہ اور ہر ایک کی زبان سے دوسرے کی نسبت کلمہ خیر خواہی نکلے، ایک دوسرے کی حرفہ الحالی، ترقی و عزت، جاہ و منزلت، دولت و مال، ثروت و شوکت، زہد و ورع، تقویٰ، عبادت و طاعت سے خوش ہو غیبت اور حضور میں اچھے کلمات سے ذکر کرے۔ کسی کی زبان سے مسلمان کی برائی نہ سن سکے، تو غیروں کی نگاہوں میں مسلمان کی ہیبت و وفا کا وہی عالم ہوگا، جو زمانہ سلف میں تھا۔ مسلمانوں کے یہی ہتھیار ہیں۔ یہی جہاد ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان بنائیں اور اپنے نفس کا فریض کو مغلوب کریں۔ اس کو اسلام کے اصول بتائیں اگر اس پر قدرت نہیں ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان بنا لیجئے تو آپ دوسروں کو کیا مسلمان بنا سکیں گے اگر آج اپنے نفس کا فر کو مغلوب نہیں کر سکتے، تو دوسرے کفار پر غلبہ حاصل کرنا کہاں تک قرین قیاس ہے۔ تم مسلمان بنو، جہاں تمہارے سامنے افگندہ ہوگا۔ دنیا میں تمہاری شوکت کے پھیرے لہرائیں گے۔ تمہارے عروج و اقبال کے صداؤں سے دنیا کا گوشہ گوشہ گونج اٹھے گا۔ تمہاری کھوئی ہوئی دولت، پھر واپس مل جائے گی۔ تمہارا گیا وقت، پھر لوٹ آئے گا۔ تمہاری قوم پھر جی اٹھے گی۔ مسلمان بنو۔ یکے مسلمان، علوم دینیہ سے علاقہ پیدا کرو۔ علماء سے صلح کی بنیاد ڈالو۔ عیسائیوں کی گود میں پرورش پا کر یکے مسلمان بننے کی توقع بعید از عقل ہے۔

ماہِ رمضان کا پیغام مسلم نو جوانوں کے نام

مولانا توفیق احسن برکاتی مدیر ماہنامہ سنی دعوت اسلامی ممبئی

برس رہا تھا، رگِ حیات میں تازہ لہو دوڑ رہا تھا اور نو جوانوں کا سچا کردار مذہب کے فروغ کی راہیں ہموار کر رہا تھا، لیکن جب سے ہمارے اخلاق میں گراوٹ آئی ہے ہم سخت کوشی سے گھبرانے لگ گئے ہیں اور ہمارے دلوں میں اپنے مذہب و ملت کی تعمیر و ترقی کے لیے سنجیدہ فکر کا جذبہ سرد پڑ چکا ہے ہم ترقی معکوس کا شکار ہیں۔ عہدِ جدید میں ہماری تشویش ناک پوزیشن کا یہ مختصر سا خاکہ ہے جو میں نے پیش کیا ہے۔ یہ ایک مٹی بر حقیقت جائزہ ہے اور کڑوی سچائی ہے لیکن ایک سچائی اس کے سوا بھی ہے وہ یہ کہ اس عمومی جائزے کی استثنائی صورت بھی ہے کہ آج بھی ہماری قوم میں چند ایسے بلند کردار اور عالی ہمت باصلاحیت نو جوان بھی ہیں جو اپنی قوم کے تابناک مستقبل کا ذریعہ بن سکتے ہیں، ان کے دلوں میں کچھ کر گزرنے کا جذبہ صادق موجود ہے مگر دشواری یہ ہے کہ وہ میدان میں خود کو نا آموز اور تنہا محسوس کرتے ہیں۔ راکھ میں دبی ہوئی چنگاریاں ہیں ضرورت ہے کہ ان کو دھکا دیا جائے، ان کے حوصلوں کو ہمیز کیا جائے اور ان کی سوچ کو صحیح رخ دیا جائے تو آج بھی ہمارے عروج کی نئی صبح طلوع ہو سکتی ہے اور کامیابی کا نیا سورج ہمارے آگن میں اجالوں اور امیدوں کا جلوہ بکھیر سکتا ہے۔

آگے بڑھنے سے قبل ہمیں ان اسباب و محرکات کو ضرور سمجھ لینا چاہیے جنہوں نے نسلِ نو کی سوچ کو گہنا کر رکھ دیا ہے۔ ہم مذہبی، سیاسی، اقتصادی، تمدنی اور اخلاقی اعتبار سے زوالِ آمادہ دکھائی دے رہے ہیں اور ترقی کے مختلف میدانوں میں ہماری پیش رفت قدرے رک سی گئی ہے۔ نہ صرف معاشی اعتبار سے ہماری کمر ٹوٹ

نو جوان کسی بھی قوم کے روشن مستقبل کی ضمانت ہوا کرتا ہے۔ بعض ارباب فکر نے قوم کے جوانوں کو اس کا قیمتی اثاثہ اور نفع بخش سرمایہ قرار دیا ہے۔ روحِ اقبال سے معذرت کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ

قوموں کی حیات ان کے جوانوں پہ ہے موقوف

نو جوان نسل کو قوموں کا مقدر کہیں تو بجا ہے۔ وہ اگر چاہے تو اپنے کردار و عمل کی حسن کاری اور جذبات کی شفافیت کا مظاہرہ کر کے خود تاریخ کے صفحات میں نیک نامی کا استعارہ بن جائے اور اگر چاہے تو اپنے بدنام زمانہ کارناموں کی بدولت ذلت و رسوائی کا نمونہ ہو جائے۔ اپنے سیاہ کردار کی وجہ سے پوری قوم کی رذالت و جہالت، بدنامی و مفلوک الحال، پستی و بے حیائی کے عمیق غار میں جھونکنے والے نو جوانوں کی حالت زار کا شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال نے یوں نقشہ کھینچا ہے۔

ترے صوفے ہیں افرنگی، ترے قالین ہیں ایرانی

لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی

امارت کیا، شکوہ خسروی بھی ہو تو کیا حاصل؟

نہ زور حیدری تجھ میں نہ استغنائے سلیمانی

جب تک ایمان میں تازگی تھی، کردار میں حسن تھا، اخلاق میں عمدگی تھی، فکر و خیال میں بلند پروازی تھی اور دلوں میں جذبہ دروں تھا تو قوم مسلم کا نو جوان ملتِ اسلامیہ کی تاریخِ سنہری حروف میں لکھ رہا تھا۔ جب تک دین و ملت کی ترقی کے لیے دلوں میں سرفروشی کی تمنا باقی تھی ہمارا نو جوان کشتِ کائنات پر ابر نیساں بن کر

استعمال کر کے سرکاری مناصب حاصل کیے ہیں دوسری قوموں اور ملکی سیاست پر ضرور اپنا اثر و رسوخ مسلط کیا ہے اور وہ باقاعدگی کے ساتھ سرکاری ملازم رہتے ہوئے ملک کی بھی خدمت کر رہے ہیں اور دین بھی کما رہے ہیں۔ اس کی روشن مثالیں ہمارے آس پاس موجود ہیں۔ ضرورت ہے نظر بینا اور فکر وتدبر کی۔

جملہ معترضہ کے طور پر یہ چند باتیں عرض کر دی گئی ہیں لیکن افادیت سے خالی نہیں ہیں۔ اب ہم اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔ شعبان المعظم کا پاکیزہ مہینہ چل رہا ہے۔ اس کے بعد ماہ رمضان المبارک اپنی تمام تر برکتوں، رحمتوں، نعمتوں، عظمتوں، کرامتوں، اجابتوں اور جلال و جمال کے حسن امتزاج کے ساتھ زندہ دل اہل اسلام کے لیے مغفرت اور حسرت کا پرتر تم نغمہ بن کر جلوہ افروز ہوگا۔ آج کی اس تحریر کے ذریعے ہم قوم مسلم کے تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ نوجوانوں کو رمضان مقدس کے اہم اہم پیغامات سے آشنا کرانے کی کوشش و ہمت کر رہے ہیں۔ رمضان کا مہینہ جسے نیکیوں کا استعارہ کہا جاتا ہے جو رحمت، مغفرت اور جہنم سے آزادی کا پروانہ جیسی خصوصیات کا حامل ہے جس کی ایک رات ”شب قدر“ کہلاتی ہے۔ اسی شب میں اللہ عزوجل نے قرآن کا نزول فرمایا۔ یہ شب ہزار مہینوں سے افضل و برتر ہے۔ جب ہم قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے ذریعہ ماہ صیام کے پیغام کو سمجھنے کی جسارت کرتے ہیں تو چند حوالے اول نظر میں ہمارے روبرو آ جاتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

- (۱) شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ - رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا۔ (بقرہ: آیت ۱۸۵)
- (۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ - اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (بقرہ: ۱۸۳)

چکی ہے بلکہ اخلاقی و مذہبی اعتبار سے بھی ہم خشکی کا شکار ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو وہی ہے جو شاعر مشرق نے بیان کی ہے۔ وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر اور ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

اور اس کی وجہ سے ہمارے دلوں میں اللہ عزوجل اور روز آخرت سے بے خوفی اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی تعلیمات سے بے شرمی کا داغ بڑھتا جا رہا ہے۔ ہماری صبح و شام کی غفلتیں اس دعوے کا ثبوت بن رہی ہیں۔ فقیہ اسلام امام نعت گویاں امام احمد رضا قادری قدس سرہ نے شاید قوم مسلم کے نوجوانوں کی انہیں حالات کی منظر کشی فرمائی ہے۔

دن لہو میں کھونا تھے، شب صبح تک سونا تھے شرم نبی، خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں ٹیکنالوجی کی ترقی، سائنسی جدید آلات کی ریل پیل، فیشن کی ہنگامہ خیزی، نت نئے تجربات کی گرم بازاری، صارفیت کی یلغار، مادیت کی محاذ آرائی، اندھا دھند آگے بڑھنے کی ہوس، کماؤ، کھاؤ اور مر جاؤ جیسے نظریے پر عمل داری وغیرہ اور بھی بہت کچھ ایسے محرکات ہیں جنہیں اس ضمن میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ عالمی حالات کا تجزیہ بڑے بڑوں کا کام ہے۔ ہم ملکی حالات کی روشنی میں قوم مسلم کی موجودہ حالت پر ضرور گفتگو کر سکتے ہیں۔ ہم مذہبی دائرے میں رہ کر ہر طرح کا اعلیٰ ترین برنس، اعلیٰ تعلیم، اعلیٰ سیاست اور اعلیٰ ٹیکنالوجی میں اپنی صلاحیتوں کا استعمال کر سکتے ہیں اور نئی نسل کو آگے بڑھنے کا موقع فراہم کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے فیصد کے اعتبار سے ریزرویشن کا نہ تو میں کلی طور پر موافق ہوں نہ مخالف۔ ہندوستانی سیاست داں مسلم نوجوانوں کے حوالے سے سنجیدہ نہیں ہیں بلکہ ہر گام متعصب، یک رخ اور جانب داری کی صورت حال سامنے آتی رہتی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی سچائی کا ایک انمول ریکارڈ ہے کہ جن مسلم نوجوانوں نے جس میدان میں اپنی صلاحیتوں اور اعلیٰ دماغ کا

روزے دار کے اندر پروان پڑھاتا ہے۔ حضرت مولانا حافظ وقاری محمد شاہ کوروی رضوی کی تالیف ”ماہ رمضان کیسے گزاریں؟“ کے مقدمے میں مفکر اسلام رقم طراز ہیں:

(۱) اللہ کا خوف ہر حالت میں روزہ دار کے دل پر طاری رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خلوت میں کوئی ایسا کام نہیں کرتا جو حکم ربانی کے خلاف ہو۔

(۲) روزہ دار کے اندر صبر اور برداشت نیز ضبط نفس کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ وہ گالی یا دعوت مبارزت کے جواب میں صرف یہ کہتا ہے کہ میں روزہ دار ہوں اور گزر جاتا ہے۔

(۳) اپنے اوقات کار کو منضبط کرتا ہے، شب بیداری کی عادت پیدا ہوتی ہے، تہجد اور نوافل کا پابند ہو جاتا ہے اور جماعت کا اہتمام کرتا ہے۔

(۴) اس کے اندر اپنے احتساب کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اور ”حَاسِبُوا قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا“ کی صفت سے متصف ہو جاتا ہے۔

(۵) ”الصَّوْمُ جَنَّةٌ“ کے فرمان عالی شان کے مطابق وہ شیطان کے مقابلے کے لیے خود کو تیار کر لیتا ہے اور اس کو قدرت کی طرف سے ایک ڈھال مل جاتی ہے جو شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

(۶) اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

(۷) رمضان کی برکت سے اسے دو خوشیاں میسر آتی ہیں۔ ایک وقت افطار اور ایک زیارت پروردگار کے وقت۔

(۸) اس ماہ مبارک میں روزہ دار کے نوافل فرض کا اور فرض ستر فرضوں کے حامل رہتے ہیں۔

(۹) اس ماہ مبارک میں روزہ دار کا دل نرم اور اخلاقی خوبیوں

(۳) إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَّمَ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ .

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا، کیا شب قدر؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر۔ اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے۔ وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔ (قدر: ۵ تا ۵)

(۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه۔ (بخاری: ج: ۱، ص: ۲۵۵) حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا اس کے گزرے ہوئے گناہ معاف کر دیے گئے۔

(۲) وقال ايضاً: اذا جاء رمضان فتحت ابواب الجنة (بخاری شریف: جلد اول، ص: ۲۵۵)

مزید ارشاد فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

(۳) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الصیام جنة۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزے ڈھال ہیں۔ (مسلم شریف: ص: ۳۶۳)

مذکورہ آیات و آثار پر غور کرنے سے ان میں پوشیدہ ماہ رمضان المبارک کے پیغامات خود بہ خود نگاہوں میں گھوم جاتے ہیں۔ روزہ نفس کشی کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہ شہواتِ نفس کو توڑنے میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ ساتھ ہی یہ مقدس مہینہ پوری مسلم امہ کے لیے ایک طرح کی روحانی و اخلاقی تربیت کا درجہ رکھتا ہے۔ مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی مصباحی دام ظلہ نے چودہ ایسی روحانی و اخلاقی خوبیوں کی جانب ہماری رہ نمائی کی ہے جو یہ ماہ مبارک

مہینہ ہم سے جس جذبہ و شوق کا مطالبہ کرتا ہے ہمارا دل و دماغ ان کا حامل ہے؟۔ ہمیں یہ بھی سوچنا ہے کہ کیا ہمیں روحانی اور اخلاقی تربیت کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اگر ضرورت ہے اور یقیناً ضرورت ہے تو کیا اس تربیت کے لیے ہم نے خود کو تیار کر رکھا ہے؟

یہ وہ سوالات ہیں جن کے جوابات ہمیں اور آپ کو ہماری نئی نسل کو، شباب کے انگارے کو تھیل پر جمانے والے مسلم نوجوانوں کو صرف اپنی زبان و قلم سے نہیں بلکہ اپنے کردار و عمل سے دینا ہوگا۔

یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ سچائی کے راستے پر چلنا بڑا مشکل اور دقت طلب کام ہوتا ہے اور دین حق پر ثبات قدمی نو کیلے کانٹوں پر چلنے کے مترادف ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ صراط مستقیم پر چلنا آگ اگلنے آتش فشاں میں کود جانا ہے تو غلط نہ ہوگا۔ اسی طرح برائی کے مقابلے میں نیکیوں کی حصے داری جان جو کھم کا کام ہے اور اس میدان میں وہی کامیابی کا پرچم بلند کرتے ہیں جن کے دلوں میں یقین محکم، عمل پیہم کے جذبات فراواں رقصاں رہتے ہیں اور وہ ہر درد و الم کا استقبال بڑی زندہ دلی اور ہمت و دل سوزی کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس لیے اس تحریر کا اختتامیہ قوم مسلم کے نوجوانوں کے نام کرتے ہوئے اتنا ضرور عرض ہے کہ ہمارا نوجوان اپنی پوزیشن، اپنی ذمے داری کا شدت سے احساس کرے، اوباش قسم کے دوستوں کی صحبت سے اجتناب برتے، اپنے والدین، احباب، رشتہ دار کی عزت و ناموس کا خیال کرتے ہوئے اس مقدس مہینے میں خوب خوب نیکیاں کمائے، ہر طرح کے لہو و لعب، فیشن پرستی، بربادی وقت، بے وجہ شب بیداری سے خود کو الگ تھلگ رکھے، اپنی روحانیت کو نورانیت کا زیور عطا کرے، اپنی اخلاقیات پر بھرپور توجہ کرے، اس پاکیزہ مہینے کو ہر سال آنے والا تہوار نہ سمجھے بلکہ اللہ عز و جل کی عطا کردہ ایک عظیم نعمت جان کر اس کی عزت کرے اور اس کے مطالبات کی تکمیل کے لیے خود کو آمادہ کرے۔ ان شاء اللہ عز و جل ہماری زندگیوں میں انقلاب پیدا ہو جائے گا۔

☆☆☆

سے معمور ہوتا ہے۔ اس کے اندر جذبہ سخاوت پیدا ہوتا ہے اور دوسرے دنوں کے مقابلے میں زیادہ امور خیر میں حصہ لیتا ہے۔

(۱۰) افطاری اور سحری کی برکتیں حاصل کرتا ہے۔

(۱۱) روزہ اور قرآن کی شفاعت کا مستحق ہوتا ہے۔

(۱۲) لیلۃ القدر کی برکتوں سے فیض یاب ہوتا ہے۔

(۱۳) روزہ دار خود کو رمضان کے بعد بھی نفل روزوں کے لیے آمادہ کر لیتا ہے۔

(۱۴) روزہ دار جسمانی صحت سے بہرہ مند ہو جاتا ہے۔

(ملاحظہ ہو مذکورہ کتاب مطبوعہ ممبئی۔ ۲۰۱۱ء، ص ۱۳، ۱۴)

”مثلاً“ کے تحت بیان کی گئی یہ وہ چودہ خصوصیات ہیں جو ماہ رمضان، روزہ، روزے دار، شب قدر، اعتکاف اور تراویح کے ارد گرد گردش کرتی ہیں۔ بڑا خوش نصیب ہے وہ مرد مومن جو ماہ مبارک کا انتہائی بے صبری سے انتظار کرتا ہے اور اس کے استقبال کے لیے خود کو تیار رکھتا ہے۔

گزشتہ سطور میں پیش کردہ قرآن عظیم کی دوسری آیت کے آخری حصے ”لعلکم تتقون“ پر غور کرنے سے یہ خصوصیت اور پیغام بھی سامنے آ جاتا ہے کہ ایک مرد مومن روزے کے ذریعے زہد و تقویٰ کے بیش قیمت اور لازوال جوہر تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ چوں کہ اس مقدس مہینے کی عبادات اور معمولات کو اس انداز سے ترتیب دیا گیا ہے کہ جذبہ دروں کے ساتھ جیسے جیسے ایک بندہ مومن ان پاکیزہ زینوں پر چڑھتا جائے گا ایمان و احتساب کی حسین وادیاں آگے بڑھ کر اس کا استقبال کرتی نظر آئیں گی۔ اس ایک مہینے کی تربیت اور ٹریننگ سے حاصل ہونے والی طاقت و صلاحیت میں اتنا دم خرم ضرور ہوگا کہ وہ آئندہ مہینوں میں شیطان کے مکر و فریب اور نفس کی چالوں سے خود کو محفوظ کر لے گا۔ اس مقام پر ٹھہر کر اب ہمیں غور کرنا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ احتساب بھی کرنا ہے کہ کیا ہم اس مقدس ماہ کا استقبال و انتظار اس کی شایان شان کرتے ہیں اور یہ

خیابان تحقیق

رکعات تراویح کی تعداد: ایک تحقیقی مطالعہ

کمال احمد علمی استاذ دارالعلوم علیہ جمد اشاہی ضلع بہتئی یوپی

عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک جماعت اہل سنت کی اکثریت بیس رکعت ہی تراویح پڑھتی آئی ہے، ادھر چند سالوں سے فتنہ غیر مقلدیت نے سرابھارا اور برسوں سے چلے آرہے متفق اور متواتر مسئلے کا انکار کرتے ہوئے آٹھ رکعت نماز تراویح کا قول کر دیا، اس سلسلے میں مذہب رائج اور اکثر علما و ائمہ کا متفق علیہ نظریہ کیا ہے، آئیے معروضی انداز میں اس کی تحقیق کر لی جائے۔

رکعات تراویح کی تعداد کے سلسلے میں متعدد اقوال وارد ہوئے ہیں، چنانچہ اس بارے میں علامہ عینی فرماتے ہیں:

”وقد اختلف العلماء فی العدد المستحب فی قیام رمضان علی اقوال کثیرة فقیل احدى واربعون وقیل ثمان وثلاثون وقیل ست وثلاثون وقیل اربع وثلاثون وقیل ثمان وعشرون وقیل اربع وعشرون وقیل ثلاث عشرة وقیل احد عشرة رکعة۔“^۱ علماے کرام نے تراویح کی رکعتوں کی مستحب تعداد کے بارے میں اختلاف کیا ہے، اس سلسلے میں بہت سارے اقوال وارد ہوئے ہیں، چنانچہ ایک قول کے مطابق نماز تراویح میں اکتالیس ایک کے مطابق اڑتیس ایک کے مطابق چھتیس ایک کے مطابق چوبیس ایک کے مطابق اٹھائیس ایک کے مطابق چوبیس ایک کے مطابق بیس ایک کے مطابق تیرہ اور ایک قول کے مطابق گیارہ رکعتیں ہیں۔

مذکورہ بالا عبارت سے صاف واضح ہے کہ نماز کی رکعتوں کی تعداد میں متعدد اقوال وارد ہوئے ہیں، ان اقوال میں سے کون سا قول سب سے زیادہ رائج ہے اور کس پر اکثر صحابہ و تابعین نیز اسلاف کرام کا عمل رہا ہے، ائمہ اربعہ اور بعد کے علما و ائمہ نے کس قول کو ترجیح دی ہے، یہی میری اس تحریر کا اصل موضوع ہے۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ عہد رسالت سے لے کر عصر حاضر تک اہل سنت و جماعت کی اکثریت نے بیس رکعت والے قول ہی کو

تراویح اس نماز کو کہتے ہیں جو رمضان المبارک کی راتوں میں با جماعت ادا کی جاتی ہے چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ”سمیت الصلوة فی الجماعة فی لیالی رمضان التروایح۔“ نماز تراویح کی فضیلت و اہمیت پر متعدد احادیث و آثار شاہد ہیں، اس کا آغاز عہد رسالت ہی میں ہو چکا تھا۔ خود سرکارِ دو عالم ﷺ نے تین دن تک صحابیہ کرام کو باجماعت نماز تراویح پڑھائی، پرفریضت کے خوف سے ترک فرمادیا، جیسا کہ امام بخاری نے بخاری شریف میں حضرت عروہ بن زبیر کی روایت سے ایک طویل حدیث ذکر کی ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو باجماعت نماز تراویح پڑھائی پھر فریضت کے خوف سے ترک فرمادیا۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

”سید عالم ﷺ نے تین شب تراویح میں امامت فرما کر بخوف فریضت ترک فرمادی، تو اس وقت وہ سنت مؤکدہ نہ ہوئی تھی، جب امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے جاری فرمایا اور عامہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس پر مجتمع ہوئے، اس وقت وہ سنت مؤکدہ ہوئی، نہ فقط فضل امیر المؤمنین سے بلکہ ارشادات سید المرسلین ﷺ سے

حضرت عمر فاروق کے زمانے میں باقاعدہ نماز تراویح کا رواج پڑا، بخاری شریف کی روایت کے مطابق حضرت عمر نے اس کو اچھی بدعت قرار دیا۔“

اکثر محدثین عظام کے مطابق عہد رسالت میں رکعات تراویح کی صحیح تعداد کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں، تاہم اتنی بات مسلم ہے کہ عہد فاروقی میں بیس رکعت نماز تراویح پر اجماع منعقد ہو گیا تھا، عہد رسالت میں بھی بیس رکعت نماز تراویح کے تعلق سے کچھ احادیث و آثار ملتے ہیں، جو بھلے ہی ضعف سے خالی نہ ہوں، پھر بھی عہد فاروقی کے اجماع اور دیگر احادیث سے ان کی تائید و تقویت ضرور ہوتی ہے۔

اختیار کیا ہے، اسی پر عمل کیا ہے اور اسی پر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے۔ آئیے سب سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ عہد رسالت میں رکعت تراویح کی تعداد کتنی تھی؟

عہد رسالت میں رکعات تراویح کی تعداد:

بخاری شریف^۱، مسلم شریف^۲، ابوداؤد شریف^۳ جیسی معتبر حدیث کی کتابوں سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شب صحابہ کرام کو باجماعت نماز تراویح پڑھائی، آپ نے صحابہ کرام کو تراویح میں کتنی رکعتیں پڑھائی تھیں، اس سلسلے میں حضرت ابن عباس سے مروی یہ حدیث ملاحظہ

”عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي في رمضان عشرين ركعة والوتر.“
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے۔ اس حدیث کے تعلق سے علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔^۴

میں علامہ ابن حجر جیسے جلیل القدر محدث کی عظمت کو سلام کرتا ہوں، تاہم بطور تطفل چند باتیں ضرور عرض کروں گا۔

(۱) اگرچہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے مگر اس کی تائید ایک دوسرے حدیث سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: عن جابر بن عبد الله قال خرج النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة في رمضان فصلى الناس اربعة وعشرين ركعة واوتر بثلاثة^۵۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیس رکعت تراویح کی اور چار رکعت عشا فرض کی اور تین رکعت وتر کی پڑھتے تھے، اس حدیث سے ماقبل والی حدیث کی واضح طور پر تائید ہو رہی ہے۔

(۲) اس حدیث کے ثبوت کا انکار نہیں کیا جاسکتا، کیوں کہ حضرت عمر نے بیس رکعت ہی نماز تراویح پڑھنے کا حکم دیا، صحابہ کرام نے اس کا انکار نہیں کیا، بلکہ اسے قبول کیا، صحابہ کرام کا حضرت عمر کے اس فعل پر خاموش رہنا اور اس کو بالا جماع قبول کر لینا اس بات کی دلیل ہے کہ اس سلسلے میں ان کے پاس کوئی نہ کوئی اصل رہی ہوگی،

جیسا کہ صاحب اوجز المسالك رقم طراز ہیں:

”وما ورد فيه من رواية بن عباس متكلم فيها على اصولهم لكن مع هذا لا يمكن الانكار عن ثبوته بفعل عمر وسكوت الصحابة على ذلك واجماعهم على قبولهم بمنزلة النص على ان له اصلاً عندهم فمن نظر الى تعامل الصحابة في امر الشريعة لا يشك في انهم اذاروا منكرا اكثر من الانكار على ذلك وهذا تقوية معنى لرواية ابن عباس.“^۶

اسی طرح کی بات مراقی الفلاح کے حاشیہ طحاوی میں بھی مذکور ہے، چنانچہ اسد بن عمر نے حضرت ابویوسف سے روایت کی ہے کہ آپ نے امام اعظم ابوحنیفہ سے تراویح اور اس سلسلے میں حضرت عمر کے فعل کے بارے میں سوال کیا تو امام اعظم نے فرمایا:

”التراويح سنة مؤكدة ولم يتخرصه عمر من تلقاء نفسه ولم يكن فيه مبتدع او لم يامر به الا عن اصل لديه وعهد من رسول الله صلى الله عليه وسلم.“^۷ یعنی آپ نے فرمایا کہ تراویح سنت موکدہ ہے، اور حضرت عمر نے جو بیس رکعت تراویح کا حکم دیا اس میں وہ کسی بدعت کے موجد نہیں تھے، بلکہ اس سلسلے میں ان کے پاس کوئی اصل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حکم ضرور ہوگا۔

مذکورہ بالا دونوں اقتباس سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت عمر اور صحابہ کا تعامل کسی نہ کسی اصل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بنیاد پر تھا، ظاہری بات ہے کہ اس سلسلے میں حضرت ابن عباس کی روایت کے علاوہ اور دوسری روایت بشکل حدیث نظر نہیں آتی ہے، تو معلوم ہوا کہ وہ اصل جس کا ان دونوں عبارتوں میں ذکر ہے یہی ابن عباس والی روایت ہے، بہر حال حضرت ابن عباس اور حضرت جابر کی حدیث سے ثابت ہو گیا کہ عہد رسالت میں تراویح کی رکعتوں کی تعداد بیس تھی۔

عہد خلفائے راشدین میں رکعات تراویح

کی تعداد: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میمون میں باقاعدہ تراویح کا رواج نہیں ہوا تھا، جب عہد فاروقی آیا، اس وقت نماز تراویح کی طرف آپ نے توجہ فرمائی، اور سب کو ایک جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی کا حکم دیا، اس حوالے سے کنز العمال

(۷) یہی حدیث المغنی لابن قدامة میں موجود ہے، بلکہ اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ ”وہذا کا لاجماع۔“ یعنی حضرت عمر کے زمانے میں بیس رکعات تراویح کا پڑھنا امر مجمع علیہ کی طرح ہو گیا تھا۔
(۸) اسی کتاب میں حضرت علی سے بھی یہ روایت موجود ہے کہ آپ نے ایک آدمی کو بیس رکعتیں پڑھانے کا حکم دیا۔ ۱۲
حضرت عثمان غنی کے عہد مبارک میں بھی بیس ہی رکعت تراویح پڑھی جاتی تھی، چنانچہ فتح باب العنایۃ شرح نقایہ میں صراحت ہے کہ حضرت عثمان کے عہد میں بھی بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی تھی، اصل عبارت یہ ہے: ”فصار اجماعاً لما روی البیہقی باسناد صحیح انہم کان یقیمون علی عہد عمر عشرين رکعة وعلى عهد عثمان وعلى رضى الله عنهم۔ ۲۲
حضرت علی کے زمانے میں بھی لوگوں کا یہی معمول تھا، اس سلسلے میں چند روایتیں ملاحظہ ہوں:

(۱) سنن کبریٰ میں حضرت ابو عبد الرحمن اسلمی سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قراء حضرات کو بلوایا اور ان میں سے ایک کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا، آپ لوگوں کو دوڑ پڑھاتے تھے، اصل عبارت یہ ہے:

”عن ابی عبد الرحمن السلمی عن علی رضی اللہ عنہ قال دعی القراء فی رمضان فامر منہم رجلاً یصلی بالناس عشرين رکعة وقال وكان علی رضی اللہ عنہ یوتر بہم۔ ۲۳

(۲) اسی مفہوم کی حدیث مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت ابوالحسناء کی روایت سے موجود ہے۔ ۲۴

المغنی لابن قدامة میں یہ عبارت موجود ہے: قال احمد ابن حنبل کان جابر وعلی وعبداللہ یصلونہا فی جماعۃ۔ ۲۵

یعنی حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ حضرت جابر اور حضرت علی اور عبداللہ رضی اللہ عنہم باجماعت تراویح پڑھتے تھے۔

چوں کہ آپ نے بیس ہی رکعت تراویح کا حکم دیا اس لیے آپ اور آپ کے ساتھ دیگر صحابہ کرام نے بیس رکعت ہی تراویح پڑھی ہوگی۔ خلفائے راشدین کے علاوہ دیگر صحابہ کرام کا بھی یہی معمول

عن ابی ابن کعب ان عمر ابن الخطاب امرہ ان یصلی باللیل فی رمضان فقال ان الناس یصومون النهار ولا یحسنون ان یقرأوا فلو قرأت علیہم باللیل قال یا امیر المومنین هذا شئی لم یکن فقال قد علمت ولكنه حسن فصلی بہم عشرين رکعة رواہ ابن منیع ۱۴
حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو رمضان کی راتوں میں نماز پڑھانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ چوں کہ لوگ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور اچھی طرح سے قرأت نہیں کر سکتے اس لیے اگر آپ رات میں ان کو نماز پڑھا دیا کریں تو بہتر ہوگا، حضرت ابی ابن کعب نے عرض کیا کہ امیر المومنین اس سے پہلے تو ایسا نہیں ہوا، حضرت عمر نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے لیکن یہ اچھی چیز ہے، حضرت ابی ابن کعب نے لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھائی۔

اسی طرح کی حدیث بخاری شریف میں بھی مذکور ہے ۱۵
مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہو گیا کہ عہد فاروقی میں رکعات تراویح کی تعداد بیس تھی، اسی مفہوم کی چند حدیثیں اور ملاحظہ ہوں:

(۱) عن الحسن ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جمع الناس علی ابن کعب فکان یصلی لہم عشرين رکعة۔ ۱۶

(۲) عن یحییٰ بن سعیدان عمر بن الخطاب امر رجلاً یصلی بہم عشرين رکعة۔ ۱۷
(۳) مصنف ابن ابی شیبہ کے اسی صفحے پر عبدالعزیز بن رفیع سے اسی مفہوم کی دوسری حدیث مروی ہے۔

(۴) عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن خطاب فی رمضان بثلاث وعشرين رکعة۔ ۱۸

(۵) اسی مفہوم کی حدیث سنن کبریٰ للبیہقی میں سائب بن یزید کی روایت سے موجود ہے۔ ۱۹

(۶) سائب بن یزید ہی کی روایت سے یہی حدیث معروفۃ السنن والآثار میں بھی مذکور ہے۔ ۲۰

مسجد فی مسجدہم کل لیلۃ سوی الوتر عشرين رکعة
خمس تروحات بعشر تسلیمات یسلم فی کل
رکعتین۔ ۳۳

امام مالک کا مسلک ایک قول کے مطابق بیس ہی رکعت ہے
جیسا کہ صاحب اوجز المسالک نے ابن رشد کے حوالے سے نقل کیا ہے
کہ: "واختلفوا فی المختار من عدد الركعات التي يقوم بها
الناس فاختر مالک فی احد قولیه وابو حنیفۃ والشافعی
واحمد وداؤد القیام بعشرين رکعة سوی الوتر۔ ۳۵
فقہائے عظام نے ان رکعتوں کی تعداد میں قول مختار کے تعلق
سے اختلاف کیا ہے، جو رکعتیں لوگ رمضان کی راتوں میں پڑھتے ہیں،
چنانچہ اپنے ایک قول کے مطابق امام مالک، ائمہ ثلاثہ اور داؤد ظاہری
نے یہی قول کیا ہے کہ بیس رکعت پڑھی جائیں، سوائے وتر کے۔

امام شافعی کا مسلک ماقبل کی عبارت سے واضح ہے ساتھ ہی
امام ترمذی کے اس قول سے بھی آپ کا مسلک متعین ہو جاتا ہے، جسے
امام ترمذی نے جامع ترمذی میں حضرت ابو ذر غفاری سے روایت
کیا ہے، چنانچہ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ قیام رمضان کے بارے
میں اہل علم میں بڑا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک وتر کے ساتھ
اکتالیس رکعت ہے اہل مدینہ کے نزدیک یہی قول معتبر ہے، اور
مدینہ میں اسی پر عمل ہے، اور اکثر اہل علم اس روایت پر عمل کرتے ہیں
جو حضرت عمر و علی جیسے صحابہ کرام سے مروی ہے، یعنی بیس رکعت
کا قول کرتے ہیں، اس کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں: "وهو قول
سفيان الثوري وابن المبارك والشافعي وقال الشافعي
وهكذا ادرکت ببلدنا بمكة يصلون عشرين رکعة۔ ۳۶
یعنی بیس رکعت ہی کا قول امام سفیان ثوری، ابن مبارک اور
امام شافعی نے بھی کیا ہے، امام شافعی نے فرمایا کہ میں نے اپنے شہر مکہ
میں لوگوں کو بیس رکعت ہی پڑھتے ہوئے پایا۔

امام احمد ابن حنبل کا مسلک ابن رشد کے اس قول سے واضح
ہے جو ابھی ہم نے امام مالک کے بارے میں نقل کیا ہے علاوہ ازیں
امام ابن قدامہ حنبلی کا یہ قول بھی ملاحظہ فرمائیں:

"والمختار عندابی عبد الله فيها عشرون
رکعة۔ ۳۷ یعنی ابو عبد اللہ احمد بن حنبل کے نزدیک مختار بیس ہی

تھا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود بھی بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے
تھے، جیسا کہ حضرت اعمش فرماتے ہیں: "كان یصلی عشرين
رکعة ویوتر بثلاث۔ ۳۸

صرف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی بیس رکعت نہیں
پڑھتے تھے، بلکہ اس پر تقریباً تمام صحابہ کرام کا اجماع تھا، چنانچہ علامہ
یعنی امام ابن عبد البر کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں:

"وهو الصحيح عن ابی ابن کعب من غیر خلاف
من الصحابة۔ ۳۹

یعنی بیس رکعت تراویح والی حدیث بروایت صحیح حضرت ابی بن
کعب سے ثابت ہے اور اس سلسلے میں صحابہ کا کوئی اختلاف نہیں تھا۔

معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کا اس پر اجماع تھا، کیوں کہ ان کا اختلاف
ثبوت اجماع کو مستلزم ہے، علامہ علی بن سلطان قاری فرماتے
ہیں: "اجمع الصحابة علی ان التراویح عشرون رکعة۔ ۴۰
یعنی تراویح کے بیس رکعت ہونے پر صحابہ کا اجماع ہے۔

علاوہ ازیں حضرت امام قسطلانی نے ارشاد الساری میں ۲۹ محمد ابن
قدامة نے المغنی میں ۳۰ علامہ سید محمد نقی زبیدی نے "اتحاد السادة" ۳۱
میں بیس رکعت نماز تراویح پر صحابہ کرام کا اجماع نقل کیا ہے۔

تابعین عظام کا عمل: اس سلسلے میں تابعین عظام
کا بھی وہی عمل تھا، جو حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام کا تھا، چنانچہ بیس
رکعت تراویح کا قول جن تابعین نے کیا ہے، ان میں سے چند حضرات
کے اسمائے گرامی کو علامہ یعنی نے شمار کراتے ہوئے فرمایا ہے۔

"اما القائلون به من التابعین فشتیر بن شکل
وابن ابی ملیکة والحارث الهمدانی وعطاء بن رباح وابو
البحتری وسعيد ابن ابی الحسن البصری اخوالحسن
وعبدالرحمن ابن ابی بکر وعمران العبدی۔ ۴۲

ائمہ اربعہ کا مسلک: امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے
تابعین کا مسلک یہ ہے کہ نماز تراویح بیس رکعت ہے، چنانچہ حسن بن
زیاد نے امام اعظم سے بیس رکعت تراویح کا قول کیا ہے، جیسا کہ
فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

روی الحسن عن ابی حنیفۃ قال القیام فی
شهر رمضان سنة لا ینبغي ترکها، یصلی لاهل کل

ینکرہ منکر ۲۴ یعنی یہ بات ثابت ہے کہ ابی بن کعب رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے، اسی لیے بہت سارے علما کے نزدیک یہی سنت ہے کیوں کہ یہ بات انصار و مہاجرین کے درمیان ہوئی تھی جس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔

حدیث عائشہ سے غیر مقلدین کے استدلال کا علمی جائزہ: غیر مقلدین کے یہاں آٹھ رکعت تراویح کی سب سے مضبوط دلیل وہ حدیث ہے، جو حضرت عائشہ صدیقہ سے بخاری شریف میں مروی ہے پہلے حدیث کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

”عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه سأل عن عائشة كيف كان صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم في رمضان فقالت ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزيد في رمضان ولا في غيره على إحدى عشرة ركعة۔“ ۲۵

حضرت ابوسلمہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ رسول پاک کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی، آپ نے فرمایا کہ رمضان وغیر رمضان دونوں میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔

غیر مقلدین اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ گیارہ رکعتوں میں تین رکعت وتر کی تھی، بقیہ آٹھ رکعتیں تراویح کی تھیں، اس سے ثابت ہوا کہ تراویح بیس رکعت نہیں بلکہ آٹھ ہی رکعت ہے۔

اس سلسلے میں چند معروضات حاضر خدمت ہیں۔

(۱) سیاق و سباق سے پتہ چلتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق تراویح سے ہے ہی نہیں، بلکہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کا ذکر ہے، اس کی چند وجہیں ہیں:

امام بخاری امام مسلم اور امام ترمذی جیسے متعدد محدثین نے اس حدیث کو کتاب التہجد میں ذکر کیا ہے، اگر اس حدیث میں تراویح مراد ہوتی تو یہ محدثین اس کو کتاب التراویح میں ذکر فرماتے۔

اس حدیث میں حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رمضان وغیر رمضان دونوں میں آپ گیارہ رکعت ہی پڑھتے تھے، ظاہر ہے کہ رمضان میں تو تراویح کی نماز ہو سکتی ہے، غیر رمضان میں تراویح کی نماز نہیں ہوتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ نے اس حدیث میں اس نماز

رکعت ہے۔

بعض اساطین امت کافول وعمل: سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں:

وصلوة التراویح سنة النبی صلی اللہ علیہ وسلم..... وہی عشرون رکعة۔ ۲۸

یعنی نماز تراویح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، جو بیس رکعت ہے۔

مشہور کتاب ”حدیث اور اہل حدیث“ کے مصنف نے یہاں پر غیر مقلدین کی ایک زبردست تحریف کی نشان دہی کی ہے، اور اپنی کتاب میں دکھایا ہے کہ غنیۃ الطالبین کا وہ نسخہ جو غیر مقلدین کے مکتبہ سعودیہ کراچی سے شائع ہوا ہے، اس میں ”وہی عشرون رکعة“ کے بجائے ”وہی احدى عشرة رکعة“ لکھا ہوا ہے، خیر تحریف کی یہ معمولی سی مثال ہے، اس طرح سے نہ جانے کتنی تحریفات ان عقل مندوں کی رہین منت ہیں۔

☆ علامہ ابن نجیم مصری اپنی کتاب ”البحر الرائق“ بیس رکعت تراویح پر دلیل دینے کے بعد فرماتے ہیں:

”وعليه عمل الناس شرقا وغربا“ ۲۹

اسی پر مشرق و مغرب میں لوگوں کا عمل ہے۔

☆ اسی طرح کی بات علامہ ابن عابدین شامی نے رد المحتار میں کہی ہے۔ ۳۰

☆ صاحب در مختار علامہ علاء الدین حصکفی فرماتے ہیں:

”وہی عشرون رکعة۔“ ۳۱

☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: وعدہ عشرون رکعة۔ ۳۲

☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

”والذی استقر علیہ الامر واشتہر من الصحابة والتابعین ومن بعدهم هو العشرون۔“ ۳۳

☆ غیر مقلدین کے امام ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں: ”قد ثبت ان ابی بن کعب کان یقوم بالناس عشترین رکعة فی رمضان ویوتر بثلاث فرأى کثیر من العلماء ان ذالک هو السنة لانه قام بین المهاجرین والانصار لم

حوالہ جات

۱۔ فتح الباری ج ۳/۲۵۰ دار المعرفۃ بیروت ۲۔ بخاری شریف ج ۲۶۹/۳۔ فتاویٰ رضویہ ۴/۷۷، مطبوعہ مرکز اہل سنت برکات رضا پور بندر گجرات ۳۔ بخاری شریف ج ۲۶۹/۵۔ عمدۃ القاری ملخصاً ۲۰۱۹/۱۔ مطبع مصطفیٰ البابی اکلسی مصر ۶۔ بخاری شریف ج ۲۶۹/۱۔ مے مسلم ۲۵۹/۱۔ ابوداؤد ۱۹۵/۱۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ ۲۹۴/۲، بیہقی ۴۹۶/۲، معجم طبرانی کبیر ج ۱۱/۳۹۳۔ ۱۰۔ فتح الباری ج ۲۵۴/۲ دار المعرفۃ بیروت۔ ۱۱۔ تاریخ جرجان لابی قاسم حمزہ ابن یوسف السہمی ص ۲۷۵۔ ۱۲۔ اوجز المسالک الی موطا الامام مالک ۴۰۴/۲، دار الفکر بیروت۔ ۱۳۔ الطحاوی علی مرقا الفلاح ص ۳۲۲۔ ۱۴۔ کنز العمال ۴۰۹/۸۔ ۱۵۔ بخاری شریف ج ۲۶۹/۱۶۔ ابوداؤد ۲۰۲/۱۔ ۱۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ ۳۹۳/۲۔ ۱۸۔ موطا امام مالک ۹۸/۲۔ ۱۹۔ سنن کبریٰ للبیہقی ۴۹۶/۲۔ ۲۰۔ معرفۃ السنن والآثار ج ۳/۴۲۔ ۲۱۔ المغنی لابن قدامۃ ج ۲/۱۶۷۔ ۲۲۔ فتح باب العناۃ شرح نقایۃ کتاب الصلوٰۃ فصل فی صلاۃ التراويح ج ۳/۳۲۲۔ ۲۳۔ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۲/۴۹۶۔ ۲۴۔ مصنف ابن ابی شیبہ ۳۹۳/۲۔ ۲۵۔ المغنی لابن قدامۃ ج ۲/۱۶۸۔ ۲۶۔ مختصر قیام اللیل للمروزی ۱۵۷۔ بحوالہ عمدۃ القاری ج ۲۰۱/۹۔ ۲۷۔ عمدۃ القاری ۲۰۰/۹، مطبع مصطفیٰ البابی مصر۔ ۲۸۔ مرقاۃ المفاتیح ج ۳/۱۹۴۔ ۲۹۔ ارشاد الساری ۵۱۵/۳۔ ۳۰۔ المغنی ج ۲/۱۶۷۔ ۳۱۔ اتحاف السادة ج ۳/۷۰۰۔ ۳۲۔ عمدۃ القاری ج ۲۰۱/۹۔ ۳۳۔ فتاویٰ قاضی خان ۱۱۲/۱، بحوالہ حدیث و اہل حدیث ص ۶۴۹۔ ۳۴۔ عمدۃ القاری ج ۲۰۱/۹۔ ۳۵۔ اوجز المسالک ج ۲/۲۰۴۔ ۳۶۔ جامع ترمذی ۹۹/۱ مجلس برکات مبارک پور۔ ۳۷۔ المغنی ج ۲/۱۶۷۔

۳۸۔ غنیۃ الطالبین ۱۶/۲، مکتبہ مصطفیٰ البابی اکلسی مصر۔ ۳۹۔ البحر الرائق ج ۲/۶۶۲۔ ۴۰۔ الدر المختار مع رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب الوتر والنوافل بحث صلوٰۃ التراويح ج ۲/۵۹۹۔ ۴۱۔ در مختار، ۹۸/۱، مجتہابی پریس دہلی۔ ۴۲۔ حجۃ اللہ البالغۃ ج ۱۸/۲، کتب خانہ رشیدیہ دہلی۔ ۴۳۔ ماہیت بالنسب بحوالہ اوجز المسالک ج ۲/۳۰۵۔ ۴۴۔ فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲/۱۱۲، مکتبہ ابن تیمیہ طالیبہ ہرم۔ ۴۵۔ بخاری ج ۱۵۴/۱۔ ۴۶۔ بخاری ج ۱۵۴/۱۔ ۴۷۔ اوجز المسالک ج ۲/۳۰۱۔

☆☆☆

کی رکعتوں کی تعداد بتائی ہے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان وغیر رمضان دونوں میں ادا فرماتے تھے اور وہ نماز تہجد ہے۔

اسی حدیث میں حضرت عائشہ کا یہ ارشاد بھی ہے: ”یصلی اربعاً فلا تسئل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی ثلاثاً۔“ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعتوں میں آٹھ رکعتیں چار چار رکعت کی نیت سے پڑھتے پھر تین رکعت اخیر میں پڑھتے، ظاہر ہے کہ نماز تراویح دو دو رکعت پڑھی جاتی ہے، جیسا کہ خود غیر مقلدین کا عمل ہے، لیکن اس حدیث سے ثابت ہے کہ آپ چار چار رکعت پڑھتے تھے، اگر غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس حدیث میں نماز تراویح مراد ہے تو وہ تراویح دو دو رکعت کیوں پڑھتے ہیں؟ اور اگر کہتے ہیں کہ اس سے مراد نماز تہجد ہے تو پھر ہمارا دعویٰ ثابت۔

ما قبل کی تفصیل سے معلوم ہو چکا ہے کہ بیس رکعت تراویح پر صحابہ کرام کا اجماع ہو چکا تھا، اگر اس حدیث میں نماز تراویح ہی مراد ہوتی تو کیا صحابہ کرام بھی آٹھ رکعت نماز تراویح نہیں پڑھتے؟ حدیث کے اولین مخاطب صحابہ کرام نے تو اس حدیث سے نماز تراویح نہیں سمجھی، مگر بعد کے غیر مقلدین نے اس سے نماز تراویح ہی سمجھا ہے، فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں کہ وہ جماعت صحابہ کے نقش قدم پر چلیں گے یا غیر مقلدین کی پیروی کریں گے۔

(۲) اس حدیث میں بالفرض اگر نماز سے مراد نماز تراویح ہی لے لی جائے تو بھی ہمارے مذہب و مسلک پر کوئی حرف نہیں آسکتا، کیوں کہ پہلے اگرچہ صحابہ کرام آٹھ ہی رکعت تراویح پڑھتے رہے ہوں، لیکن پھر حضرت عمر کے زمانے میں بیس رکعت پر ہی اجماع ہو گیا، لہذا اب اسی قول مجمع علیہ کو تسلیم کرنا ہم پر لازم ہوگا، آٹھ رکعت تراویح پر اگر صحابہ کا اجماع ہوا ہو تو غیر مقلدین پیش کریں، چنانچہ امام قسطلانی فرماتے ہیں: ”جمع البیہقی بانہم کانوا یقومون باحدی عشرۃ ثم قاموا بعشرین واوروا بثلاث وقد عدوا ما وقع فی زمان عمر رضی اللہ عنہ کالاجماع۔“ یعنی امام بیہقی نے ان مختلف اقوال کو اس طرح سے جمع کیا ہے کہ صحابہ کرام پہلے گیارہ رکعت پڑھتے تھے، پھر تین رکعت وتر کے ساتھ بیس رکعت پڑھتے تھے، اس کے بعد حضرت عمر کے زمانے میں بیس رکعت پر اجماع ہو گیا۔

اسلام میں باہمی حقوق

توحید احمد خان رضوی، تحسینی فاؤنڈیشن بریلی

انتقال والدین کے حقوق۔

حیات میں والدین کے حقوق: قرآن کریم اور احادیث کریمہ میں والدین کے حقوق کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا (کنز الایمان پ ۱۵)

اور دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے ”اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو (کنز الایمان پ ۵) ان دونوں آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو اس بات کی تاکید فرمائی ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرے اور حتی الامکان ان کی راحت و آسائش کے لئے کوشاں رہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں اس نے عرض کیا اس کے بعد آپ نے فرمایا: تیری ماں اس نے پھر عرض کیا اس کے بعد آپ نے فرمایا: تیرا باپ (بخاری)

اس زیادتی کے یہ معنی ہیں کہ خدمت کرنے میں ماں کو باپ پر ترجیح دے اور تعظیم باپ کی زائد کرے اسلئے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم ہے۔

مندرجہ بالا حدیث شریف سے سبق حاصل کریں وہ نوجوان جو

اسلام نے حقوق العباد کی تعلیم جس انداز سے دی ہے اگر لوگ ان کی ادائیگی میں کوتاہ دتی سے کام نہ لیں بلکہ اس کو پورے طور سے ادا کریں تو پھر آپسی اختلاف و انتشار بالکل ختم ہو جائے اور صالح معاشرہ تشکیل پائے۔ اسلام میں کسی امیر کو کسی غریب پر کسی گورے کو کسی کالے پر کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہاں اگر کسی کو فضیلت حاصل ہے تو وہ تقویٰ کی وجہ سے ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے (کنز الایمان پ ۲۶)

اور فرمان رسول اللہ ﷺ ہے کہ اے لوگو! خبردار تمہارا پروردگار ایک ہے خبردار تمہارا باپ ایک ہے خبردار کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں علاوہ تقویٰ کے اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ معزز اور محترم وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔

انسان پر دو طرح کے حقوق عائد ہوتے ہیں (۱) حقوق اللہ (۲) حقوق العباد حقوق اللہ کی پامالی کی صورت میں اللہ تعالیٰ معاف کر سکتا ہے اگر معاف کر دے تو یہ اس کا فضل ہے اور اگر اس پر عذاب و سزا دے تو یہ اس کا عدل ہے، لیکن حقوق العباد کی پامالی کی صورت میں جب تک وہ بندہ جس کا حق تلف کیا ہے معاف نہ کرے اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کریگا۔

اسلام نے حقوق العباد کو جس طرح ادا کرنے کا حکم دیا ہے وہ دیگر ادیان میں مفقود ہے، آئیے نظر ڈالتے ہیں کہ اسلام نے حقوق العباد کو کس طرح ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

والدین کے حقوق: والدین کے حقوق کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے (۱) حیات میں والدین کے حقوق (۲) بعد

(۶) انھوں نے جو جائز وصیت کی ہو حتی الامکان اس کو نافذ کرنے کی کوشش کرنا۔

(۷) ہر جمعہ ان کی قبر کی زیارت کے لئے جانا اور وہاں یسین شریف پڑھنا اور اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچانا۔

(۸) ان کے رشتہ داروں کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کرنا اور ان کا اعزاز و اکرام کرنا۔

(۹) کبھی کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر جواب میں انہیں برا نہ کہلوانا۔

(۱۰) کبھی کوئی گناہ کر کے انہیں قبر میں رنج نہ پہونچانا اس کے سب اعمال کی خبر ماں باپ کو پہونچتی ہے نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں۔

اولاد کے حقوق: والدین پر بچوں کی پیدائش کے وقت سے حقوق کی ادائیگی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بچہ پیدا ہو تو کان میں اذان دی جائے تحنیک کرے عمدہ نام تجویز کرے، اور جب کچھ بولنے کے لائق ہو جائے تو کلمہ طیبہ کا ورد کرانے کی کوشش کرے اور اگر ہو سکے تو عقیقہ بھی کیا جائے۔ اولاد کی تعلیم و تربیت کے تعلق سے نبی ﷺ نے کثرت سے ترغیب دلائی ہے کیونکہ اس میں بچوں کا روشن مستقبل ہے چنانچہ حضور ﷺ کا ارشاد عالیشان ہے ”مسلمانوں اپنی اولاد کی تربیت اچھی طرح کیا کرو (طبرانی)

دوسری حدیث پاک میں ہے کہ ”باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی طرح تعلیم و تربیت ہے (مشکوٰۃ)

اولاد کی تعلیم و تربیت کے تعلق سے حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول ملاحظہ فرمائیں ”زبان کھلتے ہی اللہ اللہ، پھر لا الہ الا اللہ، پھر پورا کلمہ طیبہ سکھائے، جب تمیز آئے ادب سکھائے، کھانے پینے، ہنسنے بولنے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، حیا لحاظ بزرگوں کی تعظیم، ماں باپ استاد اور دختر کو شوہر کی

ماں باپ کو تکلیف دیتے ہیں اور ذرا سی بات پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، کیا انہوں نے مندرجہ ذیل حدیث پاک نہیں سنی ہے کہ

”مسلم شریف کی حدیث ہے حضور ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: اس کی ناک خاک آلود ہو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کس کی؟ سرکار مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے بوڑھے ماں باپ کو پایا یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا (مسلم شریف ج ۲)

ایک مرتبہ حضور ﷺ سے لوگوں نے عرض کیا: والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ دونوں تیری جنت اور دوزخ ہیں (مشکوٰۃ شریف)

یعنی اگر تو اپنے والدین کی خدمت کریگا تو جنت میں چلا جائیگا اور اگر تو ان کی نافرمانی کریگا تو تجھے دوزخ میں ڈال دیا جائیگا خلاصہ کلام یہ کہ ان کو آرام پہونچانے اور خوش رکھنے کے لئے حتی الامکان کوشش کرتا رہے اپنی قدرت بھر راحت رسائی کی فکر کے ساتھ ان کے لئے دعا بھی کرتا رہے کہ اے میرے پروردگار انکو پوری راحت پہونچانا تو میرے بس کی بات نہیں تو اپنے فضل و کرم سے ان کی تمام مشکلات و تکالیف کو دور فرما۔

بعد انتقال والدین کے حقوق:

(۱) سب سے پہلا حق انکے انتقال کے بعد انکے جنازے کی تجہیز و تکفین اور تدفین ہے۔

(۲) ان کے لئے مغفرت و بخشش کی دعا ہمیشہ کرتے رہنا اس سے کبھی غفلت نہ برتنا۔

(۳) ان پر کوئی فرض باقی رہ گیا ہو تو بقدر طاقت اس کی ادا کی کوشش کرنا۔

(۴) حسب طاقت صدقہ و خیرات و اعمال صالحہ کا ثواب انھیں پہنچاتے رہنا۔

(۵) ان پر کسی کا کوئی قرض ہو تو اس کو جلد ادا کرنے کی کوشش کرنا۔

(۱) جب اس سے ملے تو سلام کرے (۲) جب وہ بلائے تو حاضر ہو (۳) جب وہ چھینکے تو جواب دے (۴) جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے (۵) جب وہ مرجائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو (۶) اور جو چیز اپنے لئے پسند کرے وہ اس کے لئے پسند کرے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کامل مسلمان وہ شخص ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں (بخاری)

دوسری حدیث شریف میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ پیسے ہوں نہ سامان حضور ﷺ نے فرمایا میری امت میں دراصل مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ لیکر آئے اس حال میں کہ اس نے کسی کو گالی دی ہو، کسی پر تہمت لگائی ہو کسی کا مال کھالیا ہو کسی کا خون بہایا ہو اور کسی کو مارا ہو تو اب اس کو راضی کرنے کے لئے اس شخص کی نیکیاں ان مظلوموں کے درمیان تقسیم کی جائیں گی پس اس کی نیکیاں ختم ہو جانے کے بعد بھی اگر لوگوں کے حقوق اس پر باقی رہ جائیں گے تو اب حقداروں کے گناہ لا دئے جائیں گے یہاں تک کہ اسے دوزخ میں پھینک دیا جائیگا (مسلم جلد دوم)

اس حدیث پاک سے عبرت حاصل کریں وہ لوگ جو سرعام دوسرے مسلمان کو گالیاں دیتے ہیں اور انہیں شرم بھی محسوس نہیں ہوتی۔ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ بھی حق ہے کہ اس کی غیبت نہ کرے غیبت کے متعلق قرآن کریم اور احادیث کریمہ میں سخت وعیدیں آئیں ہیں چنانچہ ارشاد ربانی ہے ”اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھیر گا کہ اپنے مرے بھائی کا گاشت کھائے تو یہ تمہیں گوارہ نہ ہوگا۔“ (کنز الایمان پ ۲۶)

خدائے تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حقوق کی ادائیگی کی توفیق

عطا فرمائے آمین ☆☆☆

☆ تحسینی فاؤنڈیشن، بریلی شریف

بھی اطاعت کے طرق و آداب بتائے، قرآن مجید پڑھائے استاد نیک صالح لمثقی صحیح العقیدہ کے سپرد کرے، اور دختر کو نیک پارسا عورت سے پڑھوائے، بعد ختم قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید رکھے، عقائد اسلام و سنت سکھائے کہ لوح سادہ فطرت اسلامی و قبول حق پر مخلوق ہے اس وقت کا بتایا پتھر کی لکیر ہوگا، حضور اقدس ﷺ کی محبت و تعظیم ان کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان و عین ایمان ہے، حضور ﷺ کے آل و اصحاب و اولیاء و علماء کی محبت و عظمت تعلیم کرے کہ اصل سنت و زیور ایمان بلکہ باعث بقائے ایمان ہے، سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید کرے، علم دین خصوصاً وضو غسل نماز روزہ کے مسائل، توکل و قناعت، زہد و اخلاص، تواضع و امانت، صدق و عدل، حیا، سلامت صدور و لسان و غیرہا خوبیوں کے فضائل، حرص و طمع، حب دنیا و حب جاہ، ریا و عجب، تکبر و خیانت، کذب و ظلم و فحش و غیبت، حسد و کینہ و غیرہا برائیوں کے رذائل پڑھائے، پڑھانے سکھانے میں رفق و نرمی ملحوظ رکھے، موقع پر چشم نمائی تنبیہ و تہدید کرے مگر کوسنا نہ دے کہ کوسنا ان کے لئے سبب اصلاح نہ ہوگا بلکہ اور زیادہ افساد کا اندیشہ ہے، مارے تو منہ پر نہ مارے اکثر اوقات تہدید و تحریف پر قانع رہے، کوڑا چٹھی اس کے پیش نظر رکھے کہ دل میں رعب رہے، زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کا بھی دے کہ طبیعت پر نشاط باقی رہے مگر زہار زہار بری صحبت میں نہ بیٹھنے دے کہ یار بد مار بد سے بدتر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد نہم مطبوعہ قدیم)

ہمیں چاہئے کہ مندرجہ بالا ہدایات کے مطابق اپنی اولاد کی پرورش کریں تاکہ ہماری اولاد دونوں جہاں میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکے۔

ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے حقوق

حدیث: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں

مکتوبات

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

بسمہ سبحانہ دور طالب علمی کی ابتدا میں یہ جملہ سنا اور بعد میں اس پر غور کیا ”مشتے نمونہ از خروارے“ سہ ماہی سواد اعظم کا سرورق میرے سامنے ہے سو چتا رہا کہ اس سلسلے میں اپنے تاثرات کے اظہار کیلئے کون سے الفاظ حقیقت حال کے مطابق ہو گئے حالات اور پیرانہ سالی مزاحم ہوتے رہے لیکن یاد آئی کہ ”پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ“ عزیز می مولوی غلام مصطفیٰ نعیمی سلمہ کی مساعی کو خراج تحسین سے نوازا جائے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو سکے اگر رسالے کے مشمولات سامنے ہوتے تو ممکن تھا کہ اپنے تاثرات قلمبند کرتا۔ یار زندہ صحبت باقی انشاء اللہ مکمل شمارہ جب سامنے ہوگا تو کچھ لکھنے کی ہمت کرونگا۔

خدا سواد اعظم کو زندہ و جاوید رکھے

مولانا محبوب عالم نعیمی قصبہ دڑھیال ضلع رامپور اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کیلئے انبیاء کرام کی مقدس جماعت کو چنا جو یکے بعد دیگرے اس دنیائے فانی میں تشریف لاتے رہے اور انسانوں کی رہنمائی فرماتے رہے لیکن خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد باب نبوت بند ہو گیا اور حدیث مصطفیٰ صلی اللہ وسلم کے تحت تبلیغ دین کی ذمہ داری علماء کے حصے میں آئی جنہوں نے ہر دور میں اپنے اپنے طور سے دین کی خدمت کو انجام دیا انہیں علماء کی جماعت میں سے رب قدیر نے حضور صدر الافاضل فخر الاماثل سیدی وسندی الشاہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ کو منتخب فرمایا جنہوں نے اپنی زندگی کی انتہا تک درس و تدریس اور تحریر و تقریر کے ذریعے ملت اسلامیہ کی رہنمائی فرمائی آپ کی قلمی خدمات میں خاص توجہ کا حامل رسالہ السواد الاعظم ہے جس کو آپ نے ۱۹۱۹ء میں جاری فرمایا جس کے ذریعے آپ نے امت محمدیہ کی بہترین رہنمائی فرمائی لیکن امت کی کم نصیبی کہ آپ کے بعد یہ رسالہ جاری نہ رہ سکا اور پوری سنی دنیا اس کے افادیت سے محروم ہو گئی۔ مگر آج یہ لکھتے ہوئے میرا دل باغ باغ ہے کہ ایک عرصہ دراز سے حضور صدر الافاضل کی جس یادگار پر قفل لگا ہوا تھا اسے کھولنے کی کامیاب کوشش آپ ہی کے قائم کردہ ادارے جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے فارغ التحصیل اور میرے بہترین دوست فاضل نوجوان مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی نے کی جنہوں نے سواد اعظم کو بطور سہ ماہی کے نکالنا شروع کیا بفضلہ تعالیٰ اس عظیم الشان رسالے کے اب تک تین ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں مجھے جتنی خوشی اس وقت ہوئی جس وقت سواد اعظم کی نشاۃ ثانیہ کا ذکر مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی نے مجھ سے کیا تھا اس سے کہیں زیادہ خوشی میں اس رسالے کے نئیوں ایڈیشن کا مطالعہ کرنے کے بعد محسوس کر رہا ہوں کہ اب تک اس رسالے میں حضور صدر الافاضل کے علمی وقار اور فاضلانہ تیور کو برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے رب قدیر کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ خداوند قدوس سواد اعظم کو زندہ و جاوید رکھے اور میرے دوست کے قلم میں قوت و طاقت عطا فرمائے۔ آمین

سواد اعظم نے فکر رضا کو عام کرنے میں تاریخی کردار ادا کیا ہے

مولانا توفیق احسن برکاتی، مدیر ماہنامہ سنی دعوت اسلامی ممبئی

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی صاحب قبلہ سلام مسنون

مولانا نور محمد نعیم القادری کے توسط سے آپ کا تاریخی جریدہ سواد اعظم ملا خوب بہت خوب! مبارکباد قبول کریں۔ سواد اعظم کا خصوصی صدر العلماء علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی کے نام پیش کر کے آپ نے زندہ دلی کا ثبوت دیا ہے رسالے کے مشمولات، مختلف کالمز، اور قلم کاروں کی کہکشاں سے سجا سجاویہ شمارہ آپ کی ادارتی صلاحیتوں اور ارباب دانش کا آپ پر اعتماد کی روشن مثال بنا ہوا ہے۔

ماہنامہ السواد الاعظم ایک زمانے میں فکر امام احمد رضا کا زبردست آرگن رہ چکا ہے جس نے تعلیمات رضا کی اشاعت میں تاریخی کردار ادا کیا ہے اگر وہ شمارے ملک کی کسی لائبریری میں مل جائیں تو حاصل کر کے اس کے اداریوں اور معیاری و منتخب تحاریر کا ایک مجموعہ شائع کر سکتے ہیں اور ان پر تحقیقی و تجزیاتی مقالات و مضامین لکھے جاسکتے ہیں یہ کام مشکل ضرور ہے لیکن بڑا اہم اور قابل صدر شک ثابت ہوگا اللہ عز و جل سبیل پیدا فرمائے آمین آئندہ کسی شمارے کیلئے افکار صدر الافاضل کی عصری معنویت کے عنوان سے کوئی تحریر لکھنے اور ارسال کرنے کی کوشش کرونگا۔ خدائے بزرگ و برتر کی جناب میں دعا ہے کہ السواد الاعظم جس طرح کل مسلک اسلاف کا صحیح ترجمان تھا اس کی نئی اشاعت اپنے تمام مشمولات کے ساتھ اسی مسلک حقہ مسلک اہل سنت کی پاسبانی کرتا رہے اور آپ کو جذبہ صادق اور ہمت مردانہ عطا کرے۔ آمین احباب کو سلام

ادارتی نوٹ۔ مولانا توفیق احسن برکاتی صاحب آپ کی نوازش کا شکریہ کہ آپ نے محبت نامہ بھیج کر بزرگوں سے عقیدت کا ثبوت پیش کیا **الہم زد فرد**، آپ کا مشورہ بہت مفید اور آپ کے حساس دل ہونے کا مظہر ہے آپ کو جان کر خوشی ہوگی کہ اس سمت میں کام شروع کر دیا گیا ہے انشاء اللہ جلد ہی آپ کے ہاتھوں میں حضرت صدر الافاضل کے قلمی جواہر پارے جو السواد الاعظم کی مختلف فائلوں میں بکھرے ہوئے ہیں نئی تب و تاب اور سچ و سچ کے ساتھ موتیوں کی شکل میں سب کے سامنے ہونگے۔ انشاء اللہ

اللہ تعالیٰ سواد اعظم کو ”سواد اعظم“ کا رفیق بنائے

مولانا نادر سہیل نوری نور الاسلام ایجوکیشنل ٹرسٹ رامپور

محترم غلام مصطفیٰ نعیمی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ..... اپریل تا جون ۲۰۱۲ء کا شمارہ پیش نظر ہے ماشاء اللہ سرورق پہلے سے بہتر اور عمدہ دکھائی پڑتا ہے اور سرخیاں بھی اس بار بہت عمدگی سے لگائی گئیں ہیں پہلی نظر پڑتی ہے تیزی سے ورق پلٹے اس بار ادارہ کے طور پر امام الہند حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی تحریر دلپذیر سے آنکھیں شاد کام ہوئیں تحریر اگرچہ سن ہجری کے اعتبار سے ۸۷ سال پرانی ہے مگر جن نکات پر صدر الافاضل نے خامہ فرسائی کی ہے وہ آج بھی اسی حالت بلکہ اس سے کہیں زیادہ مہیب شکل میں موجود ہیں۔ آپ کا یہ جملہ آج بھی کتنی معنویت لئے ہوئے ہے ”ہندوؤں نے جس قدر اپنے آئین کی حفاظت کی ہمارے لیڈر اتنا ہی دین کی مخالفت میں سرگرم رہے۔۔۔ انہوں نے اردو کی جگہ مری ہوئی ہندی کو رائج کر لیا اور ہمارے لیڈر اپنا ہی گھر برباد کرنے کو ترقی سمجھتے رہے کبھی پردہ کی مخالفت پر اصرار ہے تو کہیں سود کے جواز پر بحث و تکرار“ اس جملے کو پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ بات ۸۷ سال پہلے کی نہیں ابھی کی چل رہی ہو کاش لیڈران قوم نے اس وقت آپ کے فلسفے پر عمل کر لیا ہوتا تو آج حالات اس قدر حوصلہ شکن نہ ہوتے۔ اس تحریر کو شائع کر کے آپ نے اچھا کام کیا ہے اسی طرح حضرت کی نایاب تحریریں لگاتے رہیں اور ہم جیسوں کو شاد کام کرتے رہیں۔ دیگر مضامین بھی کافی عمدہ ہیں مفتی شمشاد احمد رضوی صاحب کا مضمون فکر انگیز ہے ضرورت ہے اس موضوع پر لگا تار بیداری پیدا کرنے کی کیوں کہ قرآن کو غیر عربی میں چھاپنے کی وبا بڑی تیزی کے ساتھ پھیلتی جا رہی ہے۔ اس بار سواد اعظم میں کئی نئے مہمان وارد ہوئے اور سبھی نے اچھی موجودگی درج کرانی خوشی کی بات ہے کہ ہندوستانی قلم کاروں کے ساتھ ساتھ پاکستان کے اہل قلم بھی شانہ بشانہ نظر آئے یہ حضرت صدر الافاضل کا فیضان ہے کہ اتنے کم وقت میں سواد اعظم ملکی حدود کو پار کر گیا ہے۔ فاتحہ و نیاز کے متعلق اپنے مضمون میں مولانا ذوالفقار نعیمی صاحب نے امام احمد رضا اور علامہ عبدالحی فرنگی محلی کا علمی اختلاف پیش کیا ہے مگر اعلیٰ حضرت کا ذکر صیغہ ترحم کے ساتھ کیا ہے جبکہ علامہ عبدالحی کا ذکر بغیر صیغہ ترحم کے اگر سہو ہے تو مضافتہ نہیں اگر قصد اُتو ضرور مولانا کے ذہن میں کوئی وجہ رہی ہوگی۔ اللہ سواد اعظم کو ”سواد اعظم“ کا رفیق سفر بنائے اور مدبر محترم کے حوصلوں میں قوت عطا فرمائے۔ ☆☆

ایک چراغ جو بجھ کر بھی روشن ہے

غلام مصطفیٰ نعیمی

کام سے ہے نام: اہل علم و دانش کا اس پر اتفاق ہے کہ کوئی انسان محض بڑے خاندان میں پیدا ہونے سے بڑا نہیں ہوتا بلکہ اس کے کام اس کو بڑا بناتے ہیں کام ہے تو نام ہے کام نہیں تو نام نہیں مگر آجکل کچھ افراد صرف ”پدرم سلطان بود“ کا نعرہ لگا کر ہی اپنی سلطنت قائم کرنا چاہتے ہیں اور ان کے پاس رہنے والے خوشامدی قسم کے لوگ کچھ اس قسم کی باتیں کر کے عام لوگوں پر ان کی بزرگی کی رعب گانٹتے ہیں کہ ارے یہ تو خاندانی لوگ ہیں انہیں علم و ولایت سینہ بسینہ ملتا ہے اور بہت کچھ وہ بھی ملتا ہے جو کسی درسگاہ میں نہیں ملتا، حالانکہ یہ سب محض جذباتیت کی باتیں ہیں سینہ بسینہ فیوض کے ہم منکر نہیں مگر یہ اصول شاذ و نادر ہی وقوع پذیر ہوتا ہے ہر وقت اور ہر کسی کے لئے کے نہیں ہوتا اصل معیار انسان کا علم، عمل، جدوجہد اور خدمت قوم کا جذبہ ہوتا ہے جو اسے مخدوم بناتا ہے اس لحاظ سے حضرت شیخ اعظم کی زندگی بڑی تابناک نظر آتی ہے کہ انہوں نے محض اپنے آباء اجداد کی بزرگی و شہرت کا نام لیکر اپنا سکھ نہیں چلایا بلکہ بزرگوں کی روش پر چل کر وطن سے دور جا کر درسگاہ میں بیٹھ کر اساتذہ سے اکتساب علم کیا اور اپنے آپ کو زیور علم سے آراستہ کیا تاکہ شریعت کی روشنی میں رشد و ہدایت کا کام جاری رکھ سکیں۔

شیخ اعظم کی تعلیمی خدمات: شیخ اعظم چونکہ شروع ہی سے علمی ماحول میں رہے اس لئے آپ کے ذہن میں اشاعت علم دین کا جذبہ موجود رہا تھا مگر تبلیغی اسفار، خانقاہی ذمہ داریاں مریدین کی آمد و رفت نے غالباً اس محاذ پر کام کرنے کی مہلت نہ دی اس لئے شروع میں اشاعت علم کے لئے کسی عظیم ادارے کی طرف آپ اپنی توجہ منعطف نہیں کر پائے اسی درمیان

دیار ہند میں بہت سارے خانوادے ایسے پائے جاتے ہیں جن کی شہرت کا ایک زمانہ معترف ہے ان خانوادوں میں ایک اہم نام خانوادہ اشرفیہ کا بھی ہے جس کی شہرت ہندو بیرون ہند یکساں نظر آتی ہے اس خانوادے کو یہ شہرت تارک السلطنت مخدوم و معظم حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے حاصل ہے۔

اس عظیم خانوادے میں بڑے بڑے نامور افراد پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں رشد و ہدایت تقویٰ و طہارت اور علم و فضل کے چراغوں کو روشن کر کے امت مسلمہ کی رہنمائی کا عظیم الشان فریضہ انجام دیا اور یہ سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے تاقیام قیامت جاری رکھے۔ آمین

خانوادہ اشرفیہ کے فرزندوں میں یوں تو بہت سارے مبلغ و مشائخ گزرے ہیں مگر ماضی قریب میں شیخ المشائخ حضرت سید علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کو جو شہرت ملی وہ بہت کم افراد کے حصے میں آئی آپ کے نور نظر اور اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید حضرت علامہ مولانا احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سرکار کلاں حضرت مولانا سید مختار اشرف صاحب علیہ الرحمہ کے گھر ۶؛ محرم الحرام ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۵ء میں ایک سعادت مند بچہ پیدا ہوا جس نے آگے چل کر خانوادہ اشرفیہ کے دامن شہرت کو مزید وسعتوں سے ہمکنار کیا اور بہت کم وقت میں بڑے بڑے عظیم کارنامے انجام دئے اسی سعادت مند بچے کو دنیا شیخ اعظم جانشین سرکار کلاں حضرت مولانا سید اظہار اشرف نور اللہ مرقدہ کے نام سے جانتی ہے۔

تعلیم“ کا بھی زبردست انتظام کیا اسی کا نتیجہ ہے کہ آج جامع اشرف کا شمار اہل سنت کے معیاری اداروں میں ہوتا ہے۔

شیخ اعظم کی تدریسی و تصنیفی خدمات :
بلبل شیراز حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے ایک بڑی پتے کی بات بتائی ہے کہتے ہیں کہ تاملرخن غلفہ باشد: عیب و ہنرش نہفتہ باشد یعنی جب تک کوئی شخص بات چیت، گفتگو یا تکلم نہ کرے اس کے عیب و ہنر دونوں نگاہوں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔

اس زمانے میں بھی ایسی کتنے لوگ شیخ و مرشد کا چونا پہنے گھومتے ہیں جن کے پاس لے دے کر یہی ایک خوبی ہوتی ہے کہ وہ ہر معاملے میں خاموش ہی رہتے ہیں حلقہ مریدین ہو، اجتماع مسلمین ہو یا پھر جلسہ واعظین ”حضرت جی“ بس خاموش ہی رہتے ہیں گویا بولنا یا کلام کرنا بزرگوں کی روش کے خلاف اور سنت رسول علیہ السلام سے انحراف کرنا ہو اور تماشا تو ہے کہ سادہ لوح سنی مسلمان اسی ”چپٹی“ کو بزرگی کی دلیل بناتے ہیں اللہ ان سادہ لوح مسلمانوں کو فہم و شعور عطا فرمائے۔

اس محاذ پر بھی حضرت شیخ اعظم کی زندگی بڑی روشن و تابناک نظر آتی ہے کہ آپ مصنوعی پیروں کی طرح ہونٹوں پر favicol لگا کر نہیں بیٹھے بلکہ کثرت مطالعہ، کتب بینی، خدمت اساتذہ اور فیض اشرفی سے جو علوم و معارف حاصل کئے تھے انہیں اپنے سینے میں دبا کر نہیں رکھا بلکہ خلق خدا کو اس سے مستفیض فرمایا، اپنے علم و عرفان کی دولت تقسیم کرنے کیلئے آپ نے سب سے پہلے اپنے مدد و مکر مامام الہند فخر الاماثل صدر الافاضل الشاہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ الہادی کی عظیم علمی یادگار جامعہ نعیمیہ مراد آباد کا انتخاب فرمایا اور اس طرح اہل سنت کے اس عظیم ادارے کو اپنی درس گاہ بنا کر اس رشتے کو مضبوطی عطا کی جو رشتہ شیخ المشائخ حضرت علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ اور ان کے چہیتے ناز یافتہ اور ”فرزند“ صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کے

دارالعلوم اشرفیہ کا قضیہ دلخراش پیش آیا اس پر گفتگو کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا لیکن ہاں! اس قضیہ نے اساطین خانوادہ اشرفیہ کو ایک عظیم ادارے کی داغ بیل پر ابھارا اور ۱۹۷۸ء جامع اشرف کے نام سے ایک دینی قلعہ معرض وجود میں آیا۔

مولانا سیف خالد اشرفی صاحب لکھتے ہیں ”ضرورت ایجاد کی ماں ہے احاطہ خانقاہ اشرفیہ حسنیہ کے اندر ۱۹۷۸ء میں بنام جامع اشرف ایک مضبوط تعلیمی ادارے کا افتتاح ہو گیا اگرچہ واقعہ مبارکپور کو کلیتہً قیام جامع اشرف کا محرک قرار نہیں دیا جاسکتا تاہم کسی نہ کسی حد تک اس کے قیام کی طرف توجہ منعطف کرانے کا سبب ضرور بنا (ماہنامہ غوث العالم شمارہ فروری ۲۰۰۷ء)

مدرسہ قائم کرنا آجکل بڑا آسان کام ہے ابائی ۱۰ کے کروں آجکل مدرسہ و مکتب نہیں بلکہ دارالعلوم و جامعات چل رہے ہیں مگر کوئی شیخ اعظم سے پوچھے کہ انہوں نے جامع اشرف کو پروان چڑھانے کے لئے اپنا سب کچھ نثار کر دیا اور آج انہیں کے خون جگر سے سینچا گیا جامع اشرف لالہ زار بنا ہوا ہے

مدرسہ بنانا اور بڑی عمارتیں کھڑی کر دینا قدرے آسان ہے مگر مضبوط اور ٹھوس نصاب تعلیم نہ ہو تو بالکل بیکار ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فروغ اہل سنت کے اپنے دس نکاتی فارمولے میں یوں فرماتے ہیں ”عظیم الشان مدارس کھولے جائیں باقاعدہ تعلیمیں ہوں“ امام اہل سنت نے ”عظیم الشان مدارس“ کے ساتھ ”باقاعدہ تعلیم“ کا جملہ یوں ہی نہیں جوڑ دیا بلکہ ان کی دور رس نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ ایک وقت لوگ صرف عمارتوں پر ہی دھیان دینگے اچھے ہال اور بلڈنگس ہی نگاہوں میں ہو گئی مگر اس سے اہل سنت کا فروغ نہ ہوگا فروغ اہل سنت کے لئے ”باقاعدہ تعلیم“ کا ہونا از حد ضروری ہے حضرت شیخ اعظم نے اپنے دادا محترم حضرت علامہ الشاہ سید احمد اشرف علیہ الرحمہ کے استاذ گرامی کی اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے ”عظیم الشان مدرسہ“ بھی قائم کیا اور ”باقاعدہ

انہیں ورثہ میں ملی تھی۔

الحاصل شیخ اعظم کی زندگی ایک قابل رشک زندگی رہی کسی کے جانے کا غم تو بہر حال ہوتا ہی ہے مگر خوش نصیب ہوتے ہیں وہ افراد جو دار فانی سے جانے سے پہلے کچھ ایسا کر جاتے ہیں کہ دنیا ان کے جانے کے بعد بھی ان سے مستفیض ہوتی رہتی ہے اور بلاشبہ شیخ اعظم ایسا سرمایہ چھوڑ گئے ہیں کہ زمانہ ان سے فیضیاب ہوتا رہیگا اور شیخ اعظم کا نام اوج ثریا پر چمکتا رہیگا۔

☆☆☆

برائے ایصال ثواب

الحاج محمد شمس الدین مرحوم

ولادت: ۱۲، اگست ۱۹۳۱ء وفات: ۵، جون ۲۰۱۲ء

قارئین سواذ اعظم سے گزارش ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں میرے والد مرحوم کو بھی یاد فرمائیں اور انکی مغفرت و ترقی درجات کے لئے دعا فرمائیں کہ میت کے لئے زندوں کی طرف سے سب سے بڑا تحفہ ان کے لئے دعائے استغفار کرنا ہے۔

حدیث شریف: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے فرمایا کہ وہ دونوں تیری جنت اور دوزخ ہیں یعنی جو لوگ ان کو راضی رکھیں گے جنت پائیں گے اور جو ان کو ناراض رکھیں گے وہ دوزخ کے حقدار ہوں گے۔

(ابن ماجہ شریف)

طالب دعا

الحاج محمد رفیق الدین ریلوے والے R.Z.605

گلی نمبر ۲۱، نزد جامعہ عربیہ غریب نواز تعلق آباد دہلی-۶۲

درمیان تھا اس طرح وہ فیض اشرفی جو سیدی صدر الافاضل کو بارگاہ شیخ المشائخ سے ملا تھا جس کے بارے میں خود مفسر اعظم مراد آبادی فرماتے ہیں ”راز وحدت کھلے نعیم الدین: اشرفی کا یہ فیض ہے تم پر آج وہی اشرفی فیض بشکل شیخ اعظم صدر الافاضل کے چمن جامعہ نعیمیہ میں بیٹھ کر درس دے کر اشرفی فیض سے طالبان علوم دینیہ کو سیراب کر رہا تھا کج کہاں کھولے ہیں گیسویار نے خوشبو کہاں تک ہے۔ تدریس کا سلسلہ زیادہ دنوں تک نہیں چل سکا سال بھر سے بھی کم عرصے میں آپ نے اپنی بساط درس کو سمیٹ لیا کاش یہ سلسلہ دراز ہوا ہوتا تو نہ جانے کتنے متلاشی علم سیراب ہو گئے ہوتے۔

کسی بھی شخصیت کو سمجھنے کیلئے اس کی گفتگو، درس اور تصنیفات سب سے اہم تصور کی جاتی ہیں ان تینوں کے ذریعے انسان کے تمام خدوخال واضح ہو جاتے ہیں حضرت شاہ اظہار اشرف نے میدان خطابت میں بھی اپنے جوہر دکھائے، درس گاہ میں بھی لعل و گہر لٹائے اور تحریر کی طرف متوجہ وہاں بھی اپنی خدمات کے چراغ جلائے۔

حضرت شیخ اعظم نے اپنی قلبی واردات کو بشکل اشعار ترتیب دے کر ایک دیوان رقم فرمایا جسے اظہار عقیدت کے نام سے جانا جاتا ہے جس میں آپ نے نہایت سادگی بے تکلفی سے اپنے جذبہ دروں کی آہوں کو بصورت شعر پیش کر کے شعرو سخن کی دنیا میں ایک خوشگوار اضافہ کیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی آپ نے مثنوی مولانا روم کا بھی ترجمہ بھی کیا ہے جس کا نام اظہار المنظوم فی مثنوی مولانا روم ہے اس ترجمے کی خاص بات یہ ہے کہ آپ نے یہ ترجمہ نثر میں نہیں بلکہ نظم ہی میں کیا ہے اور اس بات کا بھی التزام کیا ہے کہ مثنوی کے اشعار جس بحر میں ہیں اس کا ترجمہ بھی اسی بحر میں ہو، یہ امر اس بات کا شاہد ہے کہ آپ کو شعرو سخن میں آپ کو کس قدر ملکہ حاصل تھا کیوں کہ کسی ترجمے کو متن کے بحر میں رکھنا کوئی آسان کام نہیں ہے مگر شیخ اعظم اس راہ سے بڑی آسانی سے گزر گئے اور کیوں نہ گزرتے کہ شاعری

نیٹ پر اہل سنت کی چند ویب سائٹس کا تعارف

محمد ثاقب رضا قادری داتا روڈ، لاہور، پاکستان

اہل سنت کے کچھ اصحاب درد نے اس طرف توجہ مبذول کی اور غیر مسلموں اور بد مذہبوں کی سرگرمیوں کا تعاقب میں اچھی جدوجہد کی ہے، جس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آرہی ہے، مگر دکھ اس بات کا ہے کہ ان لوگوں کی جماعتی سطح پر حوصلہ افزائی نہیں کی جا رہی ہے۔

راقم ان چند سطور کے ذریعے اہل سنت کے مقتدر حضرات تک یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہے کہ اب تک انٹرنیٹ پر ہونے والا اشاعتی کام عوام اہل سنت میں سے چند احباب کی انفرادی کاوشوں کا ثمر ہے اور انفرادی کام کی بقا زیادہ سے زیادہ فرد کی بقا تک ہے۔ اس لئے خدا را ان افراد کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اس کام کو جماعتی بنیادوں پر مستحکم کریں تاکہ یہ کام استقامت سے چلتا رہے۔ بصورت دیگر ان مخلص احباب کی قائم کردہ یہ بلند وبالا عمارت کسی بھی وقت زمین بوس ہو سکتی ہے۔

فی الوقت صرف اہل سنت کی چند ویب سائٹس کا تعارف کروانا ہی مقصود ہے، ان شاء اللہ مستقبل میں انٹرنیٹ پر فروغ سنت کے لائحہ عمل، درپیش چیلنجز، مسائل اور وسائل پر کچھ گزارشات پیش کرنے کی سعی کی جائے گی۔ وب اللہ التوفیق

(1) <http://www.siratemustaqeem.net/>

Fahm-e-Deen Course, Quran Mp3, Audio Speeches, Video Speeches, Seminars, Munazray, Books: Shakhshiyat, Shan-e-Risalat, Aqeedah-e-Sahaba, Milad-un-Nabi (Sallallahu Alaihi Wasallam),

فہم دین کورس، قرآن، آڈیو/وڈیو بیانات، سیمینارز، مناظرے، کتابیں، (شخصیات، شان رسالت، عقیدہ صحابہ، میلاد النبی ﷺ)

(2) <http://www.ziaulquran.com>

Islamic Studies Online

دنیا ایک گلوبل ویلج (Global Village) بن چکی ہے اور اس گلوبلائزیشن میں جو کردار انٹرنیٹ (Internet) نے ادا کیا ہے وہ کسی اور مواصلاتی ذرائع (Communication Medium) سے ممکن نہ ہو سکا۔ انٹرنیٹ کے صارفین کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور یہ اب زندگی کا ایک مجزولائیٹک (Indispensable) بن چکا ہے۔ ابتداء میں انٹرنیٹ کے موجدین نے اس کو دفاعی نقطہ نظر سے معلومات کے تبادلہ کے لئے استعمال کرنا شروع کیا لیکن اس کے استعمال کا دائرہ کار تعلیمی اداروں تک بڑھا دیا گیا۔ پرسنل کمپیوٹر کے متعارف اور خاص طور پر Graphical User Interface کے حامل System Softwares کی ایجاد نے اس کے استعمال کو تمام کرہ ارض میں پھیلا دیا۔ انٹرنیٹ کی ترقی کے مدارج بہت تیزی سے طے ہونے لگے اور انٹرنیٹ پر مزید سروسز (Services) مہیا ہوتی رہیں اور آج آپ اپنے گھریا دفتر میں بیٹھے دنیا بھر میں Text, Audio, Vedio کال کر سکتے ہیں، کانفرنسز (Conferences) کر سکتے ہیں۔ قیمتی معلومات کا تبادلہ نہایت آسانی سے ہو سکتا ہے۔ انٹرنیٹ کی انہی خوبیوں نے اس کو گھر گھر کی ضرورت بنا دیا ہے۔

جہاں انٹرنیٹ کے اس قدر فوائد ہیں وہیں کثیر نقصانات بھی ہو رہے ہیں۔ عریانی، فحاشی، بے حیائی پر مبنی تصاویر و ویڈیوز تو ایک طرف اب غیر مسلموں کی طرف سے پیغمبر اسلام و شعائر اسلام پر اعتراضات روز بروز سامنے آرہے ہیں، بد مذہبوں کی کاروائیاں بھی زور پکڑتی جا رہی ہیں اور باقاعدہ نیٹ ورکس کے ذریعے مسلک حقہ اہل سنت کو ہدف تنقید بنایا جا رہا ہے۔ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ اہل سنت کی طرف سے ابھی تک جماعتی بنیادوں پر اس کے سدباب کے لئے کوشش ہوتی نظر نہیں آرہی۔ چند ایک دینی جماعتوں نے اگر انٹرنیٹ پر کام کا آغاز کیا بھی تو صرف اپنے مقاصد کی نشر و اشاعت ہی ان کا مٹمع نظر ہے۔ تاہم

Sister, Kid Corners, Books On Akayed, Deviants, Milad-un-Nabi (Sallallaho Alaihi Wasallam) Khatm-e-Nabowat, Naat Books, Islamic TV Programs Video, Unicoded Books (Islami Akayed, Ahadees, Islamic Personalities, Ibadaat) (13) <http://www.ahlesunnat.net> Books (Akayed, Fatawa, Fazail, Masail, Namaz, Shakhshiat & More), Quran In Audio, Naats Audio, Audio Speeches, Dars-e-Quran, Hajj Umrah, Manazray, Dars-e-Hadees, Urdu - English - Arabic Books, Women - Kids Corner (14) <http://www.islamicacademy.org> Quran, Ahadith, Articles, Fatawa, Womens & Children Corner, Non-Muslim Section, Learn To Pray, Dua, Durood, Audio (Naats, Hamd, Quran, Speeches), Islamic Art Gallery, Ask Imam service (15) <http://www.barkati.net> Islamic Poetry, Seerat-e-Aala hazrat, Islamic Downloads, English Urdu Books, Bahar-e-Shariat, Qanoon-e-Shariat, History of Islam

برکاتی فاؤنڈیشن کراچی کی آفیشل ویب سائٹ ہے

(16) <http://www.mustafai.com> Quran Audio, Books (Namaz ke Mutalliq, Quran Ke Mutalliq, & More), Naat-Speeches (Audio) (17) <http://www.qadria.org> Khanqah-e-Qadria Ilmia

آن لائن اسلامی تعلیمات

(3) <http://WWW.MUHAMMADIAH.COM> Audio Naats, Quran With Audio, Quran Seekhiye, Speeches

(4) <http://www.dawateislami.net/> A global Non-Political movement for the propagation of Quran & Sunnah. DawateIslami

تبلیغ قرآن و سنت کی عالمی تحریک دعوت اسلامی کی آفیشل ویب سائٹ ہے۔ کتب، رسائل، بیانات، نعتیں، مدنی چینل، سوٹ ویوز کے علاوہ آن لائن تعویذات، استخارہ کی سروس بھی پیش کی جاتی ہے۔

(5) <http://www.islahulmuslimeen.org> Jamaat-e-Islah-ul-Muslimeen

(6) <http://www.shahje.com> Monthly Digest Daleel-e-Raah

(7) <http://OnlineMufti.com> Online Fatwa Site

(8) <http://www.ahadees.com/> Ahadees & Books

(9) <http://www.owaisqadri.com> Audio Video Naats Of Alhajj Muhammad Owais Raza Qadri

(10) <http://www.miraclesofislam.com> Pictures Of Miracles In Islam

(11) <http://www.islam786.com> Information About Four Salaasil, Dua, Articles About Deviants, Sufiism, Milad-un-Nabi (Sallallaho Alaihi Wasallam), Tasawwuff, Ulema-e-Karam (12) <http://www.nooremadinah.net> Discussion Forum, Audio Video

Naats, Speeches, Munazray, Debates,

Naat Books, Shariat-o-Tareeqat, Shadi KE Ahkaam & More), Islamic Greeting Cards

(26) <http://www.ashrafjahangir.com>

Dedicated For Aastana of Hazrat Sultan Syed Ashraf Jahangeer

(27) <http://www.islam.com>

Islamic Question Answers

(28) <http://www.sunnitehreek.com.pk>

Dedicated To Sunni-Tehreek Movement

(29) <http://www.islam-guide.com>

Information & Books About Guide To Islam

(30) <http://www.faizanemadina.com>

Dars-e-Quran, Quran, Masnoon Duayain

(31) <http://www.noorenabi.com>

Information About Personalities, Books Urdu (Akayed), Audio (Naats, Speeches, Quran)

(32) <http://www.sunnah.org>

English - Fatwa, Q/A, Sufiism

(33) <http://www.thelightofgolrasharif.com>

Dedicated To Golra Shareef

(34) <http://www.haqonline.com>

Audios, Videos, Ahadith, Nasheed Lyrics, Personalities

(35) <http://www.almustafa.org.uk>

AlMustafa Cultural and Educational Centre / UK

(36) <http://www.FazleHaq.com>

مجاہد تحریک آزادی، بطل حریت، امام المنطق والکلام علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ کے ڈیڑھ سو سالہ عرس کے موقع پر علامہ موصوف کو خراج عقیدت کے لئے نفس اسلام ڈاٹ کام اور اعلیٰ حضرت نیٹ ورک کی مشترکہ کاوش سے متعارف کروائی گئی۔ دو ماہ کے قلیل عرصہ میں تیار ہونے والی اس ویب سائٹ پر علامہ فضل حق خیر آبادی اور علامہ عبدالحق خیر آبادی کی نادر و نایاب تصانیف موجود

(18) <http://www.quthbiyamanzil.org>

Books (Quran, Akeedah, Fiqh, Dua, Milad-un-Nabi (Sallallaho Alaihi Wasallam), Tamil Language Books), Video (Speeches & More)

(19) <http://www.dar-al-masnavi.org/divan.html>

Masnavi Shareef In English

(20) <http://www.alahazrat.net>

Books (Akayed, Fatawa, Fazail, Masail, Namaz, Shakhshiat & More), Quran In Audio, Naats Audio, Audio Speeches, Dars-e-Quran, Hajj Umrah, Manazray, Dars-e-Hadees, Urdu - English - Arabic Books, Womens Corner

(21) <http://WWW.HAQCHAARYAAR.NET>

Videos About Haq Chaar Yar,

(22) <http://www.trueislam.info>

Ask Imam Service, Fatwa Jaat, Quran With Urdu Translation, Islamic Art & Picture Gallery, Islamic Downloads, Audio (Naats, Speeches & More), Books (Islahi, Akayed & More)

(23) <http://www.garibnawaz.com>

Dedicated To Khwaja Ghareeb Nawaz (Rahmatullahi Alaih)

(24) <http://www.imamahmadraza.net>

Site is Dedicated To Imam Ahmad Raza Khan (Alaih Rahmatur Rahman) & to His Work.

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی کی آفیشل ویب سائٹ

ہے۔

(25) <http://www.FaizaneAttar.net>

M a d n i M u z a k r a y O f Amir-e-AhleSunnat, Books: English, Urdu (Qurani Tasaneef, Hadith, Deeni Masayel, Akayed, Namaz, Malfuzaat,

توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
(38) <http://www.SunniRisail.com>
اہل سنت کے قدیم و جدید جرائد و رسائل کو آن لائن پیش کرنے
کے لئے کوشاں ہے۔

(39) <http://www.Khushtarnoorani.in>
نبیرہ رئیس القلم ممتاز محقق و دانش ور مولانا خوشتر نورانی کی پرسنل
ویب سائٹ ہے۔ اس ویب سائٹ پر مولانا موصوف کے تحقیقی
مقالات، کتب، ماہنامہ جام نور اور ٹی وی پروگرام کی ویڈیوز موجود ہیں۔

(40) <http://aljamiatulashrafia.org/>
اہل سنت کے معروف تعلیمی ادارہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور، ہند کی
آفیشل ویب سائٹ ہے۔ اس ویب سائٹ پر جامعہ سے جاری ہونے
والا علمی و تحقیقی ماہنامہ ”اشرفیہ“ کے قدیم و جدید شمارے مطالعہ کیے جاسکتے
ہیں۔ ویب سائٹ ٹیم کو چاہیے کہ رسالہ کو pdf فارمیٹ میں بھی پیش کیا
کریں تاکہ قارئین کو پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے میں سہولت ہو۔

(41) www.Scribd.com/Sunnivoice
یہ راقم کی طرف سے فری ویب سائٹ پر اپ لوڈ کی گئی کتب کا
لنک ہے اس پر اب تک مختلف موضوعات پر عربی، اردو، انگلش میں
تقریباً 2500 کتب اپ لوڈ ہو چکی ہیں۔ اس مجموعہ کی تشکیل میں راقم
کے ساتھ مجاہد اہل سنت محترم خلیل احمد رانا صاحب، خانیوال، پاکستان
نے بھرپور تعاون کیا۔ اللہ عزوجل اس دینی معاونت پر ان کو بہترین
جزا عطا فرمائے۔ اب تک اس مجموعہ سے دنیا بھر سے ڈھائی لاکھ سے
زائد بار کتب ڈاؤن لوڈ ہو چکی ہیں۔

(42) <http://www.scribd.com/MuhammadTariqLahori>
تقریباً دس ہزار کتب کا مجموعہ ہے جو کہ لاہور کے ایک دوست
جناب طارق محمود عطاری کی شب و روز کاوشوں کا ثمر ہے۔ اگرچہ بیشتر
کتب دیگر سائنس سے لی گئی ہیں لیکن موصوف کی اپنی کاوش سے بھی
کثیر نئی کتب آن لائن ہو چکی ہیں اور دن رات اس تعداد میں اضافہ ہو
رہا ہے۔ اللہ عزوجل ان کو استقامت کے ساتھ فروغ علم کے لئے
کوشاں رہنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

☆☆☆

ہیں۔ علامہ فضل حق خیر آبادی کے عربی دیوان کی قلمی بیاض کے تین
نسخے (علی گڑھ، لکھنؤ، بدایوں) موجود ہیں۔ اس کے علاوہ علامہ کی
شخصیت و کردار، تحریک آزادی میں شمولیت، جنگ آزادی کے احوال
پر مختلف تحقیقی کتب و رسائل موجود ہیں۔ مختلف جرائد و رسائل کی طرف
سے علامہ کے متعلق جاری کئے گئے خصوصی نمبرز بھی اپ لوڈ ہیں۔ اس
کے علاوہ پی ایچ ڈی مقالات بھی موجود ہیں۔ اس ویب سائٹ پر ۲۰
اگست ۲۰۱۱ء کو علامہ فضل حق خیر آبادی کا ڈیڑھ سو سالہ عرس آن لائن
منایا گیا، جو کہ فیس بک اور یوسٹرم پر بھی بیک وقت نشر کیا گیا۔
ویب سائٹ متعارف کروانے والے احباب کی کوشش ہے کہ
علامہ فضل حق خیر آبادی اور خیر آبادی سلسلہ سے تعلق رکھنے والے
دیگر علماء کرام کی تصانیف کو بھی آن لائن پیش کیا جائے تاکہ ان
کتب کے تحفظ کے ساتھ ساتھ اہل علم حضرات تک اس کی رسائی کو
یقینی بنایا جاسکے۔

(37) <http://www.RazaNw.net>

یہ ویب سائٹ رضویات پر ایک نہایت اہم سائٹ ہے۔ اعلیٰ
حضرت فاضل بریلوی کی کتب کے علاوہ، فاضل بریلوی پر ہونے
والے تحقیقاتی کام کی مکمل تفصیلات، ایم اے، ایم فل، پی ایچ ڈی
مقالات بھی موجود ہیں۔ فاضل بریلوی پر مختلف علمائے کرام و اہل علم
حضرات کے ۱۴۰۰ سے زائد مقالات بھی موجود ہیں۔ مزید اس
سائٹ پر فاضل بریلوی کی تصانیف کو یونیکوڈ فارمیٹ میں پیش کرنے
کی سعی بھی کی جارہی ہے تاکہ قاری کے لئے کتب سے متعلقہ مواد
تلاش کرنا آسان ہو۔ فاضل بریلوی کی کتب کے دیگر زبانوں میں
ترجمہ بھی موجود ہیں۔

فاضل بریلوی کے علاوہ دیگر اجلہ علمائے اہل سنت کی تفسیر
حدیث شروحات حدیث، فقہ، تاریخ، تصوف اور معمولات اہل سنت پر
بھی کثیر کتب کا ذخیرہ ہے اور مزید روز و شب اضافہ ہو رہا ہے۔ ویب
سائٹ کے بانی جناب محمد ریاض شاہد قادری صاحب زید شرفہ کی یہ
کاوش پوری جماعت کے لئے باعث فخر ہے۔ موصوف کی شبانہ روز
محنت سے بہت سی نایاب کتب محفوظ ہو کر عوام و خواص کے لئے ایک
جگہ جمع ہو گئی ہیں۔ اللہ عزوجل موصوف کے علم و عمل و اخلاص میں مزید
برکات عطا فرمائے اور ان کو مزید مسلک اہل سنت کی خدمت کرنے کی

یورپ آہستہ آہستہ مر رہا ہے

حسن کمال

نہیں کرتے، فکر کیوں نہیں کرتے۔“ یہ ایسا اس لئے ہوا کہ عدل و انصاف فاطر ہستی کا ازل سے دستور ہے، جن بندوں نے اس سے علم مانگا۔ منصفوں کے منصف اور عادلوں کے عادل اللہ نے انہیں علم کی دولت عطا کی۔ علم ملا تو وہ نعمتیں بھی ملیں جو صرف علم سے مل سکتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے جو بندے حصول علم کو اپنے لئے لازمی بنائے ہوئے تھے، ان کا تعلق سرد براعظم یورپ سے تھا۔ لیکن اللہ کا یہ بھی قاعدہ ہے کہ وہ قوموں کو الٹا پلٹا رہتا ہے تاکہ کوئی قوم اس کی مقرر کی ہوئی حدود سے اتنا تجاوز بھی نہ کرے کہ اپنے زعم میں اسے بھی بھول جائے۔ جس نے اسے اقوام عالم پر برتری عطا کی تھی۔ اللہ انسانی طاقت کو متوازن رکھنے کا فن خوب جانتا ہے۔ آج کا یورپ اس قول الہی کی جیتی جاگتی تصویر نظر آ رہا ہے، باہر سے تندرست و صحت مند دکھائی دینے والے یورپ کی ظاہری شان و شوکت کے پردے کو ہٹا کر ذرا اندر جھانکئے تو آپ پر یہ عقیدہ کھلے گا کہ یورپ آہستہ آہستہ مر رہا ہے۔

یورپ اس وقت اپنے مادی اور روحانی تضادات سے برسرِ پیکار ہے۔ اسے معاشی اور اخلاقی بحران سے باہر نکلنے کا راستہ نہیں سوچ رہا ہے۔ سترہویں صدی کے صنعتی انقلاب نے یورپ کو اقوام عالم پر برتری بخش دی تھی۔ ایسی برتری جس کی اس سے پہلے تاریخ نئی نوع انسان نے کوئی مثال نہیں دیکھی تھی۔ یہ وہ دور تھا جب اہل یورپ کے سائنسی کرشموں نے دنیا کو انگشت بندناں کر دیا تھا۔ ہر لحظہ نیا طواری برق چمکی کا سماں تھا۔ یورپ کے مرحلہ شوق کی کوئی انتہا نہیں نظر آ رہی تھی۔

ہر دن نئی نئی ایجادات کا شور برپا تھا۔ یورپی سائنس داں زمیں، آسمان اور سمندر کو تسخیر کئے جا رہے تھے۔ کار، ریل، ہوائی جہاز دیو قامت سمندری جہاز، گراموفون، کیمرہ، ٹیلی فون غرض کہ

جب قادر مطلق کو تخلیق آدم کرنا مقصود ہوا تو اس نے فرشتوں سے کہا کہ میں اپنا خلیفہ پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ فرشتوں نے بصداہم عرض کیا کہ اے اللہ کیا ہم تیری حمد و تسبیح کے لئے کافی نہیں ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”تم وہ سب نہیں جانتے ہو، جو میں جانتا ہوں“ چنانچہ اللہ نے ”کن“ کہا اور تخلیق آدم ظہور میں آ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو نام سکھائے اور آدم نے وہ تمام دہرائے۔ اللہ نے فرشتوں سے پوچھا کہ کیا تم یہ جانتے تھے۔ فرشتوں نے جواب دیا کہ اے قادر مطلق ہم سوائے اس کے کچھ نہیں جانتے جو تو نے ہمیں بتایا ہے۔ فرشتے واقعی نہیں جانتے تھے کہ ابن آدم کی سرشت میں فتنہ و فساد شامل ہونے کے با وصف اللہ نے ایسی قوتیں بھردی ہیں کہ وہ ان مقامات بلند کو بھی چھو سکتا ہے۔ جہاں پہنچ کر فرشتوں کے بھی پر جل جاتے ہیں اللہ کا وعدہ کتنا سچا تھا، اس کی نظیر دنیا نے اس وقت دیکھی جب انسان چاند تاروں پر بھی کمندیں پھینکنے لگا۔ مقامات بلند تک انسان کی رسائی کا سلسلہ اس وقت شروع ہوا تھا۔ جب اللہ کے وہ نام لیوا بندے ساری دنیا پر چھا گئے، جن کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ ان کے جسموں سے تو بکروں اور مینڈھوں کی بدبو آتی ہے۔ جب بغداد و دمشق و انقرہ علم کے عالمی مراکز بن گئے۔ جب ان مراکز سے پھوٹنے والی علم کی کرنوں نے ساری دنیا کو منور کر دیا۔ اس علم سے فیضاب ہو کر اللہ کے ان بندوں نے الجبرا و القابله Algebra ایجاد کیا۔ وقت اور سمت پیمائے، جدید میڈیکل سائنس کی بنیاد ڈالی اور بحر و بحر ہیں، دریا بھی نہ چھوڑے۔ لیکن جب اللہ کی وہ مخلوق جس کے مردوں اور جس کی عورتوں پر اس نے علم کا حصول لازمی قرار دیا تھا، تساہل کا شکار ہو کر علم سے بے گانہ اور بے بہرہ ہونے لگی تو فیض الہی ان قوموں کی طرف مڑ گیا، جو مسلم آئین ہو کر علم کے حصول میں مشغول ہو گئے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سن لیا کہ ”تم غور کیوں

بھی سمجھتے ہیں۔ وہ شاہ و ملکہ کے بغیر اپنے آپ کو ادھورا سمجھتے ہیں شاید اسی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ آخر میں صرف پانچ بادشاہ باقی رہ جائیں گے، چار تاش کے اور ایک برطانیہ کا۔ ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ لندن میں عام طور پر جون کے مہینے میں بارش نہیں ہوتی مطلع عام طور پر صاف ہوتا ہے۔ لیکن اس بار، وہ بھی عین ڈائمنڈ جلی کے دن، بارش ہونے کو بدشگونئی مانا گیا۔ ترقی یافتہ یورپ کی یہ ادھام پرستی اگر اس کے اخلاقی زوال کی علامت ہے تو اسی کے ساتھ اس یقین کا احساس بھی کہ بدشگونئی کے دن آہی گئے ہیں۔ یورپی یونین بھی بڑی دھوم دھام سے ظہور میں آئی تھیں۔ اسے بھی ایک انقلاب سمجھا جا رہا تھا۔ ہر چند کہ برطانیہ نے اپنی کرنسی (پاؤنڈ) کو الگ تھلگ رکھا تھا، لیکن یورپی یونین میں شامل ممالک نے اپنی مشترکہ کرنسی (یورو) بنا کر ایک انقلاب برپا کر دیا تھا۔ اور اسے کئی ایشیائی اور افریقی ممالک اپنے لئے مثال سمجھ رہے تھے، لیکن یونان اور اسپین کی بدحال معیشت نے یورو کی استقامت کے آگے بھی سوالیہ نشان لگا دیا ہے۔ یونان میں یہ فیصلہ ہی نہیں ہو پا رہا ہے کہ وہ یورپی یونین میں شامل رہے یا اس سے نکل جائے۔ اگر اس نے نکلنے کا فیصلہ کر لیا تو یورپی یونین کے جن ممالک نے اسے قرض دے رکھا ہے۔ اس کی وصولیابی کی کوئی صورت ہی نہیں رہ جائے گی۔ لیکن ان سب سے ہٹ کر یورپ ایک ایسی علت میں مبتلا ہے جس کے لئے قہر خداوندی کی اصطلاح بے رحمانہ ضرور معلوم ہوگی۔ لیکن اس کے سوا کوئی اور اصطلاح ہمارے ذخیرۃ الفاظ میں موجود بھی نہیں ہے۔ وہ علت یا لغت جس میں آج کا یورپ مبتلا نظر آ رہا ہے یہ ہے کہ تمام یورپ میں اس وقت بوڑھوں کی تعداد نو جوانوں سے زیادہ ہے۔ ضعیف زندگی سے زیادہ موت کے قریب ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ اندیشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ بہت جلد یورپ کے کئی ممالک میں مقامی آبادی کا تناسب بہت گھٹ جائے گا۔ یہ علت بجائے خود بہت تشویشناک نہ ہوتی۔ لیکن بد قسمتی سے اس کے ساتھ ایک اور علت لگی ہوئی ہے۔ مختلف جائزوں نے یہ بتایا ہے کہ یورپی ملکوں کے مردوں میں قوت تولید اور عورتوں میں قوت وضع حمل بڑی تیزی سے ختم ہوتی جا رہی ہے۔ یعنی نو جوان یونہی کم

ایجادات کا ایک لانتنا ہی سلسلہ جاری تھا۔ یورپ نے ہوا، پانی اور بجلی کو اپنا مطیع بنا لیا تھا۔ اہل یورپ نے ان ہی ایجادات کے کاندھوں پر سوار ہو کر پہلے ایشیا اور افریقہ کے بازاروں کو اپنے قابو میں کیا پھر ان کے ملکوں پر اپنے قبضہ کے پرچم لہرا دیئے، لیکن اب یہ سب بڑی تیزی سے افسانہ بنتا جا رہا ہے صنعتی انقلاب کا پرچم دوسری جنگ عظیم کے بعد یورپ کے ہاتھوں سے امریکہ نے چھینا اور اب ایشیا کے ملکوں کے ہاتھوں میں منتقل ہو چلا ہے۔ آج ایک جرمنی کو چھوڑ کر کسی بھی یورپی ملک کی مصنوعات کی دھوم ختم ہو چکی ہے۔ خود یورپ کے بازار چین، جاپان اور کوریا کی مصنوعات سے بھرے پڑے ہیں۔ آج میڈیا انگلینڈ اور میڈیا فرانس جیسے براڈ اپنی کشش کھو چکے ہیں۔ یورپ کے وہ چھوٹے چھوٹے ممالک جو کل تک اپنی خوشحالی اور ترقی کی بنا پر دنیا کے بڑے بڑے ممالک سے آنکھیں چار کر رہے تھے۔ اب شدید مالی بحران کے شکار نظر آ رہے ہیں۔ آئرلینڈ جیسا چھوٹا ملک جس کی آبادی کل جمع 45 لاکھ ہے۔ ایک خوشحالی اور متمول ملک سمجھا جاتا تھا جس کی مالی مرتبت ایشیا اور افریقہ کے کئی بڑی بڑی آبادی والے ممالک سے بڑھ کر تھی۔ اس وقت اس کا بینکنگ سسٹم بالکل اٹھل پھٹل ہو چکا تھا۔ آسکر والٹڈ اور گنیز بکس آف ریکارڈس کا آئرلینڈ آج اپنی بقا کے لئے یورپی یونین کی طرف بے بسی سے دیکھ رہا ہے۔ وہ یونان جس کے سقراط، ارسطو اور افلاطون نے اپنے فلسفوں سے ساری دنیا کو اور جس کے سکندر اعظم نے اپنی فوجوں سے نصف دنیا کو جیت لیا تھا۔ آج بھیک مانگ رہا ہے۔

ہسپانیہ، اٹلی اور فرانس کے لئے صبح کرنا شام کا جوئے شیر لانا ثابت ہو رہا ہے۔ روحانی اور اخلاقی زوال کا منظر بھی کچھ کم عبرت آموز نہیں ہے۔ گزشتہ ہفتہ ملکہ برطانیہ الیزبتہ کی تاج پوشی اور تخت نشینی کی ڈائمنڈ جلی یا ساٹھویں سال گرہ منائی گئی اور بڑی دھوم دھام سے منائی گئی۔ لیکن اس کے اندر جو تضاد پوشیدہ تھا وہ اہل برطانیہ کی دوہری شخصیت کا غماز تھا۔ برطانیہ کے عوام ایک طرف تو تخت برطانیہ کے اختیارات کو مسلسل ختم کئے جا رہے ہیں۔ لیکن دوسری طرف وہ شاہ و ملکہ اور شہنشاہیت کو اپنی قومی شناخت کی سب سے بڑی علامت

کی موت میں کچھ وقت لگے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا ایک دن ہمارے آپ کے ہزار برس کے برابر ہوگا ہے۔ اس نقطہ نظر سے دیکھیں تو یورپ کی موت گھنٹوں اور منٹوں کا کھیل ہے لیکن اہم سوال یہ ہے کہ حصول علم کو لازم بنانے والے مرد اور عورتوں کی قوم کون ہوگی؟

☆☆☆

(بشکریہ روزنامہ راشٹریہ سہارا)

تعداد میں ہیں اور اب آبادی میں اضافہ کرنے کی صلاحیت سے بھی محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ ان علتوں کے تدارک کا کوئی طریقہ یورپ کی ترقی یافتہ میڈیکل سائنس بھی نہیں تلاش کر پا رہی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یورپ تو بعد میں ختم ہوگا، یورپ کی قوت تولید اس سے پہلے ختم ہو جائے گی۔ آپ خود اندازہ لگالیں کہ صورت حال کیا ہے اور اس مضمون کا عنوان کیوں بالکل درست ہے۔ ظاہر ہے کہ یورپ

جامعہ نعیمیہ میں جشن دستار فضیلت و تخصص

۹ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ مطابق ۳۰ جون بروز ہفتہ کو اہل سنت کی مرکزی درس گاہ جامعہ نعیمیہ دیوان بازار مراد آباد کا ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵ سالانہ اجلاس منعقد ہوا جس میں ملک و ملت کے مشہور و معروف علماء و مشائخ اور خطباء و شعراء نے حاضر ہو کر بارگاہ صدر الافاضل میں خراج عقیدت پیش کیا بعد نماز عشاء پر وگرام کا آغاز ہوا جلسے کی ابتدا قاری گلزار احمد نعیمی کی تلاوت کلام اللہ سے ہوئی اس کے بعد نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نذرانہ لے کر قاری اختر حاضر ہوئے اجلاس کی نظامت سرمایہ علم و فن حضرت علامہ پروفیسر ہاشم صاحب نعیمی فرما رہے تھے تھوڑی دیر کے بعد اسٹیج پر نبیرہ صدر الافاضل حضرت مولانا حکیم سید محمد ہاشم نعیمی صاحب کا ورود ہوا اس کے کچھ ہی دیر کے بعد نبیرہ سرکار کلاں حضرت سید محمود اشرف صاحب اشرفی البیلانی کچھ چھوٹی نعروں کی گونج کے درمیان اسٹیج پر جلوہ بار ہوئے۔ مجمع سے خطاب کرتے ہوئے قاری علاؤ الدین صاحب اجملی نے عمدہ انداز میں اہمیت علم کو اجاگر کیا اور پورا مجمع ہمہ تن گوش رہا اس کے بعد خطاب کے لئے مولانا سعید اختر نعیمی بھوجپوری کو دعوت سخن دی گئی جنہوں نے اپنی رنگین بیانی، شوخ جملوں اور گرجدار آواز سے پورے مجمع کو فتح کر لیا چاروں طرف نعرہ تکبیر و رسالت اور سبحان اللہ، الحمد للہ کا شور برپا تھا اور ایک خوبصورت ماحول بنا ہوا تھا اسی خوبصورت ماحول میں سیدی صدر الافاضل کے لگائے ہوئے چمن کے ان پھولوں کو اسٹیج پر بلایا گیا جنہوں نے مختلف شعبہ جات سے اپنی اپنی تعلیم مکمل کی تھی۔ آج ان کے سروں پر دستار بچنا تھی شیخ الجامعہ مفتی محمد ایوب خان صاحب نعیمی، علامہ ہاشم صاحب، مفتی محمد سلیمان نعیمی، نبیرہ صدر الافاضل مولانا سید محمد ہاشم نعیمی قائد ملت حضرت سید محمود اشرف صاحب وغیرہم کے ہاتھوں فارغین کی دستار بندی عمل میں آئی اس سال جامعہ سے تخصص فی الفقہ سے ۲۵، درجہ فضیلت سے ۱۰۶، درجہ قرأت سے ۱۱۶، جبکہ درجہ حفظ سے ۳۳، طلبہ نے فراغت حاصل کی جس پر انہیں دستار و سند سے نوازا گیا۔ اس بار جامعہ میں سواد اعظم کے مدیر محترم مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی کے ذریعے چلائی گئی قلم و قریطاس کی تحریک کا کافی اثر دکھائی دیا اور فارغین طلبہ نے مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کی ترغیب سے تحریری میدان میں پنچہ آزمائی کی اور کئی ایک طلبہ نے چھوٹے بڑے رسائل ترتیب دے کر اپنے تحریری سفر کا آغاز کیا جن میں محمد عکاس نعیمی، محمد ارشد نعیمی اور محمد معروف رضا وغیرہ نمایاں ہیں اخیر میں حضرت قائد ملت کا خطاب نایاب ہوا جس میں آپ نے علم کے ہمہ گیر اثرات کو بڑے دلنشین انداز میں بیان فرمایا اس کے بعد صلاۃ و سلام بعدہ دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔ جلسے میں شرکت کرنے والے علماء میں حضرت سید ظفر مسعود صاحب کچھوچھ، ڈاکٹر محمد احمد نعیمی دہلی، مفتی محمد منظم ازہری دہلی، مولانا مستفیض احمد ہرادون، مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی وغیرہ شامل تھے۔

دہودت: مولانا باقر علی نعیمی دفتر انچارج جامعہ نعیمیہ دیوان بازار مراد آباد یو پی

میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو

محمد میاں مالیک (لندن)

صورت حال کو بدلنے کی جرات کرے اور سچے پیروں اور مذہبی رہ نماؤں کی ساکھ بحال کرنے میں کوشاں ہو۔ ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں۔“ وغیرہ وغیرہ.....

اس لیے ان سطور میں جعلی پیروں مصنوعی مولویوں اور نام نہاد علما کے خلاف عقیل دانش نے جو کچھ سچے حالات لکھے ہیں ان کی پر زور تائید و حمایت کرتے ہوئے ہم ان سے اتنا اختلاف ضرور رقم کریں گے کہ نیک و بد حضور (حضور و ناظر کیسے گئے؟ مالیک) کو سمجھائے جانے کے دعوے میں آپ پورے طور پر مخلص نظر نہیں آتے ورنہ حقیقت واقعی سے صرف نظر نہ فرماتے۔ یعنی دیکھئے! کہ نقلی اور جعلی پیروں کے تکیوں کے نیچے پوری تنخواہیں وہ بھی پورے کے پورے ماہ کی رکھ کر تنگی اور عسرت کی زندگی بسر کرنے کی چند ایک برطانوی مسلمانوں کی سچی یا بے پرکی ہوائی تو آپ نے اڑا ڈالی بلکہ مزید برآں برصغیر کے پیروں کے گدھوں کی قبور پر چڑھاوے چڑھائے جانے کا کھوٹا یا کھرا افسانہ تو لکھ ڈالا ہے لیکن مگر تین تین دہائیوں سے جاری بالکل نئی نئی بدعات سیرت کانفرنسوں و دعوت کانفرنسوں ختم نبوت کانفرنسوں تو حید و سنت کانفرنسوں اور اب ان سے بھی زیادہ نئی بدعت قرآن تک کمی ٹیشن اور مسابقتہ القرآن کے نام پر ہر سال نقلی اور جعلی پیروں سے کہیں زیادہ درجنوں درجن ہندو پاکستان سے برطانیہ تشریف لانے والے ان منکرین فضائل رسالت یعنی تبعین الشیطان علما مشائخ پیروں اور مولویوں کا مطلق کوئی ذکر خیر یا بد نہیں فرمایا جو قرآن پاک (سورہ بقرہ آیت ۱۱۲، ۱۱۳، سورہ مائدہ آیت ۳۵، سورہ اعراف آیت ۱۵۷) وغیرہ وغیرہ

میں نہایت ہی واضح طور پر اللہ اور ایام اللہ کے ذکر اور تلاوت کلام اللہ اور تعظیم شعائر اللہ اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

۳ مارچ ۲۰۱۲ء کے لندن میں عالی جناب عقیل دانش کی ایک تحریر ”ذکر و فکر خانقاہی“ کے عنوان سے یہ شائع ہوئی ہے کہ (مفہوم) ”گذشتہ تین عشروں سے برطانیہ میں ایسے مختلف جعلی پیروں مصنوعی مولویوں اور نام نہاد علما کی یلغار ہے جن کے کارناموں سے قابل صد احترام مذہبی بزرگ باعزت صوفیا جید علما اور صاحبان عرفان پیروں سے بھی عوام کا خیال خراب ہو رہا ہے اور صحیح مذہبی رہ نماؤں کی طرف بھی عام لوگوں کی توجہ کم ہوتی جا رہی ہے، پیری فقیری سجادہ نشینی اور گدیوں کے ڈانڈے برصغیر سے جا ملتے ہیں جہاں ان کے مریدین و معتقدین انھیں اس طرح سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں کہ اگر ان کا گدھا بھی اللہ کو پیارا ہوا اور اس نے اس کی قبر پر نیلے پیلے اور ہرے جھنڈے گاڑ کر نشست شروع کر دی تو بدعات کے عادی بد عقیدہ عوام وہاں بھی چڑھاوے چڑھانے لگتے ہیں بلکہ دیہاتی عوام تو اکثر و بیش تر اپنے بیماروں کو ہسپتالوں اور دوا خانوں میں لے جانے کے بجائے دم ورد کے لیے انھیں مزاروں درباروں اور آستانوں تک لے جاتے ہیں بلکہ افسوس کہ اس پیشے کے اثرات برطانیہ تک پہنچ چکے ہیں اور اب برصغیر کے اکثر پیر سالانہ آگاہی کے لیے برطانیہ کا رخ کرنے لگے ہیں جس کے ہوائی اڈوں پر ان کے شان دار استقبال ہوتے ہیں۔ پیروں کے دست مبارک پر بوسوں کی بھرمار ہوتی ہے، شنید ہے کہ عقیدت مند اپنی پوری کی پوری ماہانہ تنخواہ پیر صاحبان کے تکیوں کے نیچے رکھ دیتے ہیں۔ اور خود پورا مہینہ تنگی ترشی سے گزارتے ہیں بلکہ غالباً انگریزی حکومت بھی یہی چاہتی ہے کہ برطانیہ کے مسلمان ذکر و فکر خانقاہی میں مبتلا رہیں اس لیے یہ پیروں کے ویزے بھی بغیر کسی رد و قدح کے جاری کر دیتی ہے ورنہ عام آدمی کو برطانیہ کا ویزہ حاصل کرنے میں لوہے کے چنے لگ جاتے ہیں تو ہے کوئی جو اس

اس خصوص میں ہم کسی غلط فہمی کے شکار ہو رہے ہوں تو عقیل دانش صاحب نیک و بد سے ہمیں مشرف فرمائیں ہم ان کے ممنون ہوں گے۔۔۔۔۔

پھر عقیل دانش نے اپنی تحریر میں یہ انکشاف بھی فرمایا ہے کہ (مفہوم) ”برطانوی سفارت خانے جعلی پیروں مصنوعی مولویوں اور نام نہاد علما کو بڑی آسانی سے ویزے جاری کر دیتے ہیں کیوں کہ یہ علما پیروں اور مولوی دراصل مسلمانوں کو عمل سے عاری کرنے کی نیت سے برطانیہ تشریف لاتے ہیں اور اس کے لیے یہ علامہ اقبال کا تجویز فرمودہ یہ نسخہ آزماتے ہیں کہ:

مست رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں انھیں

پختہ تر کر دو نظام خانقاہی میں انھیں

اس لیے ہم سربراہ گریباں اور انگشت بندناں ہیں کہ عقیل دانش کو یہ کیا ہو گیا ہے؟ کہ انڈیا اور پاکستان کے ان عبدالقدیروں اور عبدالکلاموں کو تو عمل سے عاری قرارے رہے ہیں جنھوں نے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم تک بنا ڈالے ہیں جب کہ چوڑیاں پہن کر عیش و عشرت کے خوگر بن جانے والے ان خلیجی بادشاہوں کو کچھ نہیں کہتے جو سوئی تک نہیں بنا رہے بلکہ مکہ مدینہ اور بیت المقدس تک یہودیوں کی تحویل میں دے کر صرف اور صرف مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہہ کر لڑانے بھڑانے میں ہی مصروف ہیں تاکہ ان کی چاردن کی چاندنیاں یعنی بادشاہتیں محفوظ و مستحکم رہیں، اور یہ عنایتوں سے ہم کنار۔ حالاں کہ متن قرآن پاک (سورہ انفال آیت ۶۰) میں ہے کہ: (مفہوم) ”ان کافروں کے لیے تیار رکھو جو قوت تم سے بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمھارے دشمن ہیں“ تو کیا یہ عربی بادشاہ اور ائمہ کعبہ و منی اور عبدالعزیز بن باز اور شیخ البانی عربی زبان سے نابلد اور ناواقف ہیں؟ کاش! عقیل دانش نے سچائی سے علامہ اقبال کو اس طرح بھی یاد کر لیا ہوتا کہ:

زمرستانی ہواؤں میں اگرچہ تھی بڑی خنکی

نہ چھوٹے مجھ سے مغرب میں بھی آداب سحر گاہی

انفاق و تبلیغ و جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ تک پہنچنے کے لیے نیک بندوں کے وسیلے اور واسطے تلاش کرنے اور لینے دینے کے اوامر و احکام اور آرڈرز موجود ہونے کے باوجود نمازوں کے بعد اجتماعی ذکر اللہ اجتماعی دعائیت کے نتیجے دسویں چالیسویں بلکہ حد ہو گئی کہ فجر کی نماز کے بعد سورہ یسین شریف، عشا کی نماز کے بعد سورہ ملک شریف، اور جمعہ کی نماز سے پہلے سورہ کہف شریف کے اجتماعی طور پر سننے سنانے یا پڑھنے پڑھانے، اور اذان سے پہلے یا بعد یا قیام کی حالت میں صلوٰۃ و سلام پڑھنے، یا شعر اللہ الاعظم سیدنا محمد رسول اللہ اور احنا فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم اقدس سن کر انگوٹھے چومنے، یا آپ کی ولادت پاک کے یوم اللہ الاعظم بارہ ربیع الاول شریف کے دن فرحت و خوشی اور انبساط کے اظہار کرنے، یا معراج شریف یا گیارہویں شریف یا رجبی شریف یا شب برأت یا شب قدر، یا جنتیوں کے سرداروں امانین حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یاد و ذکر میں محافل منعقد کرنے، نوافل پڑھنے، ایصال ثواب کرنے، حلوے اور کچھڑے پکانے، سبیلیں لگانے، قبرستان جانے، رمضان شریف میں الوداع پڑھنے، شادی میں پھولوں کا سہرا پہننے، مقبور کے نام کی تختیاں لگانے، عید مبارک کہنے، عید کے دن مصافحہ اور معافہ کرنے۔ وغیرہ وغیرہ اور وغیرہ وغیرہ کو نہایت ہی غلط کھوٹے اور من گھڑت اصول و ضوابط اور قواعد و قوانین ابداع و اختراع کر کے ان نہایت ہی نفع بخش محمود اور مسعود اعمال و افعال کو بھی۔ صحاح ستہ کے چند ہزار صفحات میں عنقا۔ کہہ کر بدعت یعنی جہنمی و دوزخی و ناری کام قرار دیتے اور اس طرح صرف برطانیہ کے مسلمانوں کو ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو آپس میں لڑاتے بھڑاتے رہتے ہیں صرف اور صرف اس لیے کہ اس طرح امریکہ اقوام متحدہ اور اقوام مغرب کی مرادیں پوری ہوں، اس کے انعام اور صلے میں خلیجی ممالک خصوصاً سعودی عرب کے بادشاہوں سے ان کو سونامی کی تباہی سے زیادہ مال و زر اور سونا چاندی مسلسل اور لگاتار ملتے رہیں اور ان بزدل اور لالچی بادشاہوں کی بادشاہتیں مضبوط و مستحکم بنی رہیں، ان تک ذرہ برابر بھی آنچ نہ پہنچ سکے۔ یا اگر

نعیم کے حق دار بھی بن گئے ہیں، جب کہ ان کے مقابلے میں آپ کے آج کے مکے مدینے کے منکرین فضائل رسالت بلکہ متبعین الشیطان نہایت ہی مال دار یہ عیاش بادشاہ بھی ہیں جو اخبارات اور ٹیلی ویژن میں ہندوستان، افغانستان، عراق، ایران، لیبیا حتیٰ کہ ارض مقدس فلسطین کے مسلمانوں پر ہونے والے بے انتہا مظالم بلکہ حد ہوگئی کہ خانقاہ چرار شریف بلکہ باری مسجد شریف بلکہ مسجد قصی شریف کے جلائے اور تہس نہس کیے جانے کے چشم دید ملاحظے کے باوجود چون و چرا کرنے سے بھی قاصر ہیں، آنکھ اڑے کان کیے بیٹھے ہیں، گم صم ہیں، اندھے اور بہرے کا عمل دہرا رہے ہیں، بلکہ حد ہوگئی غضب ہو گیا کہ ان حالات میں مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق سے بے حد ضروری اور اہم ہونے کے باوجود قصداً اور عمدہ اٹرائیوں ٹرائیوں پاؤنڈ ڈالر ریال، اور روپے پیسے خرچ و صرف کر کے نئی نئی مساجد نئے نئے اسکول نئے نئے اخبارات و رسائل اور نئی نئی بدعتی کانفرنسیں جاری کر کے ایجاد کر کر کے منکرین فضائل رسالت مولویوں، شاعروں، مدیروں اور دکتوروں کے ذریعے دنیا بھر کے مسلمانوں کو مشرک، بدعتی، جہنمی، دوزخی اور ناری کہہ کہہ کر لڑانے بھڑانے میں تہ دل سے کوشاں ہیں تاکہ بہر صورت اور بہر حال امریکہ، اقوام متحدہ اور اقوام مغرب کی مرادیں پوری ہوں، وہ ان سے خوش اور راضی رہیں اور اس طرح ان کے تحت و تاج سلامت رہیں۔ بلکہ اس موقع پر عقیل دانش کو ہم یہ بھی بتا دینا چاہیں گے کہ مکے مدینے کے منکرین فضائل رسالت ان بادشاہوں نے تو مسلمانوں کو لڑانے بھڑانے کے لیے ایسے ایسے کھوٹے، غلط اور من گھڑت اصول و ضوابط اور قواعد و قوانین ابداع و اختراع کر لیے ہیں کہ جن کو اگر صحیح معنوں میں درست اور کھرا تسلیم کر لیا جائے، مان لیا جائے تو از آدم تا ایں دم بلکہ تا قیام قیامت ہونے والے کسی ایک بشر اور کسی ایک آدمی کا بھی مومن، جنتی، فردوسی اور نعیمی ثابت ہونا ناممکن بلکہ محال بن جاتا ہے، اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم تک مشرک، بدعتی، جہنمی، دوزخی اور ناری ثابت ہو جاتے ہیں! ہاتھ کنگن تو آری کیا؟ عقیل دانش پوری کائنات سے صرف اور

یا پھر بات یہ ہے کہ عقیل دانش آداب سحر گاہی کو جادوگری کے کرتب سمجھ رہے ہیں۔ بالکل ویسے ہی جیسے یہ قول کہے: چمن میں ہیں وہ بزرگ آج حامل توحید جو شرک و بدع سے واقف نہ راز ہو سمجھیں وہ بلکہ شارح اقبال خود کو کہتے ہیں، عروسِ لالہ کو بننے کی گوبہو سمجھیں.....

عالی جناب عقیل دانش نے اپنی اس تحریر میں بلاوجہ ہی اپنے ان سچے محسنین کی بھی منکرین فضائل رسالت کی عام عادت کے مطابق تغیر و تحقیر کر ڈالی ہے جن کے ہم راہ بر صغیر میں صدیوں پہلے تشریف لانے والے اہل اللہ نے ان کے آبا و اجداد کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بنایا تھا، ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب جہنم و دوزخ و نار سے بچا کر جنتی فردوسی اور نعیمی بنایا تھا، لکھتے ہیں کہ (مفہوم) ”مختلف ادوار میں ایران افغانستان ترکی عرب اور مشرق وسطیٰ سے جو طالع آزمایہ بر صغیر آئے ان کی آمد کا واحد مقصد حکومت کرنا، اقتدار کو وسعت دینا، اور بر صغیر کے ذرائع سے فائدہ اٹھانا تھا اور بس۔ انھوں نے اسلام کو رائج کرنے، وسعت دینے اور استقامت بخشنے میں کوئی اہم اور نمایاں کردار ہرگز ادا نہیں کیا،“..... اس لیے ان کی خدمت میں بصدادب و احترام عرض ہے کہ: دیکھئے! محمد بن قاسم، شہاب الدین غوری، محمود غزنوی، شیر شاہ سوری اور بابر و ہمایوں کتنے ہی نالایق اور گئے گزرے کیوں نہ ہوں منکر فضائل رسالت ہرگز نہ تھے، متبعین الشیطان الرجیم اللعین ہرگز نہ تھے، دیوث ہرگز نہ تھے، بلکہ یہ وہ باغیرت و باحمیت مومنین فضائل رسالت تھے جو ٹیلی ویژن، ٹیلی فون اور ہوائی جہاز نہ ہونے کے باوجود اپنی صرف اور صرف ایک مظلوم و مقہور بہن کی آہ و زاری اور پکار پر ہزاروں ہزار میل دور پہنچ کر اس کی حاجت روائی اور مشکل کشائی کیا کرتے تھے۔ راجہ داہر سے مائل بہ جدل ہو جایا کرتے تھے۔ بلکہ جن کے ہم راہ بر صغیر میں تشریف لانے والے اہل اللہ کے قدموں کی برکت سے آپ کے آبا و اجداد بلکہ آپ بھی کلمہ پڑھ کر نہ صرف یہ کہ ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب جہنم سے نجات پا گئے ہیں بلکہ جنت

کی کوشش اس حد تک کی کہ ایک نیامدہب دین الہی ہی رائج کر دیا، وہ ہر صبح ایک بلند مینار پر آکر اپنا جلوہ دکھاتا تھا اور عوام کیا ہندو کیا مسلمان اس کی عظمت کے گن گاتے، یہ قبیح رسم جھروکا درشن کہلاتی تھی..... اس لیے ان کی خدمت میں مودبانہ عرض ہے کہ مغل بادشاہ اکبر کے بارے میں آپ نے یہاں جو کچھ بھی لکھا ہے اس کی صدنی صد تائید و تصویب کرتے ہوئے ہم آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہیں گے کہ نالائق اکبر کا ہر صبح ایک بلند مینار پر آکر اپنا جلوہ دکھانا اور کیا ہندو کیا مسلمان ہر ایک کا اس کی عظمت کے گن گانا اگر کفر ہے، شرک و بدعت، جہنمی، دوزخی اور ناری کام ہے تو موحد اعظم عقیل دانش کا یہ ۳/مارچ ۲۰۱۲ء کے تازہ تازہ جنگ لندن میں اسی نالائق اکبر کو علی الاعلان اور کھلم کھلا - عظیم الشان اکبر اعظم - بقلم خود تسلیم کر لینا مان لینا کیا ہے؟ تو حید خالص یا شرک مبین؟ صحیح یا غلط؟ آخر اکبر (اللہ نہیں بلکہ مغل بادشاہ) کی عظمت کے گن گانے والے اور اسے - عظیم الشان اکبر اعظم - تسلیم کر لینے اور مان لینے والے میں کیا فرق ہے؟ کیا ڈفرنس ہے؟ بیان ہو کہ اللہ جل جلالہ عظیم شہنشاہ اور اکبر اعظم ہے یا مغل بادشاہ نالائق اکبر ولد بابر؟ چشم مارو شن دل ماشاد۔ بلکہ بات چل پڑی ہے تو پوچھ ہی لینے دیا جائے کہ آمنہ کے لال مدینے کے تاج دار اور احفادہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہر صورت اور بہر حال بالکل اپنے جیسا معمولی بشر ثابت کرنے میں پوری پوری عمریں بسر کر ڈالنے والے اے منکرین فضائل رسالت! قرآن پاک (سورہ یوسف آیت ۱۰۰) کے مطابق حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو سجدہ کیا تھا یہ کیا ہے؟ بلکہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سارے ہی معصوم فرشتوں نے جو سجدہ کیا تھا یہ کیا ہے؟ بلکہ منکرین فضائل رسالت کے اصل باباعزازیل علیہ ما علیہ نے سجدہ نہ کیا تو اللہ رب تبارک و تعالیٰ نے جو اسے کافر منکر غیبیٹ مردود رجم پلید قرار دے کر بلکہ جنت سے گیٹ آؤٹ کر کے جہنمی دوزخی اور ناری جو قرار دے دیا، بلکہ جو یہ نہایت ہی سچا اور کھرا وعدہ تک فرمایا کہ جو بھی بریلوی دیوبندی قادیانی تبلیغی وہابی ندوی مودودی نجدی

صرف ایک ہی ایسا بشر اور ایسا آدمی پیش کر دیں جس نے کبھی بھی کسی بھی غیر اللہ سے کوئی بھی مدد نہ مانگی ہو، کبھی بھی کسی بھی غیر اللہ کو نہ پکارا ہو، کبھی بھی کسی بھی غیر اللہ کا وسیلہ واسطہ لیا دیا نہ ہو۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ عقیل دانش کے آگے جتھیا رڈال دیں گے، اپنی غلطی کا اعتراف کر لیں گے، ان شاء اللہ۔

عقیل دانش وجہ بیان فرمائیں کہ چودھویں صدی ہجری کے بر صغیر سے برطانیہ تشریف لانے والے ڈبہ پیروں کا دوسری صدی ہجری کے طالع آزماء محمد بن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے کیا تعلق ہے جو آپ ڈبہ پیروں کی خدمت کرتے کرتے محمد بن قاسم پر بھی برس پڑے ہیں حالاں کہ ان کی غلطی مچھرا اور پسو سے بھی چھوٹی ہے جب کہ چودھویں صدی ہجری کے لالچی منکرین فضائل رسالت مولویوں کے چودھویں صدی ہجری کے لالچی منکرین فضائل رسالت سعودی بادشاہوں سے تعلقات اظہر من الشمس ہیں پھر آپ ان دونوں سے صرف نظر فرما رہے ہیں حالاں کہ ان کی غلطیاں بڑے بڑے ہاتھیوں سے بھی زیادہ کیم اور شیم ہیں، واضح ہو کہ یہ سوالات ۱۱ دسمبر ۲۰۱۱ء کے نیشن لندن میں اللہ کو چھوڑ کر صرف اور صرف عمران خان کو ہی پاکستان کا کھیون ہار قرار دینے والے بلکہ پاکستانیوں نے اللہ کے عطا فرمودہ اس واحد اور آخری موقع کو اگر گنوا دیا تو پاکستان کی ناؤ کے یقیناً ڈوب جانے کی کل کی غیبی خبر سنانے والے، بلکہ ۲۳ فروری ۲۰۱۲ء کے نیشن لندن میں عید میلاد پاک منانے والوں کو تفرقہ باز بدعتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کم اور دوسروں سے نفرت زیادہ کرنے کا درس دینے والے، اور ۱۰ فروری ۲۰۱۲ء کے نوائے وقت لندن میں مومنین فضائل رسالت کے تین چارٹی وی چینلوں کو امریکہ کی دین قرار دینے والے بہت بڑے منکر فضائل رسالت مولانا ضیاء الحسن طیب سے بھی ہے، بلکہ ہر ہر منکر فضائل رسالت سے بھی ہے کاش! کوئی تو ہمارا مطالبہ میدان میں آکر پورا کرتا، کاش اے کاش!

پھر عقیل دانش نے اپنی تحریر میں یہ بھی لکھا ہے کہ (مفہوم) ”مغلوں کے سرتاج اور عظیم شہنشاہ اکبر اعظم نے تو اسلام کی بیخ کنی

پاک پر مختصر سا تبصرہ۔ اس کا گیارہواں شعر ہے:
اگر سورج چمکتا ہو تو گل کر دو چراغوں کو
اگر ہو چاند روشن جگنوؤں کی کیا ضرورت ہے؟
جس کا مطلب نہایت ہی واضح اور روشن ہے لیکن اگر وہابیائی
عقائد و دلائل کی روشنی میں پوری نعت کا مطالعہ کیا جائے تو ثابت ہوگا
کہ کوئی اور منکر فضائل رسالت نہیں بلکہ خود شاعر ہی اپنی اس نعت میں
اپنے اس شعر کی دھجیاں اڑاتا نظر آتا ہے۔ ہاتھ نکلن تو آرسی کیا؟ مطلع
کا پہلا مصرع ہے ع

خدا کی ذات واحد منبع دریائے رحمت ہے
جس کا دو ٹوک مطلب یہ نکلتا ہے کہ رحمت کے دریا کی منبع
صرف اور صرف خداوند کریم کی ذات ہے۔ جب کہ دوسرے ہی
مصرع میں اس کے صد فی صد خلاف یہ کہا گیا ہے کہ ع
محمد رحمۃ اللعالمین کیا ان کی عظمت ہے
بلکہ مقطع میں بھی ثاقب نے کہا ہے کہ ع
محمد رحمت عالم ہیں ثاقب رہنما سب کے

بلکہ حد ہو گئی کہ دوسرے تیسرے اور چوتھے اشعار کے ہر ہر
مصرع میں ثاقب نے نبی کی ذات اقدس، نبی کی ذات اقدس کی
مسلل تکرار کے ساتھ وہابیائی عقیدے کے صد فی صد خلاف محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، مرکز فہم و فراست، مصدر علم و فصاحت،
مخزن علم و حکمت، مشعل رشد و ہدایت، حاجی کفر و ضلالت، اور عامل
قرآن و سنت تک لکھ اور کہہ ڈالا ہے حالاں کہ رد شرک و بدعات
میں ان کے محمد بن عبد الوہاب نجدی کی ”کتاب التوحید“ اور شاہ
اسماعیل دہلوی کی ”تقویۃ الایمان اور تذکیر الاخوان“ میں بہت
زور دے کر کہا گیا ہے کہ (مفہوم): ”لوگو! صرف اللہ کو مانو، اللہ
کے سوا کسی کو نہ مانو، اس لیے کہ انبیاء اور اولیاء تو اللہ کی شان کے آگے
ذرۂ ناچیز سے کمتر اور چمار سے زیادہ ذلیل ہیں، (معاذ اللہ
) اندریں حالات اتنے بڑے بادشاہ کی شفاعت ان ناکاراؤں
کے لیے ثابت کرنا کہاں کی مسلمانی ہے؟ انبیاء تو ہماری طرح بالکل

سلفی غیر مقلد اہل حدیث اہل قرآن شیعہ سنی موحد خالص متبع الشیطان
بنے گا، منکر فضائل رسالت بنے گا، انکار فضائل رسالت کرے گا میں
ان سے ضرور ضرور جہنم کو بھر دوں گا، انھیں جنت الفردوس میں ہرگز
ہرگز جانے نہ دوں گا۔“ (مفہوم سورہ صحت آیت ۸۵) تو یہ کیا ہے؟
..... کیا اس میں کسی ڈاؤٹ یا شک و شبہ کی گنجائش ہے؟

پھر عقیل دانش نے اپنی تحریر میں منکرین فضائل رسالت کی
عادت کے مطابق یہ بھی لکھا ہے کہ (مفہوم): ”پیری فقیری سجاد
نیشینی اور گدیوں کے ڈانڈے برصغیر سے جالتے ہیں۔“..... اس لیے
سوال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر الفقور فقوری یا اسی قسم کا
کوئی مقولہ ارشاد فرمائیں اور قرآن (سورہ فتح آیت ۱۸) کے مطابق
بیعت حجر رضوان فرمائیں بلکہ حضرات صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان
حضراے خلفائے راشدین سے بیعت کریں تب بھی کیوں اور کیسے
پیری فقیری کے ڈانڈے برصغیر سے جالتے ہیں؟ تو آخر اس کی وجہ کیا
ہے؟ کیا دانا و پینا عبد العزیز بن باز یا شیخ البانی نے قرآنی آیت سورہ
(فتح آیت ۱۸) کو بھی بہ دلائل قاہرہ ضعیف اور موضوع ثابت کر دیا
ہے؟ مبراہن کر دیا ہے کہ اس کے فلاں فلاں راوی ثقہ اور عادل نہیں
ہیں؟ لو لے اور لکڑے ہیں؟..... بلکہ عقیل دانش نے تو یہ بھی لکھ ڈالا
ہے کہ (مفہوم): ”برصغیر کے ڈبہ پیروں کا گدھا بھی اگر اللہ کو پیارا ہو
جائے اور پیر صاحب اس کی قبر پر نشست شروع کر دیں تو بدعت کے
عادی بدعتیہ عوام اس مبینہ گدھے کی قبر پر بھی چڑھاوے شروع کر
دیتے ہیں۔“.....

لہذا ان سے سوال ہے یہ ایسی کسی ایک قبر کی بھی صحیح نشان دہی
کر دیں تو ہم لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھنے سے رک جائیں گے
ورنہ پڑھنے پر اپنے آپ کو مجبور پائیں گے۔ تو کیا منکرین فضائل
رسالت کسی ایسے گدھے کی قبر کی نشان دہی کر کے لعنت اللہ سے بچنے
کی سعی فرمائیں گے؟ یا چپ رہنے میں ہی عافیت پائیں گے؟.....
اور اب ۱۷ فروری ۲۰۱۲ء کے نوائے وقت لندن میں شائع
شدہ مشہور منکر فضائل رسالت مولانا عبد الرب ثاقب کی ایک نعت

ستاؤں ہزار علمائے کرام نے اپنی زندگیاں آزادی وطن کے لیے قربان کیں اندریں حالات شاہ اسماعیل شہید، مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا قاسم نانوتوی جیسی تاریخ ساز شخصیتوں کو اگر ہم یاد نہ کریں تو یہ ہماری نمک حرامی ہوگی۔..... تو یہ تو ہوا منکرین فضائل رسالت کے ایک گروہ کا چودھویں صدی ہجری کے اپنے اساتذہ اور علما سے عقیدت و محبت کا عالم۔ لہذا اسے ذہن کی گرفت میں رکھ کر اب ذرا دوسرے گروہ کا خدا کی قسم ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب جہنم سے بچا کر دائمی اور ابدی جنت نعیم دلانے والے ہم غریبوں کے آقا اور فقیروں کے ثروت فرحت جان مومن اور غیظ قلب ضلالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عداوت اور دشمنی و رقابت کا عالم بھی ملاحظہ ہو۔ ماہ نور شہر سرد در ربیع الاول شریف میں برطانیہ میں بھی ورد فعا لک ذکرک کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک کی گہما گہمی سے جل بھن کر کوئی اور نہیں بلکہ خود مولانا عبدالرب ثاقب نے بکواس کی ہے کہ (مفہوم):

نمک حرام ہیں غیروں کے گیت گاتے ہیں
خدا کو چھوڑ جو ذکر بتاں میں رہتے ہیں
جس کا نہایت ہی واضح اور صاف ستھرا مطلب یہی ہونا کہ
نمک حرام محمد کے گیت گاتے ہیں، خدا کو چھوڑ کے نعت نبی سناتے
ہیں..... تو ان سچے اور نہایت ہی کھرے واقعات کے ملاحظے کے بعد
بھی کیا منکرین فضائل رسالت مومن فضائل رسالت نہ بنیں گے، منکر
فضائل رسالت ہی بنے رہیں گے؟ گویا:

کفر بک کر بھی ضد ہے کہ مسلمان ہیں
کیا زباں پر یہ بات سمجھتی ہے
کھول کر رکھ دی ہم نے ساری کتاب
بھینس کے آگے بین سمجھتی ہے

☆☆☆

Muhammad Mian Maleg, 35 Seymour
Road, Oldbury London-(U.K)

معمولی بشر ہوتے ہیں اور بس! یا تھوڑا بہت فرق ہے تو صرف یہ کہ
ان پر وحی اترتی ہے اور ہم پر نہیں اترتی، دراصل یہ حضرات اللہ کے
پیغامبر ہوتے ہیں، جیسے ڈاک، پوسٹ مین، اور چھٹی رساں، اس
کے بعد وہ اور ہم برابر، لہذا ان کی تعظیم زیادہ سے زیادہ بڑے بھائی
یا گاؤں کے چودھری کی سی کرنی چاہیے بلکہ اس میں بھی اختصار کیا
جانا چاہیے، وغیرہ وغیرہ!

اندریں حالات ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ زبرد بحث نعت
شریف میں ثاقب صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل
وکمالات کے اثبات میں جو کچھ بھی کہا اور لکھا ہے یہ یا تو اللہ تعالیٰ کے
موجود ہونے کے باوجود چراغوں کو نہ بجھانے اور جگنوؤں کی ضرورت
کو بدستور محسوس کرنے کے مترادف ہے۔ یادام ہم رنگ زمیں بچھا کر
زیادہ سے زیادہ مومنین فضائل رسالت کو اپنے دام تزویر میں پھانسنے
کی کوشش یا پھر یہ کہنے کے مترادف کہ (مفہوم): ”لوگو! اللہ تعالیٰ کے
سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں لہذا تم بخوشی آگ، پانی، ہوا اور مٹی کی
عبادت کرو۔“..... یا اگر اس مسئلے کے سمجھنے میں ہم سے ہی کسی غلط فہمی
کا صدور ہو رہا ہے تو ثاقب یا کوئی اور منکر فضائل رسالت ہمیں راہ
ہدایت عنایت کرے ہم ان کے ممنون ہوں گے.....

اور اب آخر میں منکرین فضائل رسالت کے دو گروپوں کی
سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اقا سیم ثلاثہ سے متعلق
تقابلی جائزے کی ایسی دل آزار سچی اور تاریخی بحث جسے پڑھ کر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رائی کے دانے کے برابر بھی سچی
عقیدت و محبت رکھنے والا مسلمان منکرین فضائل رسالت کو طلاق
ثلاثہ دے کر مومن فضائل رسالت بن جائے گا۔ ۲۶ جنوری ۲۰۱۲ء
کے شاننامہ مالِ گاؤں کے مطابق جشن جمہوریت کے سلسلے میں منعقد
ایک جلسے میں مہمان مقرر مولانا بدرالدین اجمل نے کہا ہے
کہ (مفہوم): ”آزادی وطن کی تحریک کو کامیاب بنانے میں
ہمارے اسلاف نے جو قربانیاں دی ہیں وقت کا جھوٹا انھیں مٹا نہیں
سکتا دہلی سے سہارنپور تک درختوں پر لاشیں لگی ہوئی تھیں، کم و بیش

تعلیمات صوفیاء

مفتی گلزار احمد نعیمی پرنسپل جامعہ نعیمیہ اسلام آباد پاکستان

شروع ہو گئی۔ اس صورت حال میں امت میں ایسا گروہ نمودار ہوا جس نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں کا احیاء فرمایا اور ان تعلیمات نبوی ﷺ کو مندرجہ بالا مذکورہ تین گروہوں کے اندازِ تعلم میں پھیلا دیا۔ ان تعلیمات کی روشنی میں ایک عظیم چیز ”تصوف“ کی بنیاد رکھی۔ صوفی ازم جو کرۂ ارض پر بسنے والے انسانوں کیلئے ایک نہایت قابلِ اطمینان اور قابلِ قبول اصطلاح ہے اس کے بانی یہی لوگ تھے۔ تصوف یا صوفی ازم اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیمات کا ہی نام ہے۔ ہادی برحق ﷺ کے زندگی گزارنے کے طریقے اور آپ ﷺ کی تعلیمات کا دوسرا نام تصوف ہے۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس کا قرآن و سنت سے کوئی تعلق نہ ہو۔ یہ کوئی ایسی تعلیمات نہیں کہ جن کا دین اسلام سے کوئی تضاد یا تناقض ہو۔ صوفیاء کے اس طبقے نے خود قرآن و سنت پر عمل کیا اور دوسروں کو اس کی طرف دعوت دی۔ محبت کی زبان، الفت کی زبان، رحمت عالم ﷺ کے اندازِ محبت، صحابہ کے طرزِ تکلم اور تابعین و تبع تابعین کی حکمت عملی میں دین کو پھیلا دیا۔ آج دنیا میں دین، جماعت صوفیاء کی وجہ سے زندہ ہے۔ جب اس دین کی بنیادوں کو خود مسلمانوں نے کمزور کرنا چاہا تو اللہ جل شانہ نے صوفیاء کی جماعت کو تخلیق فرمایا۔ انہوں نے دین کو انہی بنیادوں پر اٹھایا۔ جو بنیادیں رسول اللہ ﷺ، صحابہ اور تابعین نے فراہم کی تھیں۔ تصوف اصلاحِ احوال کا نام ہے۔ تصوف اعمالِ حیات اور اندازِ حیات کی اصلاح اور محاسبہ کا نام ہے۔ صوفیاء نے خود اپنی زندگیوں کا محاسبہ کیا اور امت میں خود احتسابی کی روش ڈالی۔ اپنی ذات کا احتساب، اپنے قول و فعل کا احتساب۔ احتساب accountability کی اصطلاح کے سب سے پہلے موجد صوفیاء ہی تو ہیں۔ وہ خود اپنا احتساب کرتے تھے اور ہر شخص کو خود احتسابی کی طرف متوجہ رکھتے تھے۔ یعنی ہر شخص اپنا احتساب کرے کہ اس کے قدم درست سمت بڑھ رہے ہیں یا تباہی و بربادی کی طرف۔ صوفیاء نے ہمیشہ اس احساس کو زندہ رکھنے کی جدوجہد کی کہ تباہی کی طرف اٹھنے والا ہر قدم صرف فرد کی تباہی کا باعث ہی نہیں ہے گا بلکہ معاشرے اور سوسائٹی کیلئے بھی باعثِ ہلاکت ہوگا جس سوسائٹی میں فرد

اللہ رب العزت نے انسانوں کی ہدایت کیلئے انبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا اور دین حنیف کی نشر و اشاعت کا کام انسانیت کی اسی اعلیٰ ترین جماعت کے سپرد فرمایا۔ جماعت انبیاء کے بعد اشاعت دین اور ہدایت انسانیت کا عظیم فریضہ اہل اللہ کی جماعت کے سپرد کیا گیا انہوں نے نہ بھی وہی راستہ اور وہی طریقہ منتخب کیا جو انبیاء و رسل کا تھا۔ انبیاء کے قدموں کے نشانات پر چل کر اہل اللہ نے انسانیت تک اس کے رب کا پیغام پہنچایا۔ انسان کی اصلاح کیلئے انبیاء نے محبت اور دردمندی کا راستہ اپنایا تو اہل اللہ نے بھی اسی راستے کا انتخاب کیا۔ جناب رسالت مآب ﷺ کے دنیا سے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کرام اس زمانے کے بہترین لوگ تھے جنہوں نے ہادی اعظم ﷺ سے بلا واسطہ اکتساب فیض کیا تھا اور پھر انہوں نے کسی خاص نام سے اپنی پہچان نہیں کرائی بلکہ اسی محبوب اور معزز نام کو اپنا طرہ امتیاز قرار دیا۔ انکی پہچان رسول اللہ ﷺ سے اکتساب فیض ٹھہری۔ انکی پہچان کا شانہ نبوت کے درود یوار کے ساتھ محبت ٹھہری۔ سرکارِ ابد قرار کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنا ٹھہری۔ انہوں نے اصحاب رسول ﷺ کا قابلِ صداقت لقب پایا۔ اس جماعت کو صحابہ کرام کی جماعت کہا جاتا ہے۔ ان صحابہ سے جن لوگوں نے فیض حاصل کیا انہیں تابعین کے محبت بھرے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جن لوگوں نے تابعین سے اکتساب فیض کیا وہ تبع تابعین کہلائے۔ یہ وہ تین زمانے تھے جنہیں امت مسلمہ کے سب سے اچھے، سب سے زیادہ بار آور و ثمر آور زمانے تصور کیا جاتا ہے۔ علم، اخلاق اور زندگی کے خوبصورت ضابطوں کی ترویج و اشاعت انہی ادوار میں ہوئی۔ تبع تابعین کے بعد لوگ گروہوں میں بٹ گئے، اختلافات کا شکار ہو کر امت تقسیم ہوتی چلی گئی۔ زہاد اور عبدیت پر فائز لوگ زہاد اور عباد کہے جانے لگے۔ امت میں مزید افتراق و انتشار پیدا ہوا۔ جہاں خلوص و محبت تھی وہاں خود غرضی اور لالچ نے قبضہ کر لیا۔ ایثار اور قربانی کی جگہ خود غرضی اور مفاد پرستی نے لے لی۔ تعلیمات نبوی ﷺ جنہیں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین نے پھیلا یا تھا ان میں کمزوری آنا

مجھے نکال کر اپنی اطاعت کی عزت عطا فرما“ حضرت ابراہیم بن عدم سے کسی نے شکایت کی کہ گوشت بہت مہنگا ہو گیا ہے کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا ”اگر مہنگا ہو گیا ہے تو اسے سستا کر دو“ عرض کی حضرت! سستا کیسے کریں؟ فرمایا ”جب تم اسے کھانا چھوڑ دو گے تو خود بخود سستا ہو جائے گا“ حضرت نے فرمایا ”مت سوچو کہ یہ چیز مہنگی ہو گئی ہے اور مہنگی ہو جائے تو خود تم اسے سستا کر سکتے ہو“ آپ نے خوبصورت شعر پڑھا ۔

واذا غلا شیتی علیہ ترکته فیکون ارخسه مایکون اذا غلا
ترجمہ: جب کوئی چیز مہنگی ہو جاتی ہے تو میں اسے چھوڑ دیتا ہوں۔
جو چیز مہنگی ہو گئی تھی میں نے اسے سستا کر دیا ہے۔ ابراہیم بن عدم نے فرمایا ”اگر تم صالحین کا درجہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو نیک لوگوں میں شامل ہو جاؤ۔ اگر نیک لوگوں میں شمار چاہتے ہو تو آسائش کے دروازے بند کر کے سختی کے دروازے اپنے لیے کھول لو۔ اگر صالحین کا مقام حاصل کرنا چاہتے ہو تو عزت کے دروازے بند کر کے ذلت کے دروازے کھول لو۔ عاجزی اور انکساری کرو۔ آرام کے دروازے بند کر کے محنت و مشقت کے دروازے کھول لو۔ نیند کا دروازہ بند کر کے شب بیداری کا دروازہ کھول لو۔ مال داری کا دروازہ بند کر کے فقر کا دروازہ کھول لو۔ امید کا دروازہ بند کر کے موت کا دروازہ کھولنے کی تیاری کرو۔

محترم قارئین! یہ ہیں اہل تصوف (اہل اللہ) کی خوبصورت تعلیمات جو اصلاح احوال کے لیے کتنی مفید ہیں۔ گلشن حیات کے لیے اہل تصوف کی تعلیمات کا یہ آب حیات کتنا شہر آور ہے۔ صوفیاء کی تعلیمات انسانیت کے ساتھ پیار و محبت کی تعلیمات ہیں۔ انسانیت کے ساتھ الفت و محبت کا درس ہمیں صوفیاء نے دیا ہے۔ صوفیاء کی زبان میں کوئی سختی نہیں ہے، تصوف کی زبان میں کوئی دشمنی نہیں ہے۔ صوفیاء کی زبان میں کوئی rivalry نہیں ہے۔ تصوف کی زبان میں کوئی بغض و عناد نہیں ہے۔ صوفیاء کی زندگی کے گلستان میں ہر طرف اعلیٰ اخلاق کے پھول کھلے نظر آتے ہیں۔ ہمیں وہاں ہر طرف محبت و آشتی کا چمن کھلنا نظر آتا ہے۔ اہل اللہ کی مجلس میں بیٹھنے سے انسان کی زندگی درست ہوتی ہے۔ اس کے اخلاق درست ہوتے ہیں۔ زندگی گزارنے کا سلیقہ آتا ہے۔ اہل اللہ کی مجلس رذائل سے بچاتی اور کمالات سے روکنے کا ایک نسخہ مجرب ہے۔

☆☆☆

زندگی گزار رہا ہے۔ صوفیاء نے نہ ترک دنیا کا سبق دیا نہ غرق دنیا کا۔ صوفیاء نے کہا کہ تم دنیا سے یوں الگ ہو نہ رہو کہ یہ تمہارے لیے اجنبی لگے اور تم اس دنیا میں اجنبی لگو۔ تم دنیا میں بھی رہو مگر اسکی آلائشوں سے خود کو محفوظ رکھو۔ تم دنیا کو استعمال کرو مگر دنیا تمہیں استعمال نہ کرے۔ تم اپنی خواہشات کے بندے نہ بن جاؤ۔

اما ابوالقاسم عبدالکریم بن حوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ القشیر یہ میں کچھ صوفیاء کا تذکرہ کیا ہے جس کا مطالعہ نہایت مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ اس رسالے کو تصوف کی بنیادی کتاب اور نصاب تصوف کا ایک خوبصورت آئینہ کہا جاسکتا ہے۔ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالے میں پہلا تذکرہ حضرت ابواسحاق ابراہیم بن عدم بن منصور کا کیا ہے جو خراساں کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ شاہانہ زندگی گزار رہے تھے۔ خراساں کے مشہور شہر بلخ سے انکا تعلق تھا۔ ایک دن شکار کیلئے نکلے۔ لومڑی یا خرگوش کے پیچھے گھوڑا دوڑایا۔ گھوڑے پر سوار ابراہیم بن عدم اپنے شکار کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ غیب سے آواز آئی اے ابراہیم! کیا ہم نے تمہیں اس کام کیلئے پیدا کیا؟ ہانف غیبی کی یہ آواز سن کر دل بے چین سا ہو گیا۔ ایک عجیب افسردگی کی کیفیت طاری ہو گئی گھوڑے کی زین کے پیچھے سے آواز آئی اے ابراہیم! قسم بخدا! تم اس لیے پیدا نہیں کیے گئے۔ تمہیں نہ اس بات کا حکم دیا گیا۔ یہ آواز سنی، سب کچھ وہیں چھوڑا۔ اونی جبہ پہن کر تلاش حقیقت میں نکل پڑے۔ جنگل میں ایک وقت گزارنے کے بعد مکتہ المکرمہ تشریف لے گئے جہاں آسمان علم و دانش کے ستارے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور فضیل بن ایاز جگمگا رہے تھے۔ انکی صحبت اختیار کی۔ پھر شام کی طرف عازم سفر ہوئے اور اپنے ہاتھ سے روزی کمانا ساری زندگی کا وطیرہ بنالیا۔ آپ ہمیشہ فرماتے تھے کہ ”ہمیشہ رزق حلال کی تلاش کرو اور رزق حلال کی تگ و دو میں زندگی بسر کرو۔ اگر تم دن کا روزہ نہ رکھ سکو، رات کے تہجد اور نوافل ادا نہ کر سکو۔ لیکن تم نے اگر رزق حلال حاصل کر لیا تو تمہاری زندگی بہتر ہے۔ اگر رزق حلال نہیں ہے تو رات کی پنہائیوں میں اللہ کا ذکر بے کار ہے اور دن کے اجالے میں روزہ رکھنا بے سود ہے۔ اگر رزق حلال نہیں ہے تو عبادت قبول نہیں ہے اگر رزق حلال ہے تو تھوڑی سی عبادت بھی تمہارے لیے بلند درجے کا مقام رکھتی ہے“ آپ عام طور پر یہ دعا فرماتے ”اے اللہ اپنی نافرمانی کی ذلت سے

قانونی باریکیاں

مسئلہ فرد واحد کا نہیں، تمام مسلمانوں کا ہے

ایڈووکیٹ مشتاق احمد

سے ڈھکیل دیا جائے، دوئم یہ کہ مسلم نوجوانوں کی ہمت توڑ دی جائے یعنی انہیں Demoralise کر دیا جائے۔ انجینئر فصیح محمود کی اہلیہ بہت بہادری سے مقدمہ لڑ رہی ہیں۔ حکومت ہند اس کی غیر قانونی گرفتاری کو درست ثابت کرنے کے لیے اندر سے کاغذی تیاری کر رہی ہے۔ لیکن اول فصیح محمود کے خاندان کی ترقی رک گئی۔ سعودی میں کام کر رہے دوسرے ہندوستانی مسلم انجینئر ڈرے ہوئے ہیں اور فصیح کے آبائی گاؤں اور علاقے میں مسلمان دہشت زدہ ہیں۔ اس سرکاری دہشت گردی کا حل کیا ہے۔ وزیر اعظم سونیا گاندھی اور رائیل گاندھی وغیرہ سے ملنے کے باوجود اس طرح کے واقعات میں کمی نہیں نظر نہیں آ رہی ہے بلکہ امتیاز اور نمایاں نظر آرہا ہے۔ ادھر مسلم نوجوانوں کا قانون کے نام پر اغوا کیا جا رہا ہے اور ادھر مالیکاؤں اور سمجھوتہ ایکسپریس کے ملزم لوکیش شرما کو قومی تفتیشی ایجنسی (NIA) کے ذریعہ 90 دنوں کے اندر فرد جرم داخل نہ کرنے کی بنا پر این آئی اے عدالت کے ذریعہ اسے 25000 کے ذاتی چھلکے پر رہا کر دیا ہے۔ بابر مسجد انہدام کے ملزموں کی فوجداری مقدمہ اپنے ابتدائی مراحل میں ہے جب کہ 1999 کے ممبئی بم بلاسٹ کے ٹاڈا کے مقدمہ میں مسلم نوجوانوں کو ٹاڈا کورٹ نے 2006 میں ہی فیصلہ سنا چکا تھا، جس میں 12 ملزمین چھانسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ فی الحال سپریم کورٹ میں ساری اپیلوں کی سنوائی چل رہی ہے جب کہ سی بی آئی نے چارج شیٹ میں لکھا ہے کہ 93 کے سیریل بم بلاسٹ بابر مسجد انہدام کے نتیجے میں ہوئے تھے۔ دونوں واقعات کی تفتیش سی بی آئی نے کی۔ ایک میں اتنی مستعدی اور دوسرے میں اتنی سستی، ان مسائل کا حل ہے جس

مسلم نوجوانوں کی گرفتاریاں جاری ہیں۔ یہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت کئی سالوں سے کیا جا رہا ہے۔ پہلے مدرسوں کو نشانہ بنایا گیا، مدرسوں کے طلباء کو بغیر کسی ثبوت کے غیر قانونی طور سے گرفتار کیا گیا اور ابھی کیا جا رہا ہے۔ مہاراشٹر، کرناٹک، گجرات، راجستھان، دہلی اور یوپی میں اعظم گڑھ جیسے پرامن اور تعلیم یافتہ علاقوں کو بدنام کرنے کے بعد اب بہار کے مدھوبنی اور دربنگہ کے علاقے کی باری ہے، جہاں مسلمان قدرے آسودہ ہیں اور تعلیمی اور معاشی میدان میں خاموشی سے ترقی کر رہے ہیں۔ پہلے مدرسوں کے طلباء کو پولیس پکڑتی تھی اور اب ادھر کئی سالوں سے مسلمان انجینئر، ڈاکٹر اور پیشہ وارانہ شعبوں کے طلباء کو ان کے ہاسٹل سے گرفتار کرنے یا سفر میں گرفتار کرنے کا ٹرینڈ بنایا گیا ہے۔ مسلم تنظیموں کی طرف سے آواز اٹھی ہے، وزیر اعظم اور سونیا گاندھی سے ملاقاتیں بھی کی گئی ہیں۔ مسلم یوتھ بچاؤ کنونشن بھی ہوا۔ شکیل اختر کی صریحاً غیر قانونی گرفتاری (بلکہ کرناٹک پولیس کے ذریعہ اغوا کیا گیا) کے سلسلے میں بہار کے وزیر اعلیٰ نے آواز بھی اٹھائی پھر بھی جامعہ الفلاح بلریا گنج مدرسہ کے دو کشمیری طلباء کا کیفیت ایکسپریس سے علی گڑھ ریلوے اسٹیشن سے صبح میں اغوا کیا گیا۔ سعودی عرب میں انجینئر فصیح محمود کی گرفتاری سے ایک اور نئے ٹرینڈ کا پتہ چلتا ہے وہ یہ کہ مسلم ممالک میں ہندوستانی مسلم نوجوانوں کو بدنام کر دیا جائے تاکہ انہیں ان ممالک میں نوکری نہ ملے۔ یہ سارا کام ہندوستانی خفیہ ایجنسیاں کر رہی ہیں۔ سازش وہیں تیار ہوتی ہے۔ پولیس اس کو انجام دیتی ہے۔ ان گرفتاریوں کے دو مقاصد ہیں، اول یہ کہ ہندوستانی مسلمانوں کو ترقی کی راہ

جرم کیا ہو جس میں 7 سال سے کم کی سزا ہو یا جرمانہ یا بغیر جرمانہ کے 7 سال تک کی قید ہو۔ لیکن اس طرح کی گرفتاری کے لیے موجودہ شرائط پورے ہونے چاہئیں:

(الف) شکایت، خبر یا شک میں اتنا مواد ہو کہ پولیس افسر اس نتیجے پر پہنچے کہ گرفتار ہونے والے شخص نے مذکورہ جرم کیا ہے۔
(ب) پولیس افسر مطمئن ہو کہ اس آدمی کو مزید جرم کرنے سے بچانے کے لیے اس کی گرفتاری ضروری ہے۔ (ج) مناسب تفتیش کے لیے اس شخص کی گرفتاری ضروری ہے (د) اگر اس شخص کو گرفتاری نہیں کیا گیا تو وہ ثبوت مٹا سکتا ہے یا اس میں ہیرا پھیری کر سکتا ہے (ہ) اگر اس فرد کو گرفتار نہ کیا گیا تو کسی دوسرے شخص کو جس کو واردات کے بارے میں جانکاری ہے روک رکھا ہے یا مجبور کر سکتا ہے کہ وہ دوسرا شخص عدالت کو یا پولیس کو اس بارے میں کچھ نہ بتائے۔ دفعہ (2) 41 میں ایک ایسی بات کا ذکر ہے جو ملزم کا حق ہے لیکن نہ وہ اس کا تقاضہ کرتا ہے اور نہ پولیس اسے قانون کے مطابق دیتی ہے۔ اس کے مطابق وہ سارے معاملات جو اوپر دیے گئے نکات کے تحت نہیں آتے وہاں پولیس افسر مطلوبہ شخص کے نام نوٹس جاری کرے گا کہ فلاں قابل دست اندازی پولیس جرم میں آپ ملوث ہیں اس لیے فلاں تاریخ کو اتنے بجے تھانہ میں حاضر ہوں۔ مطلوبہ شخص کو حکم کی تعمیل کرنی ہوگی اور نہ کرنے پر وہ گرفتار ہو سکتا ہے۔

سپریم کورٹ کے رہنما ہدایات: ڈی کے باسو مقدمہ میں سپریم کورٹ آف انڈیا نے غیر قانونی گرفتاری کے سلسلہ میں ایک تاریخی فیصلہ صادر فرمایا تھا جس میں گرفتاری کے سلسلے میں پولیس کے لیے کچھ رہنما اصول قائم کیے تھے جو دہلی کے تھانوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ سپریم کورٹ کے رہنما ہدایات کے کچھ حصوں کو قانون (سی آر پی سی) میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(۱) سپریم کورٹ کی ہدایت جسے دفعہ 42B سی آر پی سی میں

کا تذکرہ میں کسی دوسرے مضمون میں کروں گا فی الحال اس مضمون کے ذریعہ میں کچھ سمجھاؤ اور قانونی مشورہ دینا چاہتا ہوں تاکہ اس طرح کی بے جا گرفتاریوں پر کچھ قدغن لگ سکے۔

گرفتاری کا قانون: یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اگر پولیس کسی ملزم کو گرفتار کرنا چاہتی ہے تو اس سلسلے میں اس کے کیا اختیارات ہیں اور ملزم کے کیا حقوق ہیں۔ گرفتاری دو طرح سے ہوتی ہے، ایک گرفتاری جو عدالت کے ذریعہ وارنٹ جاری ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ملزم کو ہوتی ہے۔ گرفتاری وارنٹ دو طرح کا ہوتا ہے۔ قابل ضمانت وارنٹ کے تحت پولیس خود ضمانت لے سکتی ہے اور ملزم گرفتار ہو کر عدالت میں جانے یا جیل جانے سے فوری طور پر بچ سکتا ہے۔ غیر ضمانتی وارنٹ میں پولیس کو ضمانت دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اسے ملزم کو گرفتار کر کے عدالت میں پیش کرنا پڑتا ہے۔ غیر ضمانتی وارنٹ میں گرفتاری سے بچنے کا ایک قانونی طریقہ ہے جس کے بارے میں پھر کبھی مناسب موقع پر لکھوں گا۔

وہ حالات جن میں پولیس بغیر وارنٹ کے گرفتار کر سکتی ہے: دفعہ 41 مجموعہ ضابطہ فوجداری (سی آر پی سی) میں ان حالات کا ذکر ہے جن کے تحت پولیس کسی بھی آدمی کو بغیر وارنٹ کے گرفتار کر سکتی ہے۔ یہی وہ دفعہ ہے جس کے تحت پولیس کو بے پناہ اختیارات حاصل ہیں اور انہیں اختیارات کا غلط استعمال کر کے وہ جس کو چاہتی ہے، جہاں چاہتی ہے گرفتار یا اغوا کر لیتی ہے۔ اس طرح کے جرم کو قابل دست اندازی پولیس جرم (Cognizable Offence) کہتے ہیں۔ دفعہ 41 میں اس کی دلیل یوں ہے: ایسے آدمی کو پولیس براہ راست گرفتار کر سکتی ہے جس نے پولیس کی موجودگی میں کوئی بڑا عینی قابل دست اندازی پولیس جرم کیا ہو یا ایسا فرد جس کے خلاف ایک مناسب شکایت درج کرائی گئی ہو یا قابل اعتماد خبر ملی ہو یا مناسب شک پیدا ہو کہ اس نے ایک ایسا

جائے گا۔ اگر پولیس اریسٹ میمو کے بغیر اس فرد کو لے جا رہی ہے تو سخت مزاحمت کے ذریعے روکا جائے اور پولیس کے چنگل سے آزاد کرایا جائے کیوں کہ یہ گرفتاری نہیں اغوا ہے۔

(۶) سپریم کورٹ کی ایک دوسری ہدایت جسے سی آر پی سی کے دفعہ 41C میں کیا گیا ہے کے مطابق صوبائی حکومت ضلع اور صوبائی سطح پر ایسا انتظام کرے گی جہاں سے گرفتار شدہ افراد کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکے یعنی ریاستی سرکار گرفتار شدگان کا ڈیٹا بیس (Database) تیار کرے گی۔ اسی دفعہ کے تحت وزیر اعلیٰ نمیش کمار کرناٹک حکومت کے خلاف قانونی کارروائی کر کے کفیل اختر کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں اور غیر قانونی گرفتاری کی بنیاد پر کفیل اختر کو آخر میں رہائی مل سکتی ہے۔ (۷) سپریم کورٹ کی ایک ہدایت کو دفعہ 50A سی آر پی سی میں لیا گیا ہے جس کے مطابق گرفتاری کے بعد پولیس نے اس شخص کو کہاں رکھا ہے اس کی اطلاع گرفتار شدہ شخص کے ذریعے بتائے گئے دوست یا رشتہ داروں کو دی جائے گی۔ رشتہ دار یا دوست کو باخبر کرنے کی بات دفعہ 41B میں کہی گئی ہے۔ اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ (۸) دفعہ 50 سی آر پی سی کے مطابق پولیس افسر پر یہ لازم ہوگا کہ وہ بتائے کہ کس بنیاد پر مطلوبہ شخص کو گرفتار کرنے آیا ہے۔ یہاں پر گرفتار ہونے والے کے گھر، محلے اور گاؤں والوں کو ہنگامہ کرنا چاہیے کہ آپ کس گراؤنڈ پر اس شخص کو گرفتار کرنے آتے ہیں اور اگر پولیس والے وجہ نہیں بتاتے تو مطلوبہ شخص کو وہاں سے نہ لے جانے دیجئے اور اس قانون کا حوالہ دیجئے اور بہادری سے ڈٹ جائیے۔ آپ کو اس کا حق کوئی نہیں دے گا آپ کو خود لینا ہوگا۔ دفعہ 50A کے تحت پولیس پر لازم ہے کہ تھانہ پر رکھے رجسٹر میں یہ درج کرے کہ گرفتاری کی خبر ملزم کے فلاں رشتہ دار یا دوست کو دی گئی ہے۔ پولیس کو یہ بھی بتانا ہے کہ ملزم کے کیا حقوق ہیں لیکن پولیس یہ کیوں بتائے گی۔ ہمیں خود جاننا ہے،

ترمیم کے ذریعے شامل کر لیا گیا ہے، کے مطابق گرفتار کرنے والے پولیس افسر کا اپنی وردی پر صاف لفظوں میں اس کا نام ہونا چاہیے تاکہ اس سے اس کی شناخت ہو سکے۔ اگر ٹیم میں بہت لوگ ہوں تو سمجھوں کہ یونیفارم پر ان کا نام ہونا چاہیے۔ عام طور سے آج کل دیکھا جا رہا ہے کہ پولیس سادے ڈریس میں آتی ہے، یہاں گرفتار ہونے والے کے گھر والوں کو، محلہ والوں کو اور راؤں والوں کو صاف کہہ دینا چاہیے کہ چوں کہ آپ یا آپ لوگ وردی میں نہیں ہیں، اس لیے آپ یہاں سے واپس جائے اور وردی میں آئیں۔ اگر باہر کی پولیس ہے تو قانون کے دائرہ میں سختی سے پٹنا جائے۔ (۲) فوری طور پر مقامی پولیس، ایس پی و ڈی ایم وغیرہ کو خبر کیا جائے (۳) اگر پولیس افسر پولیس ٹیم وردی میں ہے تو ان سے سختی سے کہا جائے اور روکا جائے کہ جب تک مقامی پولیس نہیں آجاتی آپ اسے یہاں سے نہیں لے جاسکتے (۴) پولیس والوں کے پورے حلیہ کو لکھ لیا جائے۔ گاڑی کا نمبر لکھ لیا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ کوئی صاحب موبائل کے ذریعہ پولیس کی ویڈیو گرافی کر لیں۔ یعنی ہر وہ کام کریں جس سے عدالت میں ثابت کر سکیں کہ فلاں شخص کو فلاں جگہ سے گرفتار کیا گیا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ پولیس گرفتار یا اغوا کہیں اور سے کرتی ہے اور دکھاتی کہیں اور ہے۔ گاؤں کے کھلیا یا سرخچ یا پردھان کو وہاں بلایا جائے۔ آس پاس میں وکیل صاحب ہوں تو ان کو بلایا جائے کیوں کہ وہ پولیس والوں سے بہتر سوال کر سکتے ہیں کہ اس لڑکے کو کس بنیاد پر گرفتار کیا جا رہا ہے، اس کے خلاف کیا ثبوت ہے وغیرہ (۵) سپریم کورٹ کی ہدایت اور سی آر پی سی کے مطابق پولیس ایک اریسٹ میمو تیار کرے گی جس پر گرفتار شدہ شخص کے خاندان کا کوئی آدمی یا علاقہ کا کوئی قابل افراد شخص اس پر دستخط کرے گا اور اگر ایسی جگہ گرفتاری عمل میں آرہی ہے جہاں گرفتار شدہ شخص کے رشتہ دار نہ ہوں تو ایسے رشتہ دار یا دوست جس کا گرفتار شدہ شخص نام لے اس کی گرفتاری کے بارے میں مطلع کیا

دار پکڑا جاتا ہے تو اپنے کو بچاتے ہوئے اس کی ضرورت دیکھتے۔ مسلم تنظیموں سے گزارش ہے کہ آپ نے اس سلسلے میں اب تک کیا انتظامات کیے اس کا بھی ایمانداری سے جائزہ لیں۔ وقت کا تقاضا ہے کہ اب ساری تنظیموں کے متحدہ محاذ سے یہ کام ہونا چاہیے ورنہ بقول شاعر:

اس کے قتل پر میں بھی چپ تھا میرا نمبر اب آیا
میرے قتل پر آپ بھی چپ ہیں اگلا نمبر آپ کا ہے

☆☆☆

(بشکریہ روزنامہ راشٹریہ سہارا)

رابطہ نمبر: 9871774451

مراد آباد میں سواد اعظم ملنے کا پتہ

نعمی کتب خانہ جامعہ نعیمیہ روڈ دیوان بازار مراد آباد

موبائل نمبر: 7500938087

مصباحی بک ڈپو بڑی مسجد کے سامنے عابد گنجر کا بازار کرولا مراد آباد

موبائل نمبر: 9536988206

ممبئی میں سواد اعظم ملنے کا پتہ

دارالعلوم محمدیہ نعیم الاسلام

گوونڈی ممبئی موبائل: 9867064250

سنجھل میں سواد اعظم ملنے کا پتہ

خانقاہ عالیہ جیلانیہ محلہ کوٹ غربی سنجھل

رام پور میں سواد اعظم ملنے کا پتہ

مفتی یونس مصباحی

مدرسہ گلشن بغداد رام پور۔ (یو پی)

☆☆☆

مصیبت ہم پر آئی ہے اس لیے قانونی بیداری کی مہم چلایا جائے۔

مزید احتیاطی کارروائی: جیسا کہ اوپر ذکر آیا

ہے کہ پولیس پکڑتی کہیں اور ہے اور گرفتاری کہیں اور دکھاتی ہے۔ آپ کو ایسے ثبوت فوری طور پر یہ اکٹھا کرنے میں یا بنانے میں جس سے ثابت ہو کہ مذکورہ شخص کو فلاں جگہ سے پکڑا گیا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ پولیس اور گاؤں کی تفصیلات یعنی فوراً مقامی تھانہ، ایس پی ڈی ایم ہوم منسٹر وغیرہ کو میمورنڈم بھیجیں اور اس میں پوری تفصیل دیں۔ ویڈیوں گرائی کو بھی یا موبائل سے ویڈیو گرائی کریں تاکہ پولیس والوں کی شناخت ہو سکے اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کرنے میں مدد مل سکے۔ اگر باہری صوبہ کی پولیس سول ڈریس میں ہے اور بغیر کچھ بتائے آپ کے نو نہال کو غیر قانونی طور سے لے جانا چاہتی ہے تو یہ گرفتاری نہیں اغوا ہے اور سمجھ لیجئے کہ کچھ غنڈے بد معاش آپ کے بیٹے و اعزہ کا یا کسی اور کا اغوا کرنے آئے ہیں اور پولیس کے بھیس میں ان اغوا کاروں سے ویسے ہی نمٹیں جیسے ظالم اغوا کاروں سے نمٹا جاتا ہے۔ پولیس کی قانونی کارروائی میں دخل غیر قانونی ہے لیکن پولیس کی غیر قانونی کارروائی کو روکنا، اپنے یا اپنے بیٹے یا کسی اور کی شخصی آزادی کو بچانا آپ کا قانونی حق ہے۔ آئین کے آرٹیکل 22 کے مطابق پولیس پر یہ لازم ہے کہ گرفتار شدہ شخص کو مقامی عدالت میں 24 گھنٹے کے اندر پیش کرے۔ اس پر بھی ضد اور مزاحمت کیجئے یہ آپ کا حق ہے۔

ایک مؤدبانہ گزارش: آخر میں ہندوستان کے

تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ اس طرح کی مصیبت کو کسی فرد واحد کا مسئلہ نہ سمجھیں بلکہ اسے پورے مسلمانوں کا مسئلہ سمجھیں یہ صرف کفیل اختر، یاسائیکل مرمت کرنے والے شفیق انصاری یا انجینئر فصیح محمود یا بٹ برادران کا مسئلہ نہیں بلکہ سب کا مسئلہ ہے۔ یہ صرف اعظم گڑھ کا مسئلہ نہیں ہے جہاں کے ذہین لڑکے اب باہر جا کر پڑھائی کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔ اگر آپ کا پڑوسی یا رشتہ

تاریخ نجدیت - اظہار حقیقت

محمد عکاس علی نعیمی

نامی لڑکا اپنے والد و خاندان کی مقبولیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ریاست کے حصول میں لگا لیکن چوں کہ حصول منصب ریاست بے شمار مال و اسباب کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے اس لیے اپنے بیٹوں دوستوں احباب کو جمع کر کے مشورہ طلب کیا کہ بغیر مال و دولت ریاست کا حصول کس طرح ہوگا سب نے یہی رائے دی کہ دین داری کا حیلہ بہت ہی کارگر ثابت ہوگا اس حیلہ سے عوام الناس کو گرویدہ کر کے حرمین پر قبضہ جمایا جائے تو دوسرے شہر یا سانی فتح ہو جائیں گے اس منصوبہ بندی کے تحت اس کے خاندان کے تمام لوگوں نے کر دیا مریدین کی ایک لمبی چوڑی فہرست بن گئی تو ۱۲۱۸ھ کو ایک مجمع عام کیا اس میں دور دراز کے شہروں سے آئے ہوئے امراء عمائدین و ضادید کے سامنے یہ باتیں رکھیں کہ حکومت روم ایک سرد بن چکی ہے اور اسلام میں جمعہ عیدین حدود شرعیہ وغیرہ کی اقامت کے لیے ایک بادشاہ کا ہونا ضروری ہے بادشاہ روم کا نام خطبہ میں غازی وغیرہ کہہ کر لینا کذب و فریب کے سواء کچھ نہیں ہے ایسی صورت میں ہمارے اوپر ایک بادشاہ کا نامزد کرنا ضروری ہے لیکن مجھے اس سے معذور سمجھیں دنیا سے مجھے کوئی رغبت نہیں مریدین کہنے لگے کہ اس کا اہل حضور کے سوا کوئی نہیں تو بولا کہ مجبوراً یہ عہدہ قبول کرتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ تم عقائد و شرائع میں میرے ہی متبع رہو گے اخیر میں سب سے بیعت لے کر اور اسی روز خطبہ میں بادشاہ روم کے نام کا اخراج کر کے اپنا نام جاری کر دیا اپنا وطن مقام درعیہ میں خود امامت عظمیٰ کے مقام پر فائز ہوا اور گرد و پیش کے تمام شہروں میں اپنے بیٹوں دوستوں کو بنام خلفائے راشدین مقرر فرمایا اور قاضی محتسب وغیرہ کا تقرر کر کے بظاہر خود احیائے دین میں مشغول ہوا اس کا مقصود اصلی اپنے خود ساختہ مذہب کو پھیلانا تھا معتزلہ خارجیہ وغیرہ مختلف باطل فرقے کی کتابوں سے چند عقائد و مسائل کو اخذ کر کے قرآنی آیات

ایک دفعہ مال غنیمت کی تقسیم کے دوران حضور سید عالم ﷺ نے بد مذہبوں و بد دینوں کی نشانیاں بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ کفار و مشرکین سے قتال کو ترک کر کے مسلمانوں سے قتال کرنا جائز سمجھیں گے اگر میں ان کو پاؤں تو قوم عادی طرح قتل کر دوں (بخاری جلد اول ص ۲۷۲) اور ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے یمن و شام کے لئے دعائے برکت کی تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ نجد کے لئے بھی تو آپ نے دعا کرنے کے بجائے تیسری دفع ارشاد فرمایا کہ وہاں زلزلے و فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا سینک طلوع ہوگا۔ (بخاری اول ص ۱۴۱) پہلی حدیث میں تو نجدیوں کی طرف اشارہ ہے کیوں کہ نجدی بھیڑیوں نے ہی کفار و مشرکین کو چھوڑ کر مسلمانوں سے حرمین شریفین پر کشت و خون کا بازار گرم کیا لیکن دوسری حدیث میں صراحت ہے کہ وہیں سے شیطان کا سینک طلوع ہوگا۔ حضور علیہ السلام کی اس پیش گوئی کا ظہور اس طرح ہوا کہ ۱۲۰۳ھ میں سلطان عبدالحمید خاں کی وفات کے بعد ان کے بھتیجے سلیم ثالث نے بادشاہ کے بیٹوں کو نظر بند کر دیا اور خود زبردستی بادشاہ بن بیٹھا اور اس خوف سے کہ کہیں شہزادوں کی حمایت میں نہ کھڑے ہو جائیں بہت سے افسروں ذی اثر و فیو کو تہمتیں کر ڈالا اور رعایا پر بھی ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے اس کی اس روش سے ملک میں ہر طرف طوائف الملو کی پھیل گئی اکثر صوبے داروں نے خود مختاری کا اعلان کر دیا جس سے ملک روم میں بہت زیادہ خلل اور قتل و فساد برپا ہوئے وہ ہدایا و تحائف جو اہل حرمین شریفین کے واسطے ملک روم سے ہر سال آتے تھے سب مسدود ہو گئے اور مکہ و مدینہ کی شان و شوکت گھٹ گئی ہر ایک دنیا طلب جو ایک جمعیت رکھتا تھا ملک گیری کے چکر میں لگ گیا چنانچہ قبائل نجد میں عبدالوہاب نام کا ایک شخص صالح و پارسا عالم دین ممتاز و مقتدائے عام و خاص تھا اس کا ایک گندہ ذہن محمد

قتال دینا جائز نہیں ہے یہی سوچ کر اجازت نہیں دی اسی عالم میں یہ خبر آئی کہ نجدی بھیڑیے وحشت و بربریت کی حد کرتے ہوئے حرم شریف کی حد سے تجاوز کر آئے ہیں اب شریف مکہ کو ان کی خباثت و حیوانیت کا یقین ہوا بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نظر نہیں آیا چند غلاموں کے ساتھ مکہ سے جدہ فرار ہو گیا مسعودنا مسعودا ایمان کی آبرو گراتے ہوئے قتل و غارت کرتا مکہ میں وارد ہوا یہ حال دیکھ کر وہاں کے مرد و عورتوں نے پہاڑ میں پناہ لی اور کچھ لوگ خانہ خدا قبہ چاہ زم زم وغیرہ میں پناہ لئے ان بد بختوں نے ان مقامات مقدسہ کی عظمتوں حرماتوں کا جنازہ نکالتے ہوئے ان میں پناہ لینے والوں کے ساتھ وہ معاملات کیا جن کا احساس تو کیا جاسکتا ہے سپرد قلم نہیں کیا جاسکتا اور جملہ باشندگان مکہ کے ساز و سامان کو بزور شمشیر اپنے تصرف و اختیار میں لا کر حکم نافذ کیا کہ اہل پہاڑ پہاڑوں سے اتر کر اپنے گھروں میں آباد ہو سکتے ہیں مگر جس کے پاس اسلحہ و سامان جنگ پائیں گے قتل کر دیں گے اور اہل بیت کو امان نہیں ہوگی جس کو جہاں پایا جائے گا وہیں اس کا سرتن سے جدا کر دیا جائے گا ان سے ہمیں بہت زیادہ بغض و دشمنی ہے۔ جس کو بھاگنے کی ہمت و سکت تھی بھاگ گئے ورنہ جام شہادت نوش فرمایا۔ جس جگہ شکاری جانور اپنا شکار چھوڑ دیتا ہو جنگلات کو کاٹنا حیوانات کو ستانا حرام ہو پرندگان کعبہ کے سامنے پہنچتے ہی دائیں بائیں رخ موڑ لیتے ہوں ایسی عظمتوں رفعتوں کی حامل جگہ میں کیسے کیسے مظالم کے پہاڑ ڈھائے۔ انا للہ وانا الیہ رجعون۔

بعدہ ہلاکت و تباہی سے دوچار کرنے کا عزم لے کر مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ کیا راستے میں جو سامنے آیا جام شہادت پلایا مدینہ میں بھی مکہ جیسے حالات کر دیئے جو مزاحم ہو ختم کر دیا صحابہ کرام و اہل بیت کے آثار و قبروں کو منہدم کر کے زمین بوس کر دیا نام و نشان مٹا دیا اور روضہ رسول کا نام صنم اکبر رکھا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ چند ابواب و آوارہ روضہ رسول کو بھی منہدم کرنے کے لیے دروازہ کھول دیئے دروازہ کھلتے ہی ایک ازدہ نے عصائے موسیٰ کی طرح ان فرعونوں پر ایسا پھونکا مارا کہ اکثر سیاہ چہرہ لے کر واصل جہنم ہوئے اس سے ایسی بدبو پھیلی کہ ان کے لوگوں نے ان کو غسل تو غسل کفن تک

واحادیث سے مزین کیا اور ایک کتاب بنام کتاب التوحید ایک مقدمہ دو باب پر مشتمل مرتب کی اس کا خلاصہ تمام امت مرحومہ کی تکفیر و تفسیق تھا اس کے چند نسخے اپنے خلفاء کی طرف بھی بھجوا دیئے ان سازشوں کے تحت مسعودنا مسعود ۱۲۲۱ھ میں ایک بہت بڑا لشکر لے کر بیت اللہ پر حملہ کرنے کو روانہ ہوا اشاعت دین و سنت کی خبریں سن کر مکہ وغیرہ کے لوگ چشم براہ تھے اطراف و اکناف کے لوگوں نے حقیقت حال سے واقف ہو کر شریف مکہ سے درخواست کیا کہ ترکی عربی بدوؤں کو بلا کر مکہ معظمہ کو بچانے کی فکر کریں تو شریف مکہ نے انکو ڈانٹ ڈپٹ کیا کہ معاذ اللہ زائرین کعبہ کی ممانعت کیسے کروں اصرار کے باوجود شریف مکہ وہی جواب دیتا رہا حتیٰ کہ مسعود کا لشکر قرن المنازل ہوتا ہوا طائف جا کر پورے شہر طائف کا محاصرہ کر لیا اور شہر میں یہ پیغام بھیجا کہ خلیفہ راشد دینی رحمان و محبت کے سبب تم لوگوں کو یاد کرتا ہے سب لوگ اطمینان و سکون کے ساتھ خلیفہ راشد کی زیارت کرنے کے لئے شہر سے باہر آگئے باہر ہوتے ہی ان کے سرتن سے جدا کر دیئے گئے پھر شہر طائف میں ایک قیامت خیز منظر رونما ہوا شہر کے چاروں اطراف سے یورش کردی گئی مرد و عورت بچے بوڑھے چھوٹے بڑے جو بھی کچھ ہوئے سب کو تہ تیغ کر دیا جملہ ساز و سامان پر قبضہ کر لیا اور اپنی حکومت بھی قائم کردی اور دیکھ بھال کے لیے مکمل انتظام و انصرام کر کے مکہ کی جانب رخ کیا مصائب و آلام کا شکار طائف کے بقیہ لوگوں نے مکہ آ کر شریف مکہ کو طائف کے احوال خوریزیاں سنائے تو پانی سر سے گزر چکا تھا آپ کے پاس صرف پانچ سو فوج تھی اور ٹائم بھی نہیں تھا کہ اطراف سے مدد و کمک منگاتے کتاب التوحید مکہ صرف ایک روز قبل پہنچی تھی جس کے بیانات سے واقف ہو کر علمائے مکہ نے اس کے مصنف و معتقدین کی تکفیر کردی تھی خادین حرم نے شہریوں و بازاریوں کو لڑائی کے لئے تیار کیا اور شریف مکہ کے غلاموں نے بھی ان سے متفق ہو کر شریف مکہ سے مقابلہ کی اجازت طلب کرنے لگے شریف مکہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ شاید طائف والے شدید مزاحمت کئے ہوں اسی کے پاداش میں یہ خوریزیاں ہوئی ہوں حرم میں یہ خون کی ہولی نہیں ہوگی لہذا مجھ کو حکم

کر دیتے ان کے ڈھائے ہوئے مساجد و مقابر کو از سر نو تعمیر کرنے کا حکم جاری فرما کر اپنی منزل مقصود کی طرف شاداں و فرحاں روانہ ہوئے۔
فالحمد للہ رب العالمین۔ پھر دوبارہ حرمین شریفین پر ان نجدی بھیڑیوں کا تسلط کیسے ہوا ملاحظہ ہو۔

جب فرانس برطانیہ وغیرہ کی متحدہ طاقت نے محافظ حرمین شریفین حکومت ترکی کا مقابلہ کر کے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور ۱۹۲۳ء میں طحکال پاشا نے ترکی کے بقیہ حصہ پر غیر اسلامی حکومت قائم کی تو حرمین شریفین کا کوئی محافظ نہیں رہ گیا موقع غنیمت جان کر نجدی انگریزوں کی مدد پر مکہ مدینہ پر حملہ آور ہوا اور سعود مردود کی سفاکی و سفاکی کی تاریخ دوہرائی۔ مختصر لڑائی کے بعد شریف مکہ کو شکست ہوئی شریف حسین ہاشمی کو گرفتار کر کے انگریزوں کے حوالے کر دیا گیا انگریزوں نے ان کو مقام قبرص میں نظر بند کر دیا اسی صدمے میں چند روز بعد اس کا وہیں انتقال ہو گیا اس کے بعد اور ایک مرتبہ شریف مکہ کا شریف بیٹا علی نے حجاز مقدس کو ان کے ہاتھوں سے چھیننے کی کوشش کی لیکن جلد ہی اس کو بھی ابن سعود کے ہاتھوں شکست کھانی پڑی بالآخر اس نے راہ فرار اختیار کی نجدیوں نے حرمین شریفین پر مکمل طریقے سے قبضہ جمایا اور سعود کے طریقہ قبضہ پر چلتے ہوئے سادات علماء صلحاء کے قتل سے اپنے ہاتھ کو رنگنے کے بعد آخر مبرکہ و مقابر و مساجد مقدسہ کو منہدم کر دیا جنت المعلیٰ، جنت البقیع کے تمام قبے شرک و بدعت کہہ کے مسمار کر دیئے گئے مکہ معظمہ کے آثار مقدسہ مثل مولد النبی مولد فاطمہ اور ان جیسے دوسرے با عظمت مقامات کو بالکل پائمال کر دیا مسجد جن، مسجد بوتیس، مسجد نور حتی کہ روضہ مطہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی گرانے کا عزم ناپاک کیا لیکن ایسا نا کر سکا۔ آہ اس وقت سے اب تک حجاز مقدس پر نجدیوں کا ہی تسلط قائم ہے حجاز مقدس کی زمین پھر ایک ابراہیم پاشا کی راہ دیکھ رہی ہے جو پرچم سنیت کو بلند کرتے ہوئے حجاز کا رخ کرے اور اس کو نجدیوں کے ناپاک وجود سے پاک کرے اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ آمین

☆☆☆

نہیں دیا اور کتوں کی طرح شہر کے باہر ڈال دیا اس طرح روضہ رسول ان کے ناپاک ارادوں سے محفوظ رہا الحاصل سعود نے ظلم و ستم جو روح جفا کی رسوں کو ادا کر کے اپنی حاکمیت کا مکمل انتظام و انصرام کر لیا اور چند افسروں کو ان امور کے لیے مقرر کر کے تمام سامان لے کر مکہ آ گیا اور مطمئن ہو کر آرائے تخت ہو گیا۔ ۱۲۲۳ھ میں جب سلطان محمود خاں غازی تخت نشین روم ہوا ان چھوٹے بڑے دجال و کذاب کے احوال واقعہ کی خبر پا کر محمد علی پاشا والی مصر کو فرمان لکھا کہ ان کا تدارک کریں ان میں سے کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑیں والی مصر نے ابراہیم پاشا کو ایک لشکر جرار دے کر راگن اونٹ پر سوار کر کے بندر گاہ جدہ کی طرف روانہ کیا ان کے آنے کی خبر سن کر سعود نا مسعود اپنے لشکر کو لے کر جدہ پہنچ گیا اور وہاں دریا کے کنارے خیمہ زن ہو گئے ان کے پہنچنے سے پہلے ہی ابراہیم پاشا قلعہ میں داخل ہو گئے تھے جہاز واپس کر کے امیر البحر کو یہ حکم بھیجا کہ آدھی رات کے وقت دشمن پر بخون مارے لیکن آدھی فوج کو محفوظ رکھ کر اس وقت استعمال کریں جب کہ دشمن راہ فرار اختیار کرے ایسا ہی ہوا کہ آدھی رات کو امیر البحر نے دشمن کے لشکر میں دھاوا بول دیا ادھر سے ابراہیم پاشا بھی قلعہ سے نکل کر گولہ بارود کی آگ برسانے لگے ان گروہ شیطاں کو ایسے سخت حملہ و گولہ باری سے کبھی پلہ نہیں پڑا تھا انہیں راہ فرار اختیار کرنے میں ہی اپنی کامیابی نظر آئی جو نبی بھاگنا شروع کئے محفوظ لشکر کو بھی حملہ کرنے کا حکم ہو گیا پھر تو تین اطراف سے کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا شیطانوں کو کائنات کا ذرہ ذرہ اپنا دشمن نظر آنے لگا سردھڑکی بازی ہونے لگی بیٹا رنجیدی واصل جہنم ہوئے لیکن بعض لوگ سعود مرد و سمیت بھاگنے میں کامیاب ہو گئے اس طرح اس جنگ کا اختتام ہوا ابراہیم پاشا طائف میں سنی امیر مقرر کر کے مکہ روانہ ہوا وہاں کے حالات بھی درست کر لئے اور کچھ لشکر مدینہ منورہ کی طرف بھیجا کہ وہاں کی سرزمین کو بھی نجدیوں کے وجود سے پاک کریں اور خود نجد جا کر ان شیطاں میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑا تمام غصب کئے ہوئے مالوں کو اپنے قبضے میں لا کر حتی الوسع ان کے اپنے اپنے مالکوں کی طرف واپس کر دئے اور جو مال غنیمت ہاتھ آئے سب کو حرم شریف پر منقسم

منظومات

استقبال رمضان

آگیا ہے ماہ رمضان رحمت و برکت لئے
مومن کے واسطے اک مژدہ جنت لئے
روزہ داروں کیلئے ہے باب ریاں منتظر
جنتیں آراستہ ہیں دائمی راحت لئے
اس میں رحمت، مغفرت اور نارودوزخ سے نجات
ایک مہینہ سیکڑوں سالوں کی ہے برکت لئے
وہ تراویح کی نمازوں میں مسلمانوں کا جوش
دوڑنا مسجد کی جانب دیدہ حیرت لئے
مسجدوں کی رونقیں بڑھ جاتی ہیں اس ماہ میں
جا رہے ہیں اہل ایمان جذبہ طاعت لئے
ہے اس کے آخری عشرے میں اک شب قدر کی
معتکف ہیں جس میں مومن خواہش جنت لئے
روزے رکھو اور تلاوت بھی کرو قرآن کی
رحمت رب منتظر ہے عزت و شوکت لئے
روزہ کا ایک ایک دن ہے فضل باری سے بھرا
بدر والوں سے ملا جو رخ اور نصرت لئے
(مولانا بدر القادری مصباحی)

مریضان محبت

غلاموں میں ہے کتنی بے نیازی
نہ بھولیں گے مریضان محبت
تمہارے دم قدم سے ہیں بہاریں
وہی جانے کہ جس کا آسمان ہے
شفاعت کی نظر میں دونوں یکساں
غلاموں کی یہ عظمت اللہ اللہ
زمانہ محو حیرت ہو رہا ہے
(مفتی شعبان نعیمی حبابی ممبئی)

نعت شریف

پیام لائی ہے باد صبا مدینے سے
کہ رحمتوں کی اٹھی ہے گھٹا مدینے سے
الہی کوئی تو مل جائے چارہ گر ایسا
ہمارے درد کی لادے دوا مدینے سے
حساب کیسا، نکیرین ہو گئے بے خود
جب آئی قبر میں ٹھنڈی ہوا مدینے سے
یہی تو خانہ خرابی کا اک ٹھکانہ ہے
چلوں کہاں دل درد آشنا مدینے سے؟
ہمارے سامنے یہ نازش بہار فضول
بہشت لے کے گئی ہے فضا مدینے سے
فرشتے آتے ہیں اور جاتے ہیں
بہت قریب ہے عرش خدا مدینے سے
خدا کے گھر کا گدا ہوں فقیر کوئے نبی
لگاؤ ہے مجھے اس سے سوا مدینے سے
وطن پر اپنے ہمیشہ اسی کو دی ترجیح
مدینے والوں کو کیا عشق تھا مدینے سے
وداع ہو کے جو کے سے آئے بعد طواف
گئے نہ لوٹ کے پھر مصطفیٰ مدینے سے
نہ آئیں جا کے وہاں سے یہی تمنا ہے
مدینے لا کے نہ لائے خدا مدینے سے
تڑپ بھی آؤ صریح حسین پر سیماب
کچھ ایسی دور نہیں کر بلا مدینے سے
(سیماب اکبر آبادی)

اسلام اور تعلیم نسواں

مفتی محمد ناظم علی رضوی مصباحی

قرآن عظیم کا ارشاد ہے:

”وَلَا تَقْسُطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكَحُوا
مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرَابِعَ“

(پ: ۴، النساء: ۱۲، آیت: ۳)

اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو نکاح میں جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار۔ اس آیت کے پہلے اور آخری جز میں بہ ظاہر مناسبت معلوم نہیں ہوتی کہ یتیموں کے حقوق میں عدم انصاف اور اجازت نکاح میں باہم کیا تعلق ہے۔ ایک شاگرد نے آپ کی خدمت میں یہ اشکال پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ بعض لوگ یتیم لڑکیوں کے ولی بن جاتے ہیں جن کو ان سے موروثی قرابت ہوتی وہ اپنی قوت ولایت سے ان سے نکاح کر کے ان کی جائداد پر قابض ہونا چاہتے، ان کی حمایت کرنے والا کوئی نہ ہوتا، اس لیے انہیں مجبور کر کے ہر طرح دباتے اور ان کے حقوق پامال کرتے۔ اللہ عزوجل ایسے لوگوں کو خطاب فرماتا ہے کہ اگر تم ان یتیم لڑکیوں کے معاملات میں عدل نہ کر سکو تو ان کے علاوہ عورتوں سے نکاح کرو، دو، تین، چار سے مگر ان یتیم بچیوں کو اپنے نکاح میں نہ لاؤ۔ (بخاری ۲/۶۳۷)

اس طرح کی بے شمار شہادتیں ہیں جن سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ تفسیری روایات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اہم حصہ ہے۔ مفسرین کی عظیم جماعت نے آپ کی تفسیری روایات کو اپنی کتابوں میں جگہ بخشی جس سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ اسلام میں عورتوں کی تعلیم کا اعلیٰ مقام ہے کہ

س نے عورتوں کو احسن الکلام، بلغ النظام کلام اللہ کی تفسیر اور روایت کا حق بخشا ظاہر ہے کہ اگر خواتین کو اسلام میں یہ حق حاصل نہ ہوتا تو سرکار کی ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ ہرگز اس علم میں کمال و رسوخ حاصل نہ کرتیں اور نہ تفسیری روایات کرتیں، نہ مفسرین کرام آپ کی روایتوں کو اپنی اپنی تفاسیر کی زینت بناتے یہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ اسلام میں عورتوں کو تعلیم کے اعلیٰ حقوق حاصل ہیں۔ قرآن عظیم کی تفسیری روایات کے ساتھ احادیث کریمہ کی روایت میں بھی خواتین اسلام کا اہم اور نمایاں کردار ہے، ان میں حضرت عائشہ صدیقہ صف اول میں ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”ما أشكل علينا أصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم حديث قط فسألنا عائشة إلا وجدنا عندها منه علما“

(مسلم شریف ۲/۲۲۷، ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ازواج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص: ۵۷۴ مجلس برکات) جب کسی حدیث کے سمجھنے میں دشواری پیش آئی اور ہم نے اس کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف رجوع کیا تو آپ کے پاس اس حدیث کا علم دافر پایا۔

آپ سے دو ہزار دوسو حدیثیں مروی ہیں جن میں سے ۱۷۴ حدیثوں پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے بخاری نے منفرد آپ سے ۵۴ حدیثیں روایت کیں اور امام مسلم نے ۶۸ حدیثیں منفرد طور پر روایت کیا۔ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج

اور تین کے ساتھ امام بخاری اور تیرہ کے ساتھ امام مسلم منفرد ہیں۔
باقی دیگر کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ (مدارج النبوة ۲/۸۱۷)

حضرت جویریہ جن کا اصلی نام برہ تھا آپ سے سات
حدیثیں مروی ہیں۔ دو بخاری اور دو مسلم اور باقی دوسری کتابوں
میں ہیں۔ (مدارج النبوة ۲/۸۲۶)

یہ سرکار کی ازواج مطہرات و طبیبات و طاہرات کی روشن
خدمات ہیں، امت کی دیگر خواتین اسلام کی خدمات بھی ملاحظہ
فرمائیں۔

امام ابن حجر نے اپنی کتاب میں اسلام کے قرن اول کی
۱۵۴۳ محدثہ خواتین کے حالات زندگی قلم بند فرمائے ہیں۔ جو اپنے
زمانہ میں علم و فضل میں یکتا رہے روزگار تھیں۔ انھوں نے علم حدیث
کی گراں قدر خدمات کے وہ روشن اور امنٹ نقوش چھوڑے ہیں جو
تاریخ اسلام میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ خواتین اسلام کی
اس مقدس جماعت کا حدیث کی روایت کرنا اور محدثین کرام کا اپنی
کتب احادیث کو ان کی روایتوں سے مزین کرنا اور ان پر اعتماد کرنا
اور ان سے اخذ و استنباط اور تمسک و استدلال اور افادہ و استفادہ کرنا
، ان کی طرف رجوع کرنا، اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ مذہب
اسلام میں عورتوں کو جو تعلیم کے حقوق حاصل ہیں کسی مذہب اور
معاشرہ میں اس کی مثال نہیں مل سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا کون سا
مذہب ہے جس نے تفاسیر و احادیث کی روایات کا اس درجہ اہتمام
کیا ہو۔ شارع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات
و طبیبات و طاہرات اور دیگر خواتین امت کا اس قدر تفسیر و حدیث کی
روایت کا اہتمام کرنا اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ مذہب اسلام
نے عورتوں کو تعلیم کے اعلیٰ حقوق عطا فرما کر ان کی زندگی کو عروج و
کمال بخشا اور انھیں سر بلند فرمایا ہے کہ آج امت کی خواتین کا بھی
تفسیر و حدیث کی روایت میں اہم حصہ ہے، ان حقائق کو پس پشت
ڈال کر میڈیا کا مذہب اسلام پر یہ ہرزہ سراتی کرنا کہ اسلام میں

مطہرات میں سووہ بنت زمعہ کے متعلق گزر چکا کہ آپ بہت بڑی
عالمہ تھیں، یہاں تک کہ بعض صحابہ کرام آپ سے درس لیا کرتے۔

حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فقہ و حدیث میں
بلند مقام حاصل تھا حضور اقدس سید عالم ﷺ سے سات حدیثیں
آپ نے روایت کیں جن میں پانچ صحیح بخاری شریف باقی دوسری
کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ (حاشیہ اکمال فی اسماء الرجال)

علم حدیث میں بہت سے صحابہ اور تابعین آپ کے
شاگردوں کی صف میں نظر آتے ہیں جن میں خود ان کے بھائی عبد
اللہ بن عمر بہت مشہور ہیں۔ (زرقانی ۳/۳۸-۲۳۷)

حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان نے ۶۵ حدیثیں حضور
اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیں۔ دو حدیثیں
صحیحین بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں موجود ہیں اور ایک حدیث
صرف امام مسلم نے روایت کی باقی حدیثیں دوسری کتابوں میں
موجود ہیں۔ آپ کے تلامذہ میں حضرت امیر اور ان کی صاحب
زادی حبیبہ اور سفیان بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے مشاہیر
حضرات ہیں۔ (زرقانی ۳/۲۵۴، مدارج النبوة ۲/۸۲۸)

حضرت صفیہ بنت جحی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دس حدیثیں روایت کیں جن
میں ایک بخاری و مسلم دونوں میں ہے، اور باقی نو حدیثیں دیگر
حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ (مدارج النبوة ۲/۸۳۰)

حضرت میمونہ بنت حارث بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ
سے کل ۷۶ حدیثیں مروی ہیں جن میں سات حدیثیں بخاری
و مسلم دونوں میں مذکور ہیں اور ایک حدیث صرف بخاری اور ایک
صرف مسلم اور بقیہ حدیثیں دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔

(مدارج النبوة ۲/۸۳۳)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کتب متداولہ میں
۳۷۸ حدیثیں مروی ہیں جن میں تیرہ پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے

ہے اور نفس کا تزکیہ کرتا ہے، انسان کو انسانیت کی تعلیم دیتا ہے اور حیوانیت اور خواہش پرستی اور جنسی انارکی سے باز رکھتا ہے۔

تفاسیر و احادیث کی اہم خدمات کے ساتھ فقہ و افتا کی خدمات میں خواتین اسلام کا نمایاں حصہ ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ:

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہت سی باتیں یاد رکھیں اور آپ کے بعد تقریباً ۵۰ سال زندہ رہیں اور لوگوں نے آپ سے بہت زیادہ اخذ و استفادہ کیا اور بہت سے علوم و آداب آپ سے نقل کیے۔ یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ شریعت کے ایک چوتھائی احکام آپ سے منقول ہیں۔“ (فتح الباری ۷/۸۲ و ۸۳)

عطا ابن ابی رباح فرماتے ہیں: کانت عائشۃ أفضھ وأعلم الناس وأحسن الناس رأیافی العامة۔“ (رواہ الحاکم وغیرہ)

امام ابن قیم رقم طراز ہیں کہ رسول اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب میں جن حضرات کے فتاویٰ محفوظ ہیں ان کی تعداد ایک سو تیس سے کچھ زیادہ ہے۔ جن میں مردوں کے دوش بہ دوش عورتیں بھی شامل ہیں ان میں سات حضرات کے فتاویٰ اس قدر زیادہ ہیں کہ بقول علامہ ابن حزم اگر ان میں سے ہر ایک کے فتاویٰ کو یکجا کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ ان سات حضرات میں حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود جیسی گراں قدر اور اہم شخصیتوں کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظیم شخصیت کا نمایاں اور وافر حصہ ہے۔

شیخین کریمین اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عہد میں آپ کا افتا کے اہم فرائض انجام دینا، اکابر صحابہ کرام کا آپ کے علم و فضل کا برملا اعتراف کرنا اور درپیش پیچیدہ و لا ینحل مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرنا اور آپ سے استفسار کرنا فقہ

عورتوں کو تعلیم کے حقوق حاصل نہیں، سراسر ظلم، اور عدل و انصاف کا خون کرنا ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ میڈیا عورتوں کی جس تعلیم کا خواہاں ہے مذہب اسلام میں ہرگز اس کی اجازت نہیں ظاہر ہے کہ مذہب اسلام میں ہرگز اس بات کی اجازت نہیں کہ عورت ایسی تعلیم کی تحصیل کرے جس سے اس کا محترم وجود پامال ہو اور اس کا وقار جاتا رہے۔ فحش چیزوں کی تعلیم دنیا عورتوں کے پاکیزہ وجود کو پامال کرنا ہے۔ میڈیا کا مقصد یہی ہے کہ عورتوں کو ایسی تعلیم پر آمادہ کیا جائے جس سے ان کی عظمتوں کو ٹھیس پہنچے، سیکس اور جنسی آوارگی کی تعلیم داخل نصاب کرنا کوئی پاکیزہ مذہب و معاشرہ پسند کرے گا؟ ظاہر ہے جنہوں نے عورتوں کے پاکیزہ وجود کو محض کھلونا سمجھ رکھا ہے کہ جب چاہا اسے استعمال کیا، اس سے پیاس بجھائی اور لذت اندوزی کی وہ جنسی آوارگی کی تعلیم عورتوں کے لیے ضروری سمجھتے ہوں گے کہ ان کا نفس بیدار ہو اور خواہش پرستی کے شعلے مشتعل ہوں اور خواہش پرستوں کا بازار گرم ہو اور عورتوں کا تقدس پامال ہو، جو لوگ عدل و انصاف اور حقوق نسواں کے علم بردار بنتے ہیں وہ مجھے بتائیں کیا جنسی آوارگی کی تعلیم عورتوں کے پاکیزہ وجود کے لیے شایاں ہے، ہرگز نہیں اسلام ہمیشہ ایسی تعلیم کی اجازت دیتا ہے جس سے ان کے اخلاق پیوند خاک نہ ہوں، ان کا وقار مجروح نہ ہو بلکہ ان کا قصر عظمت بلند ہو جس معاشرہ میں جنسی آوارگی کی تعلیم عروج پر ہے وہاں کا حال کس قدر ناگفتہ بہ ہے کہ ”الآمان والحفیظ“۔

عہد زریں کی خواتین اسلام نے ہمیشہ ایسی تعلیم کو اپنی زندگی کا جزو لاینفک بنایا، اور خندہ پیشانی سے استقبال کیا اور پاکیزہ امانت جانا جوان کے وقار کا دشمن نہ ہوا انھوں نے تفسیر و حدیث کے علوم میں کمال تو حاصل کیا اس کا درس تو دیا، مگر کبھی ایسی تعلیم کو ترجیح نہ دی جس سے ان کا وجود زمیں پر بار بن کر رہ جائے اور معاشرہ انھیں قدر کی نظروں سے نہ دیکھے اسی لیے انھوں نے فحش علوم کی تحصیل نہ کی بلکہ تفسیر و حدیث کی تحصیل کی جو اخلاق کو پاکیزہ کرتا

فرمایا کہ وہ عورتوں سے یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ وہ اپنی چوٹیاں منڈوا لیں اور میں تو حضور اقدس کی نگاہوں کے سامنے غسل کرتی اور چوٹی نہ کھلتی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ عورت کو بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب اس فتویٰ کا علم ہوا تو فرمایا ”رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بوسہ لینے کے بعد تازہ وضو نہ فرماتے تھے یہ کہہ کر زیر لب آپ نے تبسم فرمایا۔ (صحیح بخاری.....)

کتاب وسنت واجماع امت کے بعد قیاس سے استدلال واستنباط کا درجہ ہے قیاس سے استنباط میں آپ یکتاے روزگار اور انفرادی شان کی مالک تھیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ فتویٰ دیتے تھے کہ مردہ کو غسل دینے اور جنازہ اٹھانے والے کو دوبارہ وضو کرنا چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب اس فتویٰ کا علم ہوا تو فرمایا ”کیا مسلمان مردہ بھی ناپاک ہوتا ہے اور اگر کوئی لکڑی اٹھائے تو کیا ہوتا ہے۔“

تاریخ وسیرت کی کتابوں کے مطالعہ سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ حضرت ام سلمہ، ام حبیبہ، ام عطیہ، حضرت حفصہ، وجویرہ ومیمونہ وفاطمہ وام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہن مفتیان صحابہ کی صف میں شامل تھیں اور فقہ وافتا کے اہم وسیچیدہ مسائل کا حل کتاب وسنت واجماع امت وقیاس کی روشنی میں پیش فرماتیں اور امت کی خواتین پیش آمدہ مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتیں اور اپنی علمی پیاس بجھاتیں بلکہ یہ حضرات صحابہ کرام کے مابین مختلف فیہ مسائل کا حل فرماتیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لوگ مسائل دریافت کرتے سیدنا عبد اللہ بن عباس اور حضرت بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین ایک مختلف فیہ مسئلہ کا حل آپ ہی نے فرمایا۔ (مسند امام احمد ۳/۳۱-۳۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ حضرت میمونہ

واقفا میں آپ کے کمال کی روشن دلیل ہے۔ محبوبہ محبوب رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تفقہ وافتا اور استنباط واستدلال کی شان ہی عظیم تھی۔ مآخذ شرع کتاب وسنت اور قیاس سے استدلال واستنباط میں آپ انفرادی اور امتیازی مقام رکھتیں۔ جیسا کہ درج ذیل شواہد اس کی روشن دلیل ہیں۔

ایک مرتبہ متعہ کے متعلق ایک شخص نے آپ کی رائے دریافت کی تو آپ نے متعہ کی حرمت میں درج ذیل آیت کریمہ سے استدلال فرمایا:

”والذین هم لفروجهم خفظون إلا علی أزواجهم أو مملکت أیمانهم۔“ (المومنون پ: ۱۸، آیت: ۵، ع: ۱)
اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بی بیوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی ملک ہیں۔

کہ استمتاع صرف اپنی بیوی اور باندی ہی سے حلال ہے اور متمومہ عورت تو شرعاً نہ بیوی ہے نہ باندی، اس لیے اس سے استمتاع ناجائز اور متعہ حرام ہے، یہ کتاب اللہ سے آپ کے استدلال اور کمال استنباط کی روشن جھلک ہے۔

ایک مرتبہ ایک غلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ میں عتبہ ابن ابولہب کا غلام تھا، میاں بیوی دونوں نے مجھے اس شرط پر فروخت کر ڈالا کہ ولایت انھیں کو حاصل رہے گی تو آپ نے فرمایا کہ رسول پاک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی یہی واقعہ پیش آیا تو حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بریرہ کو خرید کر آزاد کر دو، اور ولایت تمھیں کو حاصل رہے گی۔ اگرچہ خریدار اللہ عز وجل کے احکام کے خلاف جس قدر چاہیں شرطیں لگائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فتویٰ تھا کہ ”غسل کے وقت عورت کو چوٹی کھول کر بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب اس فتویٰ کا علم ہوا تو

تعلیم نسواں کا مخالف ہوتا تو عہد رسالت سے لے کر آج تک امت کی خواتین کا اس پر تعامل نہ ہوتا۔ ازواج مطہرات و صحابیات و تابعیات خود حدیث و فقہ و تفسیر و ادب و علوم کی تحصیل خود نہ کرتیں اور نہ ہی کسی کو تعلیم دیتیں اور اکابر صحابہ و تابعین خود بھی خواتین اسلام سے علوم و معارف کے گوہر حاصل نہ کرتے۔ شارح امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تعلیم نسواں کا حکم فرمانا اور اس کی ترغیب اور اس پر اجر کا وعدہ یہ ساری چیزیں اس امر کی روشن دلیل ہیں کہ اسلام میں تعلیم نسواں کو اہمیت حاصل ہے کہ اس کے بغیر ان کی زندگی بے کیف و بے نور رہے گی اور ان کا مستقبل تاریک رہے گا۔ معاشرہ ان کو قدر کی نظروں سے نہ دیکھے گا، دور صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے بہت بعد بلکہ آج تک فقہائے اسلام و علمائے دین ملت و اساطین قوم کی پاکیزہ اور مقدس خواتین قرآن و سنت و فقہ و ادب و غیرہ علوم کی تحصیل سے آراستہ اور مزین ہوئیں۔ ست الاجناس، ست الفقہاء، ست العرب، ست الکمل، ست الملوک، ست الوزراء، شرف النساء زین الدار اور شجرة الدر وغیرہ عظیم خطابات و القابات اسی عہد زریں کی اہم یادگار ہیں فقہ اعظم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان جنھیں صدر الشریعہ کا اہم خطاب و لقب مجدد اعظم فقہ اسلام سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے عطا فرمایا اور یہ فرمایا کہ:

”موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجدی علی

میں زیادہ پائے گا۔“

آپ حضرت صدر الشریعہ نے خود اپنی بیٹیوں کو فقہ و حدیث وغیرہ مختلف علوم و آداب کی تعلیم فرمائی بلکہ آپ اپنے ایک فتویٰ میں استفتا کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

”عورتوں کو علم دین کی تعلیم دینا فرض ہے جیسا کہ حدیث میں ہے ”طلب العلم فريضة على كل مسلم ومسلمة“۔

(فتاویٰ امجدیہ ۲/۲۵۱)

☆☆☆

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں پراگندہ بال آئے تو آپ نے فرمایا، بیٹا اس کا کیا سبب ہے؟ بولے ام عمارہ میرا کنگھا کرتی تھیں اور آج کل ان کے ایام (حیض) کا زمانہ ہے آپ نے فرمایا کیا خوب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری گود میں سر اقدس رکھ دیتے اور قرآن کی تلاوت فرماتے اور میں اسی حالت میں چٹائی اٹھا کر مسجد میں رکھتی تھی، بیٹا کہیں ہاتھ میں ایسا ہوتا ہے۔ (مسند امام احمد ۱/۳۳۱)

علامہ عبدالقادر محدث مصری فرماتے ہیں:

”اصول فقہ میں بدائع کے مصنف علامہ احمد بن علی مظفر الدین کی صاحب زادی فاطمہ انھوں نے اپنے والد سے فقہ کا علم حاصل کیا اور انھوں نے ان سے فقہ مجمع البحرین پڑھا میں نے ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک حاشیہ دیکھا جو بہت اچھا ہے۔“

(الجواہر المہدیہ: ۲/۲۷۷)

سیدنا سلطان الہند عطاء رسول خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ جنھوں نے خاک ہند کو گہوارۃ اسلام بنایا اور پرچم اسلام کو بلندی بخشی آپ کی اولاد میں بی بی حافظہ جمال عورتوں کو شرعی اور روحانی تعلیم دیا کرتی تھیں۔

(مرآۃ الاسرار سیر الاقطاب ص: ۳۴، خزینۃ الاصفیاء ص: ۲۶۵)

محبوبہ محبوب رب العالمین سیدہ عائشہ صدیقہ و دیگر امہات المؤمنین و خواتین اسلام کی تفسیری و حدیثی و فقہی خدمات سے یہ حقیقت طشت از بام ہوتی ہے کہ علمائے اسلام و مفسرین عظام اور محدثین کرام اور فقہائے اعلام نے جہاں تفسیر و حدیث اور فقہ و افتا کے چراغ روشن کیے ہیں اور عالم اسلام کو فیضیاب کیا ہے۔ خواتین امت نے بھی تفسیر و حدیث اور فقہ و افتا کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں اور ایک جہاں کو تفسیر و حدیث و فقہ و افتا کے گوہر عطا فرما کر خواتین اسلام کا سر بلند فرما کر نہ صرف انھیں عظیم مقام بخشا بلکہ علم و ادب کے میدان میں گراں قدر خدمات کی روشن تعلیم اور عظیم دعوت بخشی اسلام دشمن معاندین و مخالفین مجھے بتائیں اگر مذہب اسلام

اسلام ایک آفاقی دین

غلام مصطفیٰ رضوی

اللہ کریم کا ارشاد ہے: ”بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے“ (سورۃ آل عمران: ۱۹) اور یہ دین ”دین فطرت“ ہے جس کے ہر اصول کی تائید و تصدیق روحانی ذرائع کے ساتھ ساتھ عقلی ذرائع سے بھی ہوتی ہے۔ مادی انقلاب کے ساتھ ہی اسلام مخالف قوتوں نے یہ گمان کر لیا کہ اب مادیت کے مقابل اسلام کا روحانی نظام نیک نہیں سکے گا اور سائنسی ترقی اسلام کی راہ میں رکاوٹ بن جائے گی لیکن بہت جلد یہ وہم ڈھے گیا اور عقلی تحریک کے نتیجے میں اسلام کا حسن مزید کھڑکڑا ہوا کوئیرہ کرنے لگا۔

سرکارِ کوئین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو دعوت پیش کی وہ پوری کائنات اور ساری مخلوق کے لیے تھی۔ ارشاد ہوتا ہے: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ (سورۃ سبا: ۲۹) ”اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے“ (کنز الایمان)..... اس میں دین کی آفاقیت کے ساتھ ہی ختم نبوت کا پہلو بھی ہے اور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہلوا گیا: ”اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں“ (سورۃ الاعراف: ۱۵۸)

معلوم ہوا کہ اسلام ایک ایسا دین ہے جس کی دعوت ہر دور ہر علاقہ اور ہر فرد کے لیے ہے، دعا و مبلغین اور علما و صوفیاء نے اشاعت دین کے لیے جو کوششیں کی ہیں وہ سنہرے حروف سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔ عالمی مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالمعین صدیقی میرٹھی (ولادت ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء وصال ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء) گزری صدی کے ایک فعال و سرگرم اور مثالی مبلغ گزرے ہیں، جن کی دعوتی خدمات کے نقوش صرف برصغیر ہی میں نہیں بلکہ یورپ و افریقہ اور روس و چین کی سرزمین پر جگمگا رہے ہیں۔ آپ کا اسلوب دعوت بڑا دل کش، دل نشیں اور دل پذیر و موثر اور حکمت سے پر تھا۔ جس خطے میں تشریف لے جاتے وہاں کی زبان میں دعوت اسلام پیش فرماتے۔ مادی دنیا میں اسلام کے روحانی نظام کی تشریح و توضیح کے لیے سائنسی و عقلی اور تجرباتی علوم سے مثال پیش فرماتے اور اسلام کی سچائی و صداقت کے دلائل پیش کرتے۔ جب کلام فرماتے تو اہل علم حیرت و استعجاب میں ڈوب جاتے۔ آپ کے دستِ حق پر اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ مغربی دانش ور برنارڈ شا آپ سے مکالمہ کے نتیجے میں اسلام کی عظمت کا معترف و قائل ہوا۔

ایسے مہذب و سچے دین کی اشاعت سلیجے اور احسن انداز میں کرنے کی ضرورت ہے۔ اور یہی قرآن کا ارشاد بھی ہے: ”اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو“ (سورۃ النحل: ۱۲۵) زعماء مغرب نے اسلام سے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا کی ہیں اس کے متعدد اسباب ہیں جن میں ایک سبب تو خود وہ افراد ہیں جن کی خود ساختہ توضیحات سے اسلام کی غلط شبیہ دنیا کے سامنے واضح ہو رہی ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسے حالات میں بھی مسلمان اسلام کی تعلیمات پر عمل کی بجائے مغرب کی اندھی تقلید کا شکار ہو کر غیروں کو تنقید کا موقع فراہم کر رہے ہیں۔ اگر مسلمان اسلامی تعلیمات پر صحیح طور پر عمل کر لیں تو بدگمانیاں اور جھوٹے پروپے گندے خود بہ خود دم توڑ دیں گے۔ اور اسی پہلو کو سمجھنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

C/o. Madina Kitab Ghar, Old Agra Road,
Malegon-423 203 (M.S.) India gmrazvi92@gmail.com

آسمان علم و فضل کا ایک ستارہ اور غروب ہوا

۱۰ ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ بروز اتوار صبح صادق سے قبل ۴ بجے خلیفہ حضور مفتی اعظم سلطان الواعظین حضرت علامہ مولانا محمد سلطان اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمہ بیہودی اس جہان فانی سے دار البقاء کی طرف انتقال فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کی ذات گونا گوں صفات کی حامل تھی، آپ ایک کہنہ مشق مدرس، قادر الکلام شاعر، شیریں مقال خطیب و واعظ، اور مسلک اعلیٰ حضرت کے عظیم داعی اور مبلغ تھے، حضور مفتی اعظم کی بارگاہ میں مقرب اور محبوب خلفائے شال ہونے کے ساتھ ساتھ شیخ کی محبت میں فنا تھے۔

آپ سنہ ۶۶ء میں سنہجھل کی عظیم دینی درس گاہ اجمل العلوم سے فارغ ہوئے اور پھر تقریباً نصف صدی تک مختلف جہات سے دین متین کی خدمات انجام دیں اور پوری زندگی یہ جذبہ بے لوث رہا، قوم و ملت کی صلاح و فلاح کے لیے ہمیشہ تعمیری ذہن رہا اور تحریک و انتشار سے ہر موقع پر اجتناب کیا۔ آپ کے اساتذہ میں اجمل العلما حضرت علامہ مفتی محمد اجمل شاہ صاحب اور سلطان المناظرین حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب مفتی سنہجھل سرفہرست ہیں۔ تلامذہ میں مولانا مشکور احمد صاحب استاذ جامعہ نوریہ، مولانا قاری مسرور احمد صاحب، مولانا محمد ارشاد القادری بیہودی، مولانا محمد اختر رضا بیہودی، کے علاوہ سیکڑوں حضرات کے ساتھ راقم الحروف کو بھی یہ شرف حاصل ہے۔

آپ کی ولادت ۸ جولائی ۱۹۴۳ء میں اور انتقال ۴ مارچ ۲۰۱۲ء کو ہوا، اس طرح آپ نے تقریباً ستر سال کی عمر پائی۔ ضلع بریلی کی تحصیل بیہودی اور اس کے گرد و نواح میں وہ پہلے عالم و فاضل تھے جو بیک وقت مدرس، نعت گو شاعر، اور مقرر و خطیب تھے، ان کی تقلید و اتباع میں سیکڑوں علما و فضلاء اس میدان میں اترے لیکن الفضل للمقدم کے تحت ان کو شرف تقدم حاصل تھا، تواضع اور منکسر المزاجی ان کا طرہ امتیاز تھا، صبر و تحمل کا پیکر تھے۔ وعظ و تبلیغ اور نصیحت آمیز خطابات کی بدولت مرکز اہل سنت منظر اسلام بریلی شریف کے جشن صد سالہ کے موقع پر آپ کو سلطان الواعظین ایوارڈ سے نوازا گیا جس کے طفیل آپ کو بھی سلطان الواعظین کہا جانے لگا۔

بیہودی میں جلوس محمدی کا آغاز آپ نے کیا، سحری کے وقت تقریر و نعت کے ذریعہ لوگوں کو بیدار کرنے کی رسم آپ نے ہی ڈالی، بیہودی میں مشاعروں کی مجالس، اور چھوٹی بڑی دینی محافل کی نظامت کا سہرا آپ ہی کے سر ہوا۔ آپ کی زندگی مصائب و آلام سے بھری داستان ہے۔ آپ کی نماز جنازہ میں علاقائی علما و فضلاء کے ساتھ عوام و خواص کا جم غفیر تھا اور ساتھ ہی مرکز اہل سنت بریلی شریف سے شہزادگان اور علما و مشائخ کی ایک جماعت نے شرکت فرمائی۔

۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ/ ۱۱ اپریل بروز بدھ آپ کا عرس چہلم منعقد ہوا، چہلم کے موقع پر نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا منان رضا خاں منانی میاں صاحب، شہزادہ تحسین ملت مولانا حسان رضا خاں صاحب، شہزادہ ریحان ملت قاری تسلیم رضا خاں صاحب اور بہت سے علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔ اس موقع پر اہل سنت کے مشہور اور عظیم عالم دین مفکر اسلام خطیب ایشیاء یورپ حضرت علامہ مولانا قمر الزماں خاں صاحب اعظمی جنرل سکرٹری ورلڈ اسلامک مشن لندن نے نہایت پر مغز خطاب فرمایا جس کی دھوم علاقہ میں ایک عرصہ تک رہے گی، ساتھ ہی ممبئی سے تشریف لائے ہوئے عظیم مہمان عالم باعمل فاضل اجمل حضرت مولانا مقبول احمد صاحب خطیب و امام سنی محمدی مسجد ملاذ ممبئی نے ناصحانہ خطاب سے نوازا۔ اس عظیم اجلاس میں سلطان الواعظین کے تلامذہ کی طرف سے ان کی حیات و خدمات پر مشتمل ایک عظیم دستاویز پیش کی گئی جو محض بیس دن کے اندر تلامذہ کی مشترکہ کاوشوں سے منظر عام پر آئی جس کو راقم الحروف نے مرتب کر کے پیش کیا، اس کتاب کا رسم اجرا بھی اسی مجلس چہلم میں ہوا اور تلامذہ کی طرف سے بطور ایصال ثواب یہ خوبصورت گلدستہ حاضرین میں تقسیم کیا گیا۔ آخر میں مناظر اہل سنت حضرت مولانا صغیر احمد جوگن پوری کا خطاب ہوا جس میں آپ نے بیہودی کے ایک تحریری مناظرہ کی روداد بیان کر کے سامعین کو خوب محظوظ فرمایا، آخر میں صلاۃ و سلام اور نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا منان رضا خاں صاحب کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

صدر المد رسلین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

email, mohdhanif92@gmail.com

برائے ایصال ثواب

الحاج محمد شمس الدین مرحوم

ولادت: ۱۲، اگست ۱۹۴۱ء وفات: ۵، جون ۲۰۱۲ء

قارئین سواد اعظم سے گزارش ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں میرے والد مرحوم کو بھی یاد فرمائیں اور انکی مغفرت و ترقی درجات کے لئے دعا فرمائیں کہ میت کے لئے زندوں کی طرف سے سب سے بڑا تحفہ ان کے لئے دعائے استغفار کرنا ہے۔

حدیث شریف: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے فرمایا کہ وہ دونوں تیری جنت اور دوزخ ہیں یعنی جو لوگ ان کو راضی رکھیں گے جنت پائیں گے اور جو ان کو ناراض رکھیں گے وہ دوزخ کے حقدار ہونگے۔ (ابن ماجہ شریف)

طالب دعا

الحاج محمد رفیق الدین

ریلوے والے R.Z.605 گلی نمبر ۲۱، نزد جامعہ عربیہ غریب نواز تعلق آباد دہلی-۶۲